

KRI-100

Geetalyan
Amarit Delhi

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اوم

عمل سے بنتے ہیں دین و دنیا
سنو کان دھر کر سنا تی ہے گیتا

گیتا گمیاں امرت

صوفی صوفی

شرعیہ کھکوت گیتا

مع شرح مہاتم، کرشن چالیسہ و آرتیاں

(شری سوامی کیشور داس کرشن داس)

مترجمہ:- کیرتن کلاندھی، ناٹھ آچار یہ، بانی بھوشن، مہاکوی شری شیونا مہاراجی تکیں

سابقہ پرچار منتری ساوہن منڈل (پنجاب) دہلی

پرکاشک

دیہاتی پستک بھنڈار، چاؤری بڑشاہ لادہلی قیمت فی عبد صرف ۲۰

(کھنڈ پستک بھنڈار)

اچھ میو تم، کیشنوم رام نارائینم
 کرشن داموورم، واسدپویم ہرے
 شریہرم، مادھوم، گوپیکا و لہتم
 جانکی نایکم رام چندرم بھجے

پیرارخصتا

کمل لوچن دیا مے شیام سندر
 مدھو موون سدا کر دنا کے ماگر
 مہار می شرن میں آ کر پڑا ہوں
 منو ہر مکٹ پیتا مبر کے دھار می
 میں آگیا فی تیرے ور کا بھکاری
 نہ ہونا نا تھ آنتر دھیان مجھ سے
 میرے بھگوان ہے مادھو کہنیت
 میری مخدھار میں ڈوبتی ہو نیت
 میرے دکھ کو پر بھو جلد می مٹاؤ
 میرے گووند کیشن نہ نندن

پر بھو آ نندن گھن مری منو ہر
 بدن موہن مرے گوپال گر دھر
 کھیا مجھ پر کر دھو رکھ بڑا ہوں
 مرے گھنشیام اسے بانکے بہار می
 شریدھر دیو کی نندن مری
 درس کی مانگت ہوں بھیک تجھ سے
 سکل برہمانڈ کے رکشک جیتا
 شرمی رادھا پتی ہل دھوکے بھیت
 کیا رہے پر اے آ کے لگاؤ
 ہرے کلاپتی پر بھو نرنجن

ہے جگدیشور و تاشک سرو بندھن
 میرا دامن دیا اپنی کھربے
 میں اُتم گیان کو ہرے میں پاؤں
 سکل درواساؤں کو مٹاؤں
 کروں گن گان میں نشن تہاے
 انیکوں جنہوں سے اوگن بھرا ہوں
 میں جو کچھ بھی مول کھوٹا یا کھرا ہوں
 تیری کرونا کا جب اِدھار ہو گا
 ہو شرنا گت کے کیول تم سہارے
 کئی اکھ بنج بھوسا گرے تارے
 سدھی معدوم کی ناتھ اب لینا

کروں تیرے چرن کلوں میں دندن
 مجھے بھگتی کا ناتھ اپنی دردے
 کبھی مایا کے جھنجھٹ میں نہ آؤں
 بس اتنا پر بھو تجھ سے مناؤں
 میرا جیون ہو اک تیرے سہاے
 نہ کو پی سے تیری کچھ بھی ڈرا ہوں
 جھبکائے شیش در تیرے کھڑا ہوں
 میرا بھو چل سے بیڑا پیا رہو گا
 کروں کس بھانت در زن گن مہاے
 آجا بل سے پت تم نے اُبھاے
 بھنور میں ڈوبتے کو اب ہاتھ دینا

دیباچہ

مصیبت سب کو بچاتی ہے گیتا
جو گرتے ہیں فلتی سے اس سرزمین پر
نہ بھٹک سکیں تم کہ ہے امت کیا
یہ حرص و ہوس کی ہو پُر نور آتش
عمل سے ہیں یہ بنتے دین اور دنیا
جو اپنے دھرم کو نہ سمجھے تبسم
پیام صداقت سناتی ہے گیتا
اُٹھ کر فلک پر بٹھاتی ہے گیتا
آخر امت کو بتاتی ہے گیتا
بھڑکنے سے پہلے بچاتی ہے گیتا
سنوکان دھرم کو سناتی ہے گیتا
انہیں دھرم اپنا جتا ہے گیتا

آج گیتا کو سارا عالم عزت اور عقیدت کی نظر سے دیکھتا ہے درحقیقت گیتا معمولی پُستک نہیں
ہے شاید یہ کہنا بجا نہ ہو کہ گیتا جیسا گرنتھ نہ کبھی نہ تھا اور نہ ہے اور نہ بھوشیہ میں ہوگا۔
گیتا کا گیان پورا نہیں تو غوراً بہت ہر ایک کو ہونا چاہیے لیکن گیان بغیر محنت کے
حاصل نہیں ہو سکتا اس کے حصول کا یہ تھا اور آسان راستہ گیتا کا سن اور سوا دھیائے ہے۔

گیتا کا سن کرنا ہی اس کا سوا دھیائے ہے جس مثل نے گیتا کا پٹن پاٹن اچھی طرح سے کر لیا ہو
اُسے دیگر کتب کی ورق گردانی کی چنداں ضرورت نہیں۔ اُس کی بہتری و بہبودی کے لئے گیتا
کا سوا دھیائے ہی کافی ہے۔ محض گیتا کے پاٹ سے ہی کلیان ہو سکتا ہے کیونکہ بھگوان نے گیتا
میں فرمایا ہے

ہم دونوں کا یہ مکالمہ ہے دینی جو شخص پڑھے گا اس کو ارجن پویشی
وہ مجھ کو گیان گیہ سے پوچھے گا کہتا ہوں تجھ سے ہے یہی رائے میری
(گیتا ۱۸-۷۰)

اور اُس شخص سے افضل وہ شخص ہے جو اس کے اعلیٰ گرو سے ملے تو کو سمجھ کر اُس کا پاٹھ کرتا ہے۔ جو
شخص گیتا کا روزانہ پاٹھ کرتا ہے اور اُس کی تعلیم پر عمل بھی کرتا ہے وہ افضل ترین ہے
مثیل مشہور ہے جیسی نیت ویسی مراد۔ جیسی کسی کی بھاؤنا ہوتی ہے ویسا ہی اُس کو پھل ملتا ہے
جو شخص شردھا اور بھگتی سے صرف ایک بار ہی گیتا کا پاٹھ کرتا ہے۔ اُس کو، اس سے ہی من و انجست
پھل مل جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص بغیر شردھا اور بھگتی کے پاٹھ کرتا ہے وہ چاہے کتنی بار ہی گیتا کیوں نہ
پڑھے۔ کوئی پھل نہیں ملتا۔

جو شخص گیتا کی باریکیوں کو ذہن نشین کر کے سوادھیائے کرتا ہے اور اپنی زندگی میں اُس کی تعلیم کے مطابق عمل بھی کرتا ہے اُسی کا گیتا سیکھتا کر لیتا ہے اور وہ سوادھیائے گیتا کا اتم سوادھیائے ہے۔
 گیتا نے نہ صرف ارجن کے لیے ہی روشنی کا مینا ڈال دیا ہے۔ بلکہ جب تک دنیا قائم رہے گی تب تک ہر جہاں ہدایت ثابت ہوتی رہے گی۔ اس تقریر دل پذیر نے مہرشی دیدویاس کی بدولت ایشیاء کو بدھ ہو کر نظم کا ایسا سہاونا جامہ زیب تن کر لیا جس سے غوبی کلام کے آسمان پر چار چاند لگ گئے وہ منج خود ہر طرف یکساں روشن و منور کر دینے والے نگار ہر شخص کو بجایا۔ سب نے اپنا یا جس کا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ جرمنی، فرانس، برطانیہ و دیگر اہل یورپ نے اس کے ترجمے اپنی اپنی زبان میں کر کے اپنی نسل کو فیض یاب فرمایا۔ امریکہ والے دل سے اس کے گردیدہ ہو گئے ہندستان کی تمام زبانوں میں اس کا ترجمہ موجود ہے اور بڑے فخر سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ماسوائے بائبل کے اور کسی کتاب کے ترجمے متعدد زبانوں میں اس قدر نہیں ہیں جس قدر کہ شرید جگوت گیتا کے ہیں۔ ہر قوم و ہر ملت کے اشخاص نے اپنی زندگی کے سدھار، اپنے آپ کا سدھار اس اعلیٰ تعلیم و مفید آبدیش پر نہ زبھر رکھا۔ مگر افسوس بعض اشخاص ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جس نے پڑھی گیتا۔ اُس نے گھر کا ہے کو کیتا۔ یعنی گیتا کی تعلیم انسان کو گھر باری نہیں رہنے دیتی بلکہ جنگلی کی راہ دکھاتی ہے بن باری، غارتی ہے حالانکہ اصلیت اس کے سراسر خلاف ہے ہماری رائے میں انسان کو شرید جگوت گیتا نے انسانیت کی تہذیب و تمدن کو بڑھانے کا ایک نیا راستہ دکھایا ہے۔

میں تمیز کرنے والا، فرائض انسانی اس طریق پر انجام دینے والا بناتی ہے کہ وہ ہر آدمی کو اٹھاتی ہے مردہ کو زندہ بناتی ہے پست حوصلہ ہستیوں کو حوصلہ دلاتی ہے اس کے مطالعہ سے ہر نامرد، مرد اور ہر مرد جو ان مرد بن گیا، والا معاملہ نظر آتا ہے بھگوان فرماتے ہیں

رازِ فطرت جان اور کام کر میری نذر
عقل سے جو ہے پرے سے پہچان لے
فکر فرما اور محبت چھوڑے اور جنگ کر
من کو بس کر کے مودی خواہشوں کو مار دے
دُشمن، بھیم جید رہتے، کرن اور دیگر سورا
ہیں مرے مائے مائے ہمنے ارجن نہ خون کیا

ان اشکوں کو پڑھنے اور اُن پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بھگوان کا منشیا رجن کو شتر دوں کا مقابلہ دٹ کر کرنے کی ترغیب دینا ہے اور اس کے حوصلہ کو بڑھانا ہے۔ میرے خیال میں گیتا کی جس قدر ٹیکائیں بھگوان کے اس منشیا کے خلاف کی گئی ہیں وہ سب گمراہ کن ہیں گیتا کا منہ تو یہ جگیا سو کے اُتار کو بڑھانا ہے دشمن چاہے اندرونی (کام کر دودھ آدمی) ہوں خواہ دہرم کے دشمن راکشسی پر اکرتی کے لوگ ہوں اُن کے مقابلہ سے بٹ جانا دہرم کو پیٹھ دیتا ہے گیتا پر شار تھ "پر زور دیتی ہے شروع سے لے کر آخر تک ہی تعلیم دیتی ہے کہ منش کو مرتے دم تک پر شار تھ کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیے۔

تیری بدنائی کریں گے لوگ اگر ہر جگہ
ال لیرت لے لے جو کوٹ ہی ہو بڑا

دوسرے ادھیائے کے چونتیسویں شلوک کے مطابق، سکھ، دھک، نفع، نقصان، فتح، شکست کو یکساں جان کر ادھرم کے
تاش کرنے کی سعی کرنا، پُرانی ماتر کا پرہم دھرم ہے۔ انسان کو وہ فعل بہرگز نہیں کرنا چاہیئے کہ جس سے کہ اس کی نوک،
پر لوک میں بندھا ہو، بندہ اسے مرجانا بہتر ہے۔

حق بجانب جنگ ہے پیچھے نہ ہٹا مرد جرمی
مور و عصیاں نہ ہو، رکھ لاج اپنے نام کی
بھگوان فرماتے ہیں ارجن! اگر تم نے دھرم سے جی چڑایا تو یاد رکھو۔ تمہارے دھرم اور نیک نامی پر پانی پھر جائے
گا۔ اور پاپ کا بھاگی الگ بننا پڑے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ شریر جائے رہن جائے۔ مال و دولت جائے لیکن دھرم کو کبھی نہ چھوڑے بلکہ دھرم کی رکشا
کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دے۔ یہی گیتا کا ناسپرتیہ ہے۔

اوم شہر بھگوت گیتا مہا بھارت

پانچ ہزار سال گذرے وادی گنگا میں ہستنا پور نام کا ایک بارونق شہر آباد تھا یہ شہر چندر گپتی راجاؤں کا پایہ تخت تھا۔ ان آیام میں شاہی خاندان کو روہینس کے نام سے مشہور تھا اور مہاراجہ پاندو، ہستنا پور میں راج کرتے تھے بڑے بھائی دھرت راکشتر تھے۔ لیکن چونکہ وہ پیدائشی نابینا تھے اس لیے وہ تخت سے محروم رہ گئے۔ راجہ پاندو کو کئی انتقال کے بعد سلطنت کا کام نابینا دھرت راکشتر کے کندھوں پر ڈالنا گیا تھا لیکن وہ بڑے خود غرض تھے اور اس خیال سے کہ سلطنت کے وارث اُس کے اپنے بیٹے بنیں۔ وہ اپنے بیٹوں کے متعلق کئی بد خیالیاں اور کارروائیاں کرتے رہتے تھے۔ اُن کا بیٹا دریودھن بھی مہاراجہ پاندو کے بیٹوں۔ بدھشٹر، بھیم۔ ارجن۔ بھکر۔ اور سہادیو سے حسد اور

نفرت کرتا تھا جب پڑھنے، لکھنے کا سن ہوا، اور تعلیم و تربیت کی ضرورت ہوئی تو سب بھائیوں کو راج گور شری درون اچار یہ جی کے حوالے کیا گیا جس وقت تعلیم سے فارغ ہوئے تو سب مل کر کھیلتے۔ بھیم طاقت و توانائی میں قائل تھا۔ اس لیے کھیلوں میں عام طور پر وہی جیتا کرتا اور دریو دھن وغیرہ ہارتے۔ اس لیے دریو دھن کے دل میں ہمیشہ بھیم کے لیے عداوت رہی۔ اُس نے دو شاخوں سے مل کر بھیم کے مردانے کے لیے سازش بھی کی۔ ایک دن دریائے گنگا کے کنارے شامیانہ لگا یا گیا۔ ناچ و رنگ کے سامان اکٹھا کیا۔ پانچوں بھائیوں کو دعوت دی اور کھانے میں زہر ملا دیا۔ پانڈو بے ہوش ہو گئے۔ دریو دھن نے بھیم سین کو باندھ کر گنگا میں پھینک دیا۔ بھیم، بہاد کے ساتھ بہتا ہوا ناگ لوک میں جا پہنچا۔ والی ناگ لوگ نے اُسے پہچان لیا۔ وہ اُسے ہوش میں لایا۔ اُس کا متنا علاج کر دیا اور انواع و اقسام کے بیش قیمت مخالف دے کر اُسے ہتھکڑیاں پہنچایا۔ دریو دھن نے کئی بار پانڈوؤں کو مارنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔

چونکہ پانڈوؤں سب کے سب نیک اور لائق تھے رعیت یہی چاہتی تھی۔ پانڈوؤں میں سے سب سے بڑے بھائی گدھی پر بٹھیں مگر دریو دھن یہ نہ چاہتا تھا۔ اُس نے ہماراجہ و حضرت راشٹر کو راضی کر لیا کہ پانڈوؤں کو ورنہ ورت بھیج دیا جائے۔ وہاں پر ورجن نامی ایک ماہر فن الجھن سے دریو دھن نے ایک لاکھ کا قفل تیار کر لیا۔ ورنہ ورت

پہنچ کر پانڈو اُس لاکھا محل میں ٹھہرے۔ لیکن ہما تادِ دَر نے اُس محل سے دریا تک ایک خفیہ سُرنگ تیار کر دیا رکھی تھی جس وقت دریودھن کے آدمیوں نے اُس محل کو آگ لگائی۔ پانڈو اُس وقت تک سُرنگ کے راستے ایک محفوظ مقام پر پہنچ چکے ہوئے تھے۔ اُس مکان میں ٹھہرے ہوئے پانچ بھکاری اور اُن کی ماں جل کر راکھ ہو گئے۔ کوروؤں نے سمجھا کہ پانڈو جل مرے ہیں لہذا دریودھن کی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔

پانڈو بھیس بدل کر ہماراجہ دروید والی بچال کے ہاں جا کر ٹھہرے وہاں دروید کی لڑکی درویدنی کا سو ٹمبر ہو رہا تھا سو ٹمبر کی شرط تھی کہ ایک ستون کے ساتھ لٹکی ہوئی مچھلی کی آنکھ جو بہادر نشانہ کرے گا درویدنی کی شادی اُس کے ساتھ ہوگی۔ بہت سے راجاؤں نے شرط جیتنے کی کوشش کی مگر سب ناکام رہے۔ پھر برہمنوں کی صف میں سے ارجن اُٹھا۔ سب حیران تھے کہ ایک برہمن کیا کرے گا۔ لیکن ارجن، بدھشتر کی آشیرداد لے کر آگے بڑھا کر ایک ایسا تیر مارا کہ وہ مچھلی کی آنکھ کو چیرتا ہوا نکل گیا۔ درویدنی نے جے مال ارجن کے گلے میں ڈال دی کورو بھی سو ٹمبر میں آئے ہوئے تھے چنانچہ اُن کو پتہ لگ گیا کہ پانڈو زندہ ہیں وہ بڑے حیران اور شرمندہ ہو کر ہستنا پور واپس گئے۔ دریودھن نے تو دھڑلے سے راجاؤں سے کہا کہ پانڈوؤں کو ہستنا پور کی حدود کے اندر تک نہ آنے دیا جائے مگر ہما تادِ دَر نے اُسے سمجھایا اور کہا کہ پانڈو لائق اور ہرول عزیز ہیں اُن سے بدسلوکی نہ کریں بلکہ اُن

کو آدھاراج دیدیں۔ دھرت راشٹرا مان گیا۔ چنانچہ دورِ جی پانڈوؤں کو لے آئے دھرت راشٹر نے اُن کو آدھاراج دے دیا۔ پانڈوؤں نے پانچ شہر لے لے۔ جن میں سے ایک اندر پرست تھا۔

ہمارا جہدھشٹر نے راجسویگیہ کیا۔ درپودھن بھی اس گیکہ میں شامل ہوا۔ لیکن پانڈوؤں کی شان و شوکت دیکھ کر جل بھن کر راکھ ہو گیا۔ کیوں کہ میدان جنگ میں تو وہ پانڈوؤں کا کچھ بگاڑ نہ سکتا تھا۔ اس لیے اُس نے اپنے مائوں شکتی سے مشورہ کر کے جو اکیلے کا فیصلہ کیا۔ خاص قسم کے پائے تیار کر دے گئے۔ راجہ دھرت راشٹر کی منظور سے لی گئی۔ شکتی جو اکیلے میں ماہر تھا۔ جب جہاتا دور کو معلوم ہوا تو انھوں نے دھرت راشٹر کو سمجھایا کہ درپودھن جو اکیلے پر بضد تھا۔ لہذا چوسر بھی اور جو اکیلے گیا۔ یہ دھرت پنا سب کچھ ہار گئے۔ حتیٰ کہ درپودی کو بھی داؤ پر لگا دیا اور اُسے بھی ہار گئے۔ درپودھن نے بھری بھامیں درپودی کو بلوایا اور کہا کہ اب تم ہماری رانی ہو درپودی نے بھیشم پتاماہ دوگیران سے دریافت کیا کہ ہارے ہوئے ہمارا جہدھشٹر کو مجھے داؤ پر لگانے کا کیا حق ہے بھاشی نے کوئی جواب نہ دیا۔ بھیشم پتاماہ نے کہا کہ جب ساکشات دھرم راج ہی جو اکیلے رہے ہوں تو پھر دھرم کی سزا دوسرا اور کون لے سکتا ہے یہ سب کال کی گئی ہے بھیشم پتاماہ نے اپنی بات بھی ختم نہ کی تھی۔ درپودھن نے دو شاسن کو حکم دیا کہ وہ اُسے سرور باز لنگی کرے۔ بھامیں کوئی ایسا نہ تھا جو اس وقت درپودی کی امداد کے لیے

کھڑا ہوتا۔ اور دوشاسن نے دریودھن کے ایما سے دروپدی کی ساڑھی کھینچنے کے شروع کی۔ دروپدی نے اُس وقت آنند کند بھگوان شرمی کرشن چندر جی سے پرارٹھنا کی۔ بھگوان نے اُس کی پرارٹھنا سنی اور ایسی لیلارچائی کہ ایک ساڑھی کی ایک ساڑھیاں بن گئیں۔ جوں جوں دوشاسن ساڑھی کھینچتا۔ وہ بڑھتی جاتی تھی کہ وہاں پر ساڑھیوں کا ڈھیر لگ گیا اور سستی دروپدی ننھی ٹھہرنے پائی۔ سب نے دریودھن کو لعنت ملا مت کی اور دھرت راکش کو سمجھایا اور کہا کہ بہتر ہی اسی میں ہے کہ پانڈوؤں کا راج پاٹ انہیں واپس دیدیا جائے راجہ دھرت راکش نے یہ ہشٹر کو اُس کا راج واپس دے دیا۔ پانڈو وہاں سے اندر بہت چلے گئے۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ دریودھن نے سازش کر کے انہیں پھر بلوا بھیجا۔ چوسر دوبارہ بھیجا اور مہاراجہ یوہشٹر ایک بار پھر اپنا سب کچھ ہار گئے۔ اب پانڈوؤں کا تیرہ برس کا بن باس دیا گیا اور وہ بھی مشروط طور پر شرط یہ طے پائی کہ بن باس کا تیرھواں سال و چھپ کہ گزاریں۔ اگر تیرھویں سال کسی کو اُن کا پتہ لگ گیا تو مزید تیرہ سال بن میں گزارنا ہوں گے اس کے بعد پانڈوؤں نے اس شرط کو پورا کیا۔ چودھویں سال کے شروع میں بھگوان شرمی کرشن جی مہاراج دریودھن کے پاس گئے اور اُس دُشٹ کو یہاں تک کہا کہ تو پانڈوؤں کو صرف گدار سے لے پانچ گاؤں ہی دیدے وہ اسی سے سنشٹ ہو جائیں گے۔ مگر ابھی اُنی دریودھن نے ایک نہ سنی اور اُس نے کہا کہ بغیر لڑائی کے پانڈو

کو ایک سوئی کے ناکے جتنی زمین دینے کے لیے تیار نہیں اب سولے اُس کے کہ یہ کیا جاوے اور کوئی راستہ حل نہ تھا۔ بہتر لڑائی چھڑ گئی۔ اسی لڑائی کا نام جہا بھارت ہے۔

بھگوان شری کرشن جی کی فوجیں کوروں کے ساتھ تھیں اور وہ خود ارجن کے ساتھ تھے۔ کورو کشتیر میدان جنگ قرار دیا گیا۔ دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے ڈٹ گئیں۔ راجہ دھرت راشٹر بھی میدان جنگ میں جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ مہرشی ودیاس جی نے اُس سے کہا۔ تمہارے نیتر نہیں وہاں جا کر کیا کرو گے دھرت راشٹر نے جواب دیا۔ اگر میں لڑائی نہ دیکھ سکوں گا تو اُس کے حالات تو سن سکوں گا۔ اس پر شری ودیاس جی نے کہا۔ تمہارے ساتھ تھی سبھی کورویہ درشتی عطا کر رہا ہوں وہ یہیں بیٹھا بیٹھا سارے حالات دیکھ کر نہیں بتا دیا کرے گا۔ اتنا کہہ کر بھگوان ودیاس نے سبھی کو دیوتہ درشتی پر دان کی اور چلے گئے جب یہ وہ ختم ہو گیا تو اُنھوں نے آئندہ کب بھگوان شری کرشن جی مہاراج کے اس پوتر اُپدیش گیتا کو سنار کے سامنے کتابی صورت میں پیش کیا۔ بھگوان ارجن کا مکالمہ شری بھگوت گیتا "ست شاستروں کا بھنڈا رویدوں وراثتوں کا سارہ ہے اس علم و عرفان کی گنگا" میں سب گیان، ودیا میں سادھی ہیں یہ کرم یوگ، بھگتی یوگ، اور گیان یوگ تینوں سے بھر پور ہے جس سادھاک کی جیسی بھی دھارنا ہوتی ہے وہ اپنی دھارنا کے سدھانت

دیا ہی گیتا میں پاتا ہے۔

نثر پر بھگوت گیتا کا واسطوک روپ

مہابھارت کے بھیشم پر بھارتی مہرشی وید ویاس فرماتے ہیں۔ گیتا کا بھلی بھانتی تھکان کرنا چاہیے انہی شاستروں کے جوشیلہ کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ سویم پدم نایک بھگوان کے ساتکشات لکھ مکمل سے نکلی ہوئی ہے۔
گیتا کا گائتری سے بھی بڑھ کر مہتو ہے۔ کیونکہ گائتری کا جپ کرنے والے کی تو صرف اپنی ہی مکتی ہوتی ہے مگر گیتا کا ابھیاس کرنے والے کے بھگوان سویم ہی اپنے ہو جاتے ہیں۔ مکتی پھر اُس کے پاؤں میں لوٹتی ہے بھگوان نے وراہ پوران میں یوں گوہرافشانی فرمائی ہے۔

”میں گیتا کے آشرے میں رہتا ہوں۔ گیتا میرا سریشٹ گرہ (گھر) ہے گیتا کے گیان کا سہارا ہے کہ میں تینوں لوگوں کا پالن کرتا ہوں۔“

یہ الفاظ گیتا کی عظمت کو ظاہر کرتے ہیں چنانچہ بھگوان فرماتے ہیں ے

جو کرے گا پاٹھ ہم دونوں کی اس تقریر کا :۔ گیان یاس سے وہ میری پوجا کرے گا بے شبہ

جو کوئی ہم دونوں کے اس دھرم یکت سنو ادا کرے گا پاٹھ کرے گا اُس کے دوارا میں گیان سے پوجت ہوں گا۔ ایسا میں

مانتا ہوں یہ مطلب اس کا یہ ہے کہ اس کے آدھین ماتر سے ہی میں، گپان گپیت سے پوجت ہو جاؤں گا۔
 قارئین کرام! یہ تو صرف گیتا کے پڑھنے کا پھل ہے لیکن جو شخص شاہراہ زندگی میں اس رہنمائی حقیقی کو اپنا ہادی
 کل سمجھتا ہو اس کی تعلیمات پر عمل کرتا ہو، اپنے جیون کو گیتا نے بنا کر دوسروں کو بھی اس حتمی روحانیت اور گنجینہ
 معرفت سے فیض پہنچاتا ہے اور اس کا پرچار کرتا ہے، عوام کو گیتا کی رہبری میں زندگی بسر کرنے کی تلقین کرتا ہے اس کے
 متعلق بھگوان فرماتے ہیں :-

راڈیہ اعلیٰ امرے بھگتوں کو جو تھامے گا
 میری بھگتی کا سبب مجھ میں ہی مل جائے گا
 نیک کاموں میں ملے گا مرتبہ اعلیٰ
 اُس سے بڑھ کر ہو نہیں سکتا پیارا مجھے

گیتا اور موکش مارگ :- سولہ کلا سپورن آئندہ کنڈ بھگوان شری کرشن چندر جی ہاراج کی گراہ گیت
 پاتر بننے کے یہ بھگتی بھاؤ کا ہونا لازمی ہے، بھرم کے چنگل میں ہر شخص پھنس سکتا ہے یہاں تک کہ اس میں جہاں
 دردوان اور دھیر پُرس مایا کے بھرم جال میں پڑ کر دو پاک کو ٹھو بیٹا ہے اسے کر تو بہ اور آ کر تو بہ کا پتہ نہیں دیتا
 تو دوسرے شیون کے متعلق کیا کہا جا سکتا ہے۔ اس لیے جدا کہ ہم اور کہہ آئے ہیں ہر شخص کو شرعاً بھگتی سے

شریر بھگوت گیتا

گیان کا پاتر ہونا لازمی ہے بھگتی سے انسان بھگوت روپ ہو جاتا ہے۔ بھگوان فرماتے ہیں

اگر کسی بدکار کے دل میں میرا دھیان ہے

نیک وہ انسان ہے کیوں کہ صاحب ایمان ہے

شانتی ملتی ہے اُس کو چل کر راہِ نیک پر

بھگت میرا ہوتا ہا ممکن نہیں اے نامور

اگر کوئی مہایت ہی بد چلن شخص بھی یکسوئی کے ساتھ مجھے یاد کرتا ہے تو بھی اُسے نیک چلن ہی سمجھنا چاہئے
کیوں کہ اُس کا ارادہ نیک ہے وہ شخص بہت جلد دھرماتما بن کر اطمینان کو پا لیتا ہے۔ ارجن! میں تمہیں
اطمینان دلاتا ہوں کہ میرا بھگت کبھی تباہ نہیں ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ گیتا ایسا گرنتھ نہ سنسار میں ہوا ہے نہ ہوگا۔ اس میں سندیہ نہیں کہ وید آریہ جاتی کے
سرود اور الہامی ہونے پر پریم پوجیہ ہیں۔ مگر میں ڈنکے کی چوٹ سے کہہ سکتا ہوں کہ کئی وجوہ سے اور خاص
کر، کیونکہ گیتا بھگوان کی مکھ بانی ہے۔ اس لیے گیتا ماما کی مہاوید بھگوان سے بھی براہِ کر ہے۔

پریم پننہ، مہم پننہ

گیتا سم نہیں گرنتھ

ہر سامان دستو نہیں

گور و سامان داتا نہیں

جو اسے شردھا اور بھگتی سے پڑتا ہے خواہ براہمن ہو یا چنڈال، پُرس ہو یا استری، جو اس ماتا کی گود میں بیٹتا ہو
 بغیر ادب و پنج پنچ کا وچار کیے اُس کو نکیان روپی امرت ملا دیتی ہے۔
 جو عقیدت سے سُنے گا عیب جوئی چھوڑ کر
 ہو گا اُس کا نیاک اعمالوں کی منزل تک گذر
 گیتا کے شردھا پوروک پاٹھ سے آپ کا کلیان ضرور ہو گا۔ اور آپ کا جنم مرن۔۔۔ کا بندھن
 ٹوٹ جائے گا۔

ادم

شرید جگوت گیتا

پہلا آدھیاے

وشاد یوگ

۴ شلوک

و ہرت را شتر نے کہا — کہو بنے اکور و کشتیر کے میدان میں جمع ہو کر میرے بیٹوں امد پاندو کے بیٹوں نے کیا
 کیا ہنچنے جو اب دیا ہمارا جھینے آپ کا بڑا بیٹا دیو دھن، شری مدون اپاریہ، کو کہہ رہا ہے۔ گورو دیوا
 پاندوؤں کی عظیم الشان فوج کی صف بندی ملاحظہ فرمائیے جس کو آپ کے ہوشیار شاگرد ہمارا جہ دروید کے
 بیٹے آراستہ کیا ہے۔ دیکھیں اس فوج میں ہر ایک کو ایک ایک رنگ کا ڈھنگ ہے، رجن ہمارا جہ دروید ہمارا

دعوتِ شاکتیتور۔ کاشی راج، پر وحیت، کنتی بھوج، شیویہ، پدھامیو، دکرانت، انوجا، اجمینیو، اور دیدی کے
 دلاور بیٹے۔ ایسے سینکڑوں، ہزاروں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ہر دیگر لاکھوں یودھاؤں کے جمع ہیں۔ گورو دیو
 ایسے اپنی فوج کے بہادروں کے نام عرض کرتا ہوں جیسے اسب سے پہلے ہمارے آچاریہ آپ، بھیشم، کرن
 گرو پا آچاریہ، اشو تھاما، وکرن، سوم، آرنیہ، ان ہمیشہ فحیاب ہوئے والے سورماؤں کے علاوہ اور بھی
 بہت سے جاں نثار، بہادر، جنگ کے ماہر سینا پتی ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ لیکن ہماری فوج جس کے سپہ
 سالار بھیشم پتاماہ ہیں کافی مضبوط نہیں ہیں۔ برخلاف اس کے پانڈوؤں کی فوج بھیم کی زیرِ کمان نہایت مضبوط
 ہے۔ اس لیے، اسے محترم آچاریہ! آپ الگ الگ اپنی ذمہ داری کا خیال کرتے ہوئے بھیشم پتاماہ کی ہر
 طرح سے سہاٹا کریں۔ در یو دھن کی بات ختم ہونے پر گورو دیو لشکر کے تجبوی سپہ سالار بھیشم پتاماہ نے در یو دھن
 کے حوصلہ کو برقرار رکھنے کے لیے شیر کی طرح گرج کر اپنا منہ بجا یا۔ بس پھر کیا تھا۔ بس پھر کیا تھا۔ ہر طرف شکر
 نفیری، دھول، دھونسہ وغیرہ کئی قسم کے نغارے اور جنگی باجے بجنے شروع ہو گئے جن کی فلک فرشتے
 صدائے میدان گونج اٹھا۔ سفید گھوڑوں کے نہایت خوبصورت رتھ میں بیٹھے آندک نہ بھگوان خدائی کرشن
 چندرجی مہاراج پانچ جنیہ۔ ارجن نے دیورت، یدھشٹر نے اننت۔ سہا دی نے مٹی پٹ پٹا۔ نکل نے گھوٹ
 اور بھیم نے پونڈرنا کی مکھ بجاے۔ دیورت و دیورت اور پٹا کی دیورت شکر دیو اور دیدی کے

بیٹوں جیسے بڑے بڑے کمانڈروں نیز دس ہزار سے الیہا مقابلہ کر لئے دالے ہمارے تھی اور ہا ہا ہو مسجد را
 بیٹے ویرا جیوت نے الگ الگ شکہ بجائے ان شکہوں کی آواز نے کوروی دل کے دل ہلا دیئے ان شکہوں
 کی آواز سے فضا گونج اٹھی تھی

کوروی کی فوج جب دیکھی کھڑی آرامتہ
 اور جب ہتھیار چیلنے کا سہم آنے لگا
 جس کے جھنڈے کا نشان تصویر ہے ہوسان کی
 پر ارجن نے کہا، شری کرشن سے بھگوان جی
 راج دورودھن کی جن کو جنگ میں مطلوب ہے
 جنگ سے پہلے انہیں دیکھ لوں کیا خوب ہے

مجھے نے کہا، ہمارا ج، جس وقت دونوں لشکروں میں جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں اور کوروی
 کے لشکر نے ہتھیار سنبھالے تو ارجن نے شری کرشن چندر جی ہمارا ج سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ہمارا ج کرپا کر کے میرے رتھ کو دین میدان جنگ کے مرکز میں بے جا کر کھڑا کر دیجئے کیونکہ میں
 جاہتا ہوں کہ اڑتے میں مجھے کب کس جو انہروں کا مقابلہ کرنا پڑے گا میں ان ناما قبت اندیش ہائی

دھرتی راشٹر کے بیٹوں کو بھی دیکھنا چاہتا ہوں جو مرنے کے لیے میدان جنگ میں اکٹھے ہوئے ہیں بجوان کرشن چندر
ہمارا راج نے فوراً رجن کے رختہ کو دونوں صفوں کے درمیان لا کھڑا کیا اور کہا۔ کنتی پتر، رجن! بحشم، ودن
پاریہ، سب سورے تیرے سامنے کھڑے ہیں۔ کورودوں کے سرداروں کو دیکھ لے۔

ارجن کا موہ

ارجن نے جو نہی ایک نظر میدان جنگ پر ڈالی۔ دونوں طرف اپنے عزیز دوست، بھائی، ماموں، دادا
رو، بیٹے، پوتے اور نزدیکی سمبندھی کھڑے دیکھ کر وہ دلادیر انداز تقرأ تھا۔ پریم اور موہ کی زبردست
شش سے مغلوب ہو کر، اس نے سہمی ہوئی آواز میں بجوان کرشن چندر جی ہمارا راج کو مخاطب
کے بڑے دکھ سے کہا۔ ”ہمارا راج! ان تمام رشتہ داروں اور دوستوں کو جو یہاں بغرض جنگ اکٹھے
ہے دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں میرا حلق خشک ہو گیا ہے، میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں
راگاندھ و وطنش گرا جاتا ہے۔ میرے تمام اعضاء درد سے بے حال ہیں۔ مجھے کسی طرح سے بھی چین نہیں
رے تمام جسم میں آگ لگ رہی ہے۔ آہ! میرا دماغ جکڑ کر رہا ہے۔ مجھے نہایت بڑے تنگن نظر آ رہے
ہے۔ اپنے ہی عزیزوں کو مار کر بھی بھلا، کسی شانتی نصیب ہو سکتی ہے مجھے ایسی حیرت سے مار رہی ہیں ہے

۲۴
 میں ایسی دے (فتح) کا طالب نہیں اور نہ ہی میں ایسے راج اور حکومت میں سکھ دیکھتا ہوں جو اپنے سمبندھوں کو
 مار کر مائل کیا جائے۔ مجھے ایسی زندگی سے ہی نفرت ہے جن کے لیے میں راج سکھ چاہتا تھا وہی یہاں مرنے
 مارنے کو کھڑے ہیں وہ دینے وہ میرے گورو ہیں اور یہ چچا زاد بھائی ہیں۔ ادھر ماموں اور سرسہیں تو ادم
 پوتے۔ سالے اور سمبندھ کھڑے ہیں۔ اسے ظالموں کو سزا دینے والے مدھو شودن! اگر یہ مجھے مارنا بھی چاہیں
 تو کم از کم میں ان نے مارنے کے لیے تیار نہیں ہوں ساری پرستوی کا راج تو کیا، تینوں لوگوں کا راج بھی
 بھی مجھے ایسے کروہ کام کے لیے راغب نہیں کر سکتا۔ اسے جبار دھن! دھرتی راشٹر کے لڑکوں کی جان لینے میں
 ہمیں کوئی خوشی حاصل نہ ہوگی۔ گو یہ ہمارا پی پی ہیں پھر بھی انہیں مارنا پاپ ہو گا یہ ہمارے لیے کسی طرح سے
 بھی اچت مناسب نہیں ہے کہ اپنے چچا زاد بھائیوں کو ماریں مہاراج اپنے عزیزوں کو مار کر ہمیں کس طرح سے شافی
 نصیب ہوگی۔ حکومت کی ہوس نے ان کی عقل پر پتھر رکھ دیتے ہیں اور اس لالچ کے سبب انہیں خاندان کی تباہی کا
 بھی خیال نہیں لیکن اسے جبار دھن! مجھے اس میں سارے خاندان کی بلکہ ساری جاتی کی تباہی نظر آتی ہے میں
 کیوں اس پاپ کا مرتکب بنوں، کل ناش ہونے سے تمام خاندان کی خوبیاں تباہ ہو جاتی ہیں اور دھرم کی جگہ ادم
 تمام خاندان پر اپنا اثر جمالیتا ہے جب خاندان میں دھرم کا نام و نشان نہیں رہتا تو اس خاندان کی استریاں پتی برت
 دھرم کے پلن کو چھوڑ دیتی ہیں جس سے درن شکر (مخلوط النسل) اولاد پیدا ہونے لگتی ہے۔ ایسی اولاد کے ہونے سے

پنڈت ترین کی رسومات ادا نہیں ہوتیں جس سے پتر در کا پتہ ہو جاتا ہے (اُس خاندان کے بزرگ سید سے نرک میں جاتے ہیں) اور اُن کی روح کو کبھی شانتی نصیب نہیں ہو سکتی۔ خاندان کو تباہ کر کے درن نشکر اولاد پیدا کر لے وائے پاپی اور اپنا ذاتی دھرم اور کل دھرم اور ویش دھرم سب کچھ تباہ کر ڈالتے ہیں۔ پس اے جنار دھمن! جن کے کل دھرم نشٹ ہو جاوے اُن کی آتما کو سکھ نصیب نہیں ہوتا یہی ہم بدقوتوں سے مُسنے چلے آئے ہیں آہ! انسانی گراوٹ کا کیسا ہولناک نظارہ ہے کہ ہم چند روزہ دنیاوی حکومت و شوکت کے لالچ میں غریب سے غریب دوستوں کی جان لینے کو تیار ہو گئے ہیں۔ راجن! اس طرح سے کہہ کر، راجن شستر بھلیک کر بڑی بتیابی سے کہتا ہے کہ مجھ سے ایسا کبھی نہ ہو گا۔ بلکہ میں اسی میں ہی اپنی بہتری سمجھوں گا کہ اس حالت میں جب کہ دھنن بان کو تیاگ چکا ہوں کورو مجھے مار ڈالیں۔ راجن! راجے نے کہا) رن بھومی (امیدان جنگ) میں بھی تیار چھوڑ کر راجن نہایت افسوس اور رنج کی حالت میں رکھنے کے اندر چپ چاپ بیٹھ گیا۔

راجن و شاٹوگ نامی پہلا ادھیائے ختم ہوا

شرح و مہام

جب میدان جنگ میں پتھر و زور کی ذلت کا یہاں ہے تبھی تو یہ آیت لائے اور فوج کو اپنی

حالت میں کرے۔ باوجود متفکر ہے کہ اسے کامیابی کس طرح حاصل ہوگی؟ در یودھن لڑائی کے شروع ہونے پر
پیشتر اپنے گورو ورون آچاریہ جی سے مخاطب ہو کر اپنے دل کے بھاؤ کا اظہار کرتا ہے بالی برہم چاری
بھیشم پتاماہ ایسا تجھ سے در یودھن کا سپہ سالار ہے۔ مگر در یودھن بخوبی سمجھتا ہے کہ شری بھیشم پتاماہ
پانڈوؤں کی فتح چاہتے ہیں کیونکہ انصاف اور راستی پانڈوؤں کے ساتھ ہے۔ لہذا در یودھن اپنی لالچ اور فو
شری بھیشم پتاماہ جیسے سپہ سالار کے ہوتے ہوئے بھی، پانڈوؤں کی فوج کے مقابلہ میں ناکامی سمجھتا ہے۔ پتا
دھرم کی حمایت کے لیے دنیا کی تمام طاقتیں دھرم اور انصاف کے مقابلہ میں ہیشہ ناکامی ثابت ہوتی ہیں
ہنگوت گیتا کا یہ ابتدائی اپدیش کامیاب زندگی کا مقصد ہونا چاہیے۔

حماقم

کھٹیا۔ سو درشن نامی ایک شودر بہت ہی دُشٹ پر کرتی کائنات کا اُس نے ایک بکری پال رکھی تھی
ایک دن وہ اُسے جوڑنے کے لیے جنگل میں لے گیا۔ مگر ایک باہنی سے ایک سانپ نکلا۔ اُس نے اُسے کاٹا
م گیا۔ بہت عرصہ تک جھیلنے کے بعد اُسے ہل کا جنم ملا۔ ایک دن ہل بھوک کے مارے بگڑا۔ مگر اُس کی سہارا
میں نہ آتی تھی۔ بہت عرصہ تک اُس کی بھوک بڑھتی رہی۔ آخر میں اُس نے اُس کی بھوک کا پھل دیا۔ مگر اُس

لانہ نکلی۔ اتنے میں ایک ویشیا نے وہاں آکر کہا میں اپنے اچھے کرموں کا پھل اس کو دیتی ہوں اسی وقت بیل
 کی جان نکل گئی اور اس نے ایک برہمن کے گھر جنم لیا۔ اسے اپنا گذشتہ جنم یاد تھا۔ بڑا بوکر وہ ایک دن اُسی ویشیا
 کے پاس گیا اور کہا میں وہی بیل ہوں جسے تو نے اپنے اچھے کرموں کا پھل دیا تھا۔ مجھے بتا کہ وہ اچھے کرم کون
 ہیں؟ ویشیا نے کہا میرے پاس ایک طوطا ہے وہ ہر روز صبح جو کچھ بولتا ہے وہی میں سنتی ہوں برہمن نے طوطے
 سے دریافت کیا۔ طوطے نے کہا۔ میں ایک برہمن کا لڑکا ہوں۔ میرے گورونے مجھے شریہ جھگوت گیتا کے
 پہلے ادھیائے کا پانچ پڑھایا۔ میں نے کہا۔ واہ! یہ کیا پڑھایا ہے؟ میری اس گستاخی سے میرے گورونے کو وہ
 میں بھر گئے اور اُنھوں نے مجھے شاپ دیا کہ جاتو طوطا ہو گا۔ چنانچہ میں طوطا بن گیا۔ ایک دن ایک ادھیادھ نے
 مجھے پکڑ کر مجھے ایک برہمن کے پاس فروخت کر دیا۔ براہمن شریہ جھگوت گیتا کے پہلے ادھیائے کا پانچ ہر روز پڑھنے
 لڑکے کو پڑھایا کرتا تھا۔ میں نے بھی سیکھ لیا۔ اُس برہمن کے ہاں ایک چور آیا اور اُس نے مجھے چور کر اس بیوا کو
 دے دیا۔ یہاں میں ہر روز صبح گیتا کے پہلے ادھیائے کا پانچ کرتا ہوں اور یہ سنتی ہے اور اس نے اسی پانچ کا
 پھل مجھے دیا تھا۔ اب تم مجھے آشیروار دوتا کہ میرا کلیان ہو۔ براہمن نے طوطے کو آشیروار ددی جس سے وہ
 داگوں کے چکر سے چھوٹ کر مکت ہو گیا۔ ویشیا یہ دیکھ کر بڑے کرموں کو ترک کر کے جھگوت جھگوت کی طرف
 مائل ہو گئی اور ہر روز شریہ جھگوت گیتا کے پہلے ادھیائے کا پانچ کرنے لگی۔ اس کا پھل یہ ہوا کہ اُس کو

شری بگت گیتا

مکتب کا حصول ہوا۔ بکینڈ میں جگہ ملی اور رہتی دنیا تک اس کا نام اُمر رہے گا۔ ایسی ہی ہے بہ کلیان
کار فی گیتا۔

دوسرا اوصیائے سانکھیوں (۸، شلوک)

منجے نے کہا۔ راجن۔ جب جگوان شری کرشن جی چندر مہاراج نے پریم اور موہ سے مُتاثر ہوئے ارجن کی نہایت دردناک حالت دیکھی تو انہوں نے فرمایا۔

گیتا گیان اُمرت

ارجن! ایسے نازک سے پرتم ایسی ذلیل حرکت کر رہے ہو جس سے کبھی سکھ نصیب نہ ہو گا۔ ہاں یہ ضرور ہو گا کہ سدا کے لیے ہتھاری پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگ جاوے گا۔ اسے کتنی پتہ! کاردوں کی سی باتیں چھوڑ اور دل کو مضبوط کر کے جنگ کے لیے آمادہ ہو کیونکہ اس طرح کی بزدلی تیرے لیے شہرہ میر کے لیے ریا نہیں ہے
کہا یہ کرشن سے مہاراج ایسا ہو نہیں سکتا
کردوں میں قتل کر کے راج ایسا ہو نہیں سکتا

کہا بھوانے ارجن انہیں تھا کوئی وقت ایسا
 نہیں تھا تو جہاں میں یا نہیں میں جلوہ فرما تھا
 یہ روحیں زندہ جاوید ہیں اور مر نہیں سکتیں
 مگر یہ اس جاودانی زندگی سے کر نہیں سکتیں
 لباسِ نوح جس طرح کسی کو منظور ہوتا ہے
 اتارے گا وہ ملبوس کہن مجبور ہوتا ہے
 نہاں ہے روح کی فطرت میں وہ تاثیرِ روحانی
 چلا سکتی نہیں آگنی گلا سکتا نہیں پانی
 کوئی تلوار کاٹ اپنی پیراں دکھلا نہیں سکتی
 یہ وہ آزاد ہے قابو میں جس کو لا نہیں سکتی

ارجن نے کہا میں قابلِ تعظیم بزرگِ شری بھیم شیاہ، اور پوچھنیہ گوردورون آچار یہ کے مقابلہ میں ہتھیار
 باندھ کر کیسے لڑا سکتا ہوں؟ قابلِ تعظیم بزرگوں کو مار کر راج حاصل کر لے سے تو بھیک مانگ کر کھانا اچھا ہے
 بزرگوں کا خون بھی کبھی رنگ لائے بغیر نہیں رہے گا۔ ہمارا راج ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ فتح کس کی ہوگی؟

جن کو مار کر میں زندہ رہا نہیں چاہتا وہ میرے بجائی میرے ساتھ لڑنے کے لیے کھڑے ہیں۔ بھگوان میں اس وقت انجھے بڑے کی تمیز نہیں کر سکتا۔ گیاں سے میرا جوش دب گیا ہے۔ میں آپ کی شرن میں آیا ہوں۔ مجھے اپنا سچا شنس سمجھ کر سچا دھرم اپدیش کیجئے۔ تمام روئے زمین کی باا من حکومت پا کر بھی میرا وہ رنج دور نہیں ہو گا جس نے مجھے اب جو اس بااختہ بنا دیا ہے۔ سنجے نے دھرتی راشٹر سے کہا۔ یہ کہہ کر ار جن خاموش ہو گیا۔

دھرم اپدیش

بھگوان شری کرشن چند رجبی ہمارا ج نے جب عین دو صفوں کے درمیان کھڑے دیرا رجن کو اس قدر غمگین اور لو اس دیکھا تو مسکرا کر فرمایا۔ تو باتیں تو عالموں کی طرح کرتا ہے اور سمجھتا اتنا بھی نہیں کہ بہادر ایسے موقع پر جان جائے گی یا رہے گی۔ اس بات کی چنتا نہیں کیا کرتے۔ میں تو اور یہ سب راجے، ہمارا راجے پہلے نہیں تھے اور اب ہیں لیا مطلق نہیں ہے نیت سے کوئی چیز ہستی میں نہیں آتی یہ سب ہمیشہ تھے اب ہیں اور یقیناً آئندہ بھی ہوں گے جس طرح سے زندگی میں بچیں، جوانی اور بڑھاپا مختلف حالتیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں اسی طرح سے

کے شریہ کو تیاگ کر کہہ دے شریہ میں بدیش کرنے کا نام موت سے مستقر مزاج اور عقل مند لوگ موت کے نام

سے گھبرا یا نہیں کرتے۔ ارجن! دُکھ، سکھ صرف محسوس کرنے سے ہی ہوا کرتے ہیں۔ ان کا خلق ناسٹ ہونے والی اندر کی
 ہے۔ اس لیے ان کی پرواہ نہ کرنی چاہیے جس کے لیے سکھ دُکھ برابر ہوں وہی دائمی شانتی اور مکتی کا مستحق ہے
 ہستی سے نیستی اور نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ جس سے یہ پھوڑن ویاہت ہے۔ اُس جیتن آتم تو کو تو ابن شاشی
 جان، اس انباشی کا ناسٹ کرنے میں کوئی بھی سمرتہ نہیں ہے۔ جسم کا ناسٹ ہوتا ہے۔ مگر آتما غیر فانی ہے
 اس کی اجترار و انتہا نہیں ہے۔ اس لیے اسے بھارت! تو تمام خوت و سر اس دل سے نکال جنگ کے لیے
 تیار ہو جا۔ اس وقت میں تیرا دھرم ہے آتما نہ کسی کو مارتا ہے نہ مرتا ہے نہ کبھی پیدا ہوتا ہے سب سے قدیم
 ہمیشہ قائم رہنے والا اور لا تغیر ہے شری کے ناسٹ ہونے پر اس کا ناسٹ نہیں ہوتا جو اس آتما کو انباشی، نیتہ
 اجنامانتا ہے وہ پُرنش کس کو مُردا ہے اور کس کو مارتا ہے! جس طرح پُراٹنے کپڑوں کو اتار کر انسان نئے
 کپڑے پہنتا ہے اُسی طرح سے آتما بھی ایک جسم کو چھوڑ کر نیا جو لا بد لتا رہتا ہے۔ ارجن! میں بار بار کہتا ہوں
 کہ آتما امر ہے۔ اُس کو بوا سکھا نہیں سکتی۔ آگ جلانے، پانی ٹھکانے اور شستر کاٹنے کی طاقت نہیں رکھتے یہ
 ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہنے والا ہے۔ یہ ادیکت، اچنیتہ اور نردکار کہلاتا ہے۔ لہذا اسے ایسا جان تجھے شوک
 نہیں کرنا چاہیے۔ اگر ہمارا یہ خیال ہے کہ جو آتما ہمیشہ پیدا ہوتا اور مرتا رہتا ہے تو بھی تجھے متفکر نہیں ہونا چاہیے
 کیونکہ جو پیدا ہوا ہے وہ مرے گا۔ جو مرے گا وہ پیدا ہوگا۔ جو پیدا ہوگا وہ مرے گا۔ جو مرے گا وہ پیدا ہوگا۔ جو پیدا ہوگا وہ مرے گا۔

لئے فکر کرنے سے کیا حاصل؟ یہ سب وجود نہ پہلے تھے اور نہ آئندہ رہیں گے۔ ان کے وجود صرف حال کے لئے ہے۔ پھر ان کے لئے تمہارا غم و گریہ عبث نہیں تو کیا ہے؟ کوئی اس آتما کو آشیچریہ کی بھانتی دیکھتا ہے۔ کوئی آشیچریہ سے اس کا وزن کرتا ہے۔ کوئی اسے آشیچریہ سے سنتا ہے۔ مگر دیکھ کر، گر کر اور سن کر بھی کوئی اس کی ماہیت کو نہیں جانتا۔ ان سب کا جیو آتما لازوال ہے۔ لہذا ان کے لئے تمہیں فکر منہ نہ ہونا چاہیئے۔ تمہارا خائف ہونا کھشتا تر دھرم کے لحاظ سے بھی بے جا ہے کیونکہ کھشتی کے لئے دنیا میں

دھرم یدھ

سے اچھی کوئی چیز نہیں ہے۔ ارجن! اتفاق سے پیش آنے والا یہ یدھ سورگ کا دروازہ ہے۔ ایسے یدھ خوش قسمت کھشتیوں کو ہی پیش آیا کرتے ہیں۔ اور اگر تو اب اس دھرم یدھ سے جی چرائے گا۔ تو تو اپنے دھرم اور کیرتی کو کھو کر پاپ کو برابرت ہو گا۔ لوگ تمہیں کا کر کہہ کر بدنام کریں گے۔ لیکن ایک کھشتی کے لئے دولت سے موت اچھی ہے۔ مہارتنی سمجھیں گے کہ ارجن! ڈر کے مارے بھاگ گیا۔ پہلے جن کی نظروں میں تمہاری بڑی وقعت تھی وہی تمہیں حقیر خیال کریں گے۔

سخن نازبا کرینے ترے دل کو پاش پاش

تیرے دشمن دینے تھکے طعنہ دئے دلخاش

جنگ میں مرنے سے اے ارجن بہ جنت لازمی جیت جائیگا تو تجھ کو سلطنت ہاتھ آئے گی۔
 رنج و راحت، فائدہ نقصان ہمارا وجہیت کو جان یکساں، جنگ کر، اور پاپ سے آزاد ہو۔
 تیرے شتر و پھر تیری شکتی کی تہا کرتے ہوئے تجھے بہت سی نہ کہنے یوگیہ باتیں کہیں گے۔ اس سے بڑھ کر پڑا
 دکھ پھر تیرے لئے اور کونسا ہوگا؟ اگر تو لڑائی میں مارا گیا تو تجھے سورگ ملے گا۔ اگر فتح ہوئی تو سلطنت تیسرا ہوگی
 اس لئے تو جنگ کے لئے تیار ہو جا۔ رنج و راحت، نفع و ضرر اور فتح و شکست کو یکساں سمجھ کر بڑھ کر و۔ پھر تجھیں کوئی
 پاپ نہ ہوگا۔ اب تک میں نے تم سے سنا لکھ کی تعلیم بیان کی اب یوگ کی تلقین سنو جو تجھیں کرم کی قید سے چھڑا دیگی۔
 اس پر حضور اسامیل کرنا بھی اکارت نہیں جاتا۔ پورے طور پر عمل نہ بھی ہو سکے تو بھی کوئی پاپ نہیں ہوتا اور اس کا چھوٹا سا
 حصہ بھی خوف سے بچا لیتا ہے۔ مایویگی پرشوں کی راؤں کا مرکز ایک ہی ہوتا ہے۔ لیکن اسی لوگوں کے خیالات شاخ و
 شاخ ہوتے ہیں حرص و ہوا کے شکار اور سورگ کے امیدوار جنم کو کرم کا نتیجہ بتاتے اور حصول لذت و دولت کے لئے
 انواع اقسام کی بے ارتقاہ سومات ادا کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ ویدوں کی لفظی بحث کے شائق مورکھ لوگ ایسی بے نتیجہ
 باتیں بنا کر کہتے ہیں کہ ان کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر لذت و دولت کے بتلاؤں اور بے ثمر باتوں کے شیدائیوں کو
 یکسوئی نصیب نہیں ہو سکتی۔ پرش ترک کرنے کی وجہ سے ویدوں کی لفظی بحث میں پڑ جاتے ہیں۔ ارجن تم ان تینوں سے
 لے ست روح اور تم ان تینوں گنوں والے۔

الگ ہو کر ستون گئی بنو۔ کام کرو دھ، لو بھ، موہ، رنج و راحت وغیرہ دونوں کا خیال چھوڑ دو۔ یہ کیسے رہے گا۔ وہ کیسے حاصل ہو گا۔ اس کا بھی فکر نہ کرو بلکہ آنگ بل حاصل کرو۔ ۵

ہوا اگر بہتات پانی کی نظر کے سامنے
اس طرح حق آشنا جب ہو گیا کوئی بشر
کرم کر سکتا ہے لیکن پھل نہیں تاج تیرے
یوگ میں دل کو رگسا رے تعق چھوڑ دے

چاہ و چشمہ کی تجسس اور ضرورت ہے کے
وید کی حاجت نہیں رہتی اسے اے نامور
چھوڑ مت افعال کو شرہ کی خواہش چھوڑ دے
کامیابی اور ناکامی سے رشتہ توڑ دے

جس طرح سے، ہر طرف سے پانی بہانے والے چشمہ سے انسان کے بہت سے کام نکلتے ہیں۔ ویسے ہی گیانی براہمن چاروں ویدوں سے مستفید ہوتا ہے۔ ہمارا فرض صرف کام کرنا ہے۔ نتیجے پر تجسس کوئی اختیار نہیں۔ اس لئے نتائج افعال کا خیال چھوڑ دو مگر ترک افعال نہ کرو۔ یوگ میں استحکام حاصل کرنے کے لئے تعلقات سے کنارہ کشی کر کے کامیابی و ناکامیابی میں یکساں رہ کر کرم کرو کیونکہ ہر حال میں یکساں رہنے ہی کو یوگ کہتے ہیں جو کرم گیان کے مطابق نہیں ہے وہ بہت پیچ ہوتا ہے یعنی جہنم مرن کے بندھن میں ڈالنے والا، آواگن کے چکر میں ڈالنے والا اس لئے تم گیان کے حصول کی سعی کرو۔ اور اسی کے مطابق کرم کرو جو شخص پھلوں کی خواہش رکھ کر کرم کرتے ہیں ان کو حقیر بتایا گیا ہے۔ نیشکام کرم کرنے والا گیانی پرش ایچھے و برے دونوں قسم کے کرموں کو ترک کر دیتا ہے۔ لہذا تم نیشکام کرنے

شہر ہمدھگوت گیتا

وایے تو یہی کرم، کلیان کارک ہیں۔ دوپکی پریش، کرموں کے ننانج کا خیال ترک کر کے اور جنم کی قید سے مخلصی پا کر سرور ابدی کے مقام کو حاصل کر لیتے ہیں۔ جب ہماری بدھمی موہ روپی بندھن سے مکت ہو جائے گی۔ تو تم بھی ششیدہ اور شنیدن دونوں سے بے پرواہ ہو جاؤ گے۔ شرقتی میں شک رکھنے والی تمھاری بدھی کو جب سکون اور یکسوئی نصیب ہوگی۔ تب تمھیں یوگ میسر ہوگا۔

سادھی میں سخت پریش کے کشن

ارجن نے بھگوان شری کرشن چندر مہاراج سے دریافت کیا اسے کشیو، عقل ساکن رکھنے والے اور محویت کے عالم میں رہنے والے یعنی نرگن سادھن میں لگے ہوئے سخت بدھی والے پریش کی کیا پہچان ہے ؟ وہ کیسے بات کرتا ہے کیسے بیٹھتا ہے اور کیسے چلتا ہے ؟ بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج نے فرمایا۔

ہے سلیم العقل جو ہے مست اپنے آپ میں
دل میں پیدا ہونے والی چھوڑ کر سب خواہشیں
خوف غصہ اور محبت سے جو رشتہ توڑ دے
راحت و تکلیف سے رغبت و کلفت چھوڑ دے
دنوی جھگڑوں سے ہے وہ ہر طرح چھوٹا ہوا
عقل و دل قائم ہیں اور ساکن بھی اسکے بے شبہ
وہ کھلا ہوا یا برا ہوا پڑے انسان
سرخ و راحت سے ہی رہتا ہے اس میں جو بشر

بے تعلق ہر طرح ہر بات سے ہو جائے جو عقل اک مرکز پہ ہے قائم اسی کی جان لو
 ہے بچاتا اندریاں دلیویوں سے یوں دانا بشر جس طرح کچھوا سمیٹے ہاتھ مٹھ، پاؤں و سر
 ارجن! جب انسان دل کی خواہشات سے دست بردار ہو کر آتما میں محو ہو جاتا ہے تو وہ ساکن عقل
 رستھت پر گیا کہلاتا ہے۔ جو دکھوں میں گھبراتا نہیں اور سکھوں کی خواہش نہیں کرتا۔ اور دنیاوی کاموں میں کسی
 سے محبت یا ان سے خوت یا ان پر کرودھ نہیں کرتا۔ وہی ستھ پر بھی والا کہلاتا ہے جیسے کچھوا اپنے اعضا کو اپنے پریٹ
 میں سیٹھ لیتا ہے۔ ویسے ہی انسان جب اپنے حواس زاندریاں کو محسوسات زاندریوں کے وشے سے ہٹا لیتا ہے
 تو وہ ساکن عقل رستھ پر بھی والا بن جاتا ہے۔ حواس کو غذانہ دینے سے محسوسات تو دور ہو جاتے ہیں۔ مگر ان کی
 خواہش بتی رہتی ہے لیکن پار برہم کے درشن سے یہ خواہش بھی دور ہو جاتی ہے۔ یہ اندریاں ایسی بد رنگام ہیں۔ کہ
 انسان کا دل اپنے بچاؤ کے لئے چاہے ہزار کوشش کرے۔ پھر یہ وشیوں سے مغلوب ہو جاتی ہیں۔ ان اندریوں
 کو روک کر مجھ میں من رگلنے والا۔ تجھ پر بھروسہ رکھتا ہوا۔ جو اپنی اندریوں کو قابو رکھتا ہے۔ وہی ستھ پر بھی والا کہلاتا
 ہے۔ وشیوں کے دھیان سے وشیوں میں رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اس رغبت سے کام (خواہش) اور کام سے کرودھ
 (غضب) ظاہر ہوتا ہے۔ کرودھ سے اگیان پیدا ہوتا ہے۔ اگیان سے قوت برداشت جاتی رہتی ہے جس سے
 کہ بدھی کا ناش ہوتا ہے۔ اس شخص کے زائل ہونے سے زوال آتا ہے۔ وہ شخص اندریوں کو قابو کر کے اور

انھیں راگ و دیش سے ہٹا کر محسوسات کا مزہ چکھتا ہے وہی حقیقی سرور کو حاصل کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کے تمام دکھ مٹ جاتے ہیں۔ اور بہت جلد اس کی عقل ساکن ہو جاتی ہے۔ بے لگام اندریوں والے آدمی میں عقل نہیں ہوتی نہ ہی اس کا جی لوگ میں جم سکتا ہے۔ اور لوگ کے بغیر اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا۔ پھر اطمینان سے بے بہرہ شخص کو سکھ کا حصول کیسے ہو سکتا ہے۔ جب من اندریوں کے قابو چڑھ جاتا ہے۔ تو وہ عقل کو یوں پھینچ لے جاتی ہیں جیسے تیز ہوا کا جھونکا بان پتیرے والی کشتی کو بہا لے جایا کرتا ہے۔ اس لئے جس شخص نے اندریوں کو دیشوں سے روک لیا ہے۔ وہی ستھر بدھی والا ہے۔ جو عام جانداروں کے لئے رات ہے۔ جتندر یہ اس میں جاگتا ہے۔ اور جس میں عام جاندار جاگتے ہیں۔ وہ گیانی کے لئے رات ہوتی ہے۔ جیسے سمندر میں تمام ندیاں و نالے سما جاتے ہیں۔ ویسے ہی جس پرش کی تمام خواہشات پیدا ہو کر غائب ہو جاتی ہیں۔ وہی اطمینان حاصل کرتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس بھوگوں کا خواہشمند کا منا کے پیچھے لگا کر رہ کر شانتی کا حصول نہیں کر سکتا۔ تمام خواہشات سے کنارہ کش ہو کر بے غرضی سے کام کرنے والا بے حرص و ہوا شخص ہی سچا اطمینان حاصل کر سکتا ہے۔ یہی برہم ستمی ہے اسے پا کر ہی انسان تعلقات سے آزاد رہتا ہے۔ اور آخری وقت پر بھی اس میں قیام کر کے نروان پیدا کرتی، کو پا لیتا ہے۔

سانکھ یوگ نامی دوسرا ادھیائے ختم ہوا

شرح و مہاتم

انسان کے لئے اندریوں کے وشیوں کا مقابلہ کرنا بہت مشکل ہے حیوانات میں بھی دشے کا غلام دشے کو پورا کرنے کے لئے اپنی جان تک قربان کر دیتا ہے۔ پروانہ دوشنی کا دلدادہ ہو کر اس میں مصمم ہو جاتا ہے۔ انسان کو بہت قسم کے دشے ہیں۔ مگر اس کو ان پر حکومت کرنے کی طاقت بھی میسر ہے۔ مگر وشیوں پر غلبہ پانا آسان بات نہیں ہے اس کے لئے ریاضت اور بھیماس کی ضرورت ہے۔ اور عقل سلیم بھی اسی وقت حاصل ہوتی ہے۔ وشیوں کے پیچھے دوڑنے سے تو عقل گمراہ ہو جاتی ہے۔ اور اس میں بھی نہیں سیدھے راستے پر چلانے کی طاقت نہیں رہتی۔ اس لئے لازم ہے کہ بھیماس سے اس قسم کی طاقت حاصل کی جاوے جس سے کہ انسان اندریوں پر پورے طور پر قادر ہو جاوے اور جب چاہے اندریوں کو اندریوں کے وشیوں سے ہٹا سکے جس طرح کہ ایک چھوٹا کسی خون و خطر کے موقع پر اپنے تمام اعضا کو اندر کر لیتا ہے۔ اور جس وقت انسان اندریوں پر قادر ہو جاتا ہے۔ اسی وقت اس کی عقل کو قرار حاصل ہوتا ہے۔

دوسرے ادھیائے کا مہاتم

کشم

دن کے پورن نامی شہر میں دیوسو شرمنا نامی ایک بالدار شخص رہتا تھا۔ وہ شرب و روز سادھو سنتوں کی خدمت میں مصروف رہتا تھا۔ ایک دن ایک برہمچاری اس کے پاس آیا۔ دیوسو شرمنا نے اس سے کہا مجھے کوئی ایسا پید لیش کیجئے جس سے کہ مجھے مکتی کا حصول ہو۔ برہمچاری نے کہا۔ میں تجھے شرمید بھگوت گیتا کا دوسرا ادھیائے سناتا ہوں۔ اس کے سننے سے تجھے مکتی کا حصول ہوگا۔ پہلے میں تجھے ایک اور کھتا سناتا ہوں۔ ایک دفعہ ایک گڈریہ بکریاں چرا کر اپنے گھر کو واپس آ رہا تھا۔ راستے میں اُسے ایک شیر ملا۔ لیوڑ میں جو بکری سب سے آگے تھی۔ اسے دیکھ کر شیر ڈر گیا۔ گڈریہ بڑا جبران ہوا۔ میں بھی وہیں کھڑا تھا۔ گڈریہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ اس کا سبب کیا ہے۔ ہمیں نے کہا۔ بکری اپنے گزشتہ جنم میں ڈائن اور شیر شکاری تھا۔ ایک دن یہ جنگل میں شکار کے لئے گیا تھا کہ ڈائن نے اسے کھالیا۔ اب وہی شکاری شیر اور ڈائن بکری ہوئی ہے۔ شیر کو اپنا گزشتہ جنم یاد ہے۔ اس لئے ڈر گیا ہے۔ کہ یہ بکری کہیں مجھے پھر نہ کھا جائے۔ وہ گڈریہ اپنے گزشتہ جنم میں چندال تھا۔ اس کی درخواست پر میں نے ان سب کے سامنے شرمید بھگوت گیتا کے دوسرے ادھیائے کا پانچواں کیا جس سے کہ تینوں کو ہی سورگ کی پڑائی ہوگئی۔ اس کے بعد برہمچاری نے دیوسو شرمنا کو بھی شرمید بھگوت گیتا کے دوسرے ادھیائے کا پانچواں سنایا جسے سن کر وہ بھی مکت ہو گیا۔

تیسرا ادمیا

کرم یوگ - ۴۴ شلوک

ارجن نے کہا اے جنار دھن! اگر آپ کرم کی نسبت گیان کو سریشٹ مانتے ہیں تو مجھ آپ مجھے اس مفسور کرم میں کیوں پھنساتے ہیں۔ آپ کے ان ملے جلے الفاظ سے میری بدھی چکراتی ہے۔ لہذا آپ ایک الشچت بات کہئے۔ جو میرے لئے بہتر ہو۔ اور جس سے میرا کلیان ہو۔ بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج نے جواب دیا۔ اس دنیا میں دو عقیدے ہیں جیسا کہ میں پہلے کہ چکا ہوں گیانیوں کے لئے سانکھیہ یوگ اور یوگیوں کے لئے کرم یوگ! انسان کرم کو چھوڑ کر کرم سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اس کے ترک سے کمال کی یہی حاصل کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی ایک لمحہ کے لئے بیکار ہی رہ سکتا ہے۔ کیونکہ پر کرتی کے گنوں میں پھنسے ہوئے انسان کو لازمی طور پر کرم کرنے پڑتے ہیں جو شخص کرم اندریوں کو من کے ادھین رہ کر کرم کرتا ہے۔ اے ارجن وہی پرش سریشٹ ہے۔ یا یہ سمجھ کر کئے جانے والے کرموں کے علاوہ اس دنیا میں اور جتنے کرم انسان سے سرزد ہوتے ہیں۔ وہ سب اس کی پابندی کا باعث ہوتے ہیں۔ اس

لئے تم بے تعلق ہو کر کرم کرو۔ اس دنیا کو پیدا کرتے ہی کرموں کی ہدایت کی اور اپنا دھرم بتایا کہ اس کرم روپی گیہ سے آگے بڑھو اور یہ دھرم تمہاری منہ کا منہ پوری کرنے والا ہے۔ اس گیہ کے ذریعے تم دیوتاؤں کی ارا و منہ کرو۔ اور وہ دیوتا تمہیں پرین کریں۔ اور اس طرح کے باہمی برتاؤ سے تمہارا کلیان ہو گا۔ گیہ کے ذریعے ارا و منہ دیوتا تمہیں یقیناً تمہاری خواہش کے مطابق بھوک دیں گے۔ ان کے دیئے ہوئے بھوکوں کو جو شخص بغیر انہیں ارپن کرنے کے، بھوکتا ہے۔ وہ چور ہے۔ گیہ سے بچا ہوا طعام تناول کرنے والے نیک آدمی سب پاپوں سے چھوٹ جاتے ہیں لیکن جو خود غرض تن پروری کے لئے کھانا بناتے ہیں۔ وہ پاپ کو پراپت ہوتے ہیں۔ جانداروں کی زندگی کا مدار اناج پر ہے۔ اناج میٹھ سے پیدا ہوتا ہے۔ میٹھ کا انحصار گیہ پر ہے۔ اور گیہ کرم کا نتیجہ ہے۔ کرم کی پیدائش برہما یعنی برہم کرتی سے ہے۔ اس لئے سر و دیا پک ایشو دھرم روپی گیہ میں ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ اس طرح سے چلنے والے کرم چکر کو جو نہیں مانتا وہ لذات کے دام میں پھنسا ہوا پانی عبث جیتا ہے۔ جو اپنے آتما میں ہی پرین رہتا ہے۔ آتما میں ہی رمن کرتا ہے۔ اور آتما میں سے ہی اطمینان اور قناعت حاصل کرتا ہے۔ اسے کسی کرم کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس لوک میں اسے نہ تو کئے ہوئے سے ہی کچھ غرض ہوتی ہے۔ اور نہ انہ کئے ہوئے سے۔ اور نہ ہی حصول مقصد کے لئے اسے موجودات عالم میں سے کسی کا سہارا تاکنا پڑتا ہے۔ اس لئے تم بھل کے انوراگ سے الگ ہو کر وہ کرم کرو جن کا کرنا تمہارے لئے لازم ہے۔ اس پر کار کے کرم کرنے سے منش کو سونکش کا حصول ہوتا ہے۔ جب تک آدمی بہاواں نہیں کرتا۔ اس لئے تمہیں

دنیا کی بہتری و بہبودی کے لئے کرم کرنے چاہئیں۔ وہ اس لئے کہ نہ نشیٹ جن جو کرم کرتے ہیں۔ عوام ان کی تقلید کو باعث
 فخر سمجھتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ میرے لئے تینوں لوگوں میں کوئی بھی کرم لازم نہیں۔ تاہم بھی میں کرم میں بہدورت ہوں۔
 کیونکہ میں اگر اس پارے میں غفلت اختیار کر لوں۔ تو نشیچہ ہی لوگ، میرے راستہ پر چل کر کرم چھوڑ دیں گے۔ مگر میں
 کرموں کو چھوڑ دوں تو لوگ نشیٹ ہو جائیں گے۔ اور لوگ دن شکر ہو جائیں گے۔ اور اس کا سارا الزام مجھ پر
 آئے گا جس دلی تعلق کے ساتھ مورکھ لوگ کرم کرتے ہیں۔ سو چاروان کے لئے کرم کے میں نہ بھنس کر خواہش کو
 دور کر کے کرم کرنا لازم ہے۔ کرم کرتے ہوئے گہانی پرش کو چاہیے کہ کم سمجھ آدمی کو کرم سے نہ ہٹا دے۔ جہاں تک
 ہو سکے اس کی توجہ کرموں کی طرف مبذول کرے۔ کرم انسان کا فطری خاصہ ہے لیکن خود پسند اور بیوقوف لوگ یہ خیال
 کرتے ہیں کہ وہ ہی سب کچھ کرتے ہیں۔ مگر کرم کے دبھاگ کے تو کو جاننے والا یہ سمجھ کر کہ محسوسات کا تعلق صرف حواس
 سے ہے خود آزاد رہتا ہے۔

رازِ فطرت جان لے اور کام کر میری نذر	فکر فردا اور محبت چھوڑ دے، اور جنگ کر
جو عقیدت مند ہے عامل میری تعلیم کا	بے شبہ آزاد ہے سارے کرم کرتا ہوا
نکتہ چیں ہو کر جو نہیں پیرو میرے قول کا	کم عقل و جاہل مطلق وہی ہے بے شبہ
خصات مجبور ہے ان کی کڑوں کے	ناتوان ان کے کام کے نہیں ہے جیسے

رنجیت و نفرت سے خاصہ اندریوں کا قدرتی دشمن انسان ہیں ان سے دور بھاگے آدمی
 اپنا اعلیٰ دھرم بہتر ہے پر اے دھرم سے فرض کی تکمیل میں مرنے ہی بہتر جان لے
 لہذا ادھیاتم چیت سے سب کرموں کو میرے اپن کر کے، آتما ممتا اور سنتا پ سے زہت ہو کر تو
 پردھ کر! جو نش نثر دھار رکھتے ہوئے اور دوش نہ دیکھتے ہوئے میرے اس مرت کا نینہ انوشٹھان کرتے ہیں۔ وہ
 بھی کرموں سے چھوٹ جاتے ہیں۔ لیکن اس تعلیم میں عیب جوئی کر کے عمل سے دور بھاگنے والے بیوقوف گویا
 تباہی کے کنارے پر کھڑے ہیں! جب ایک گیلیاں شخص بھی چیشٹا کرنے کے لئے طبعاً مجبور ہے۔ تو عوام اپنے طبی
 خواص کی طرف رجوع کرنے میں معذرت سمجھ جانے کے قابل ہیں۔ پھر اندریوں کو روکنے سے کیا قائدہ؟ ہر ایک
 اندری کے دشنے کا نتیجہ دوگ یا دولش ہوتا ہے ان دونوں سے ہی بچنا چاہیے۔ کیونکہ سالکان راہ طریقت کے
 لئے یہ دونوں راہنوں سے کم نہیں ہیں۔ پر اے اعلیٰ دھرم سے اپنا اعلیٰ دھرم بھی افضل ہوتا ہے۔ اس لئے
 دھرم پالن کو تے ہوئے اگر موت بھی آجائے تو ہرج نہیں لیکن پر ایا دھرم ایک خطرناک چیز ہے۔ ارجن نے پوچھا
 بھگوان پھر وہ کون ہے جس کی ترغیب سے انسان اپنی مرضی کے خلاف بھی گناہ کا ارتکاب کرنے کے لئے مجبور
 ہے۔ بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج نے گوسہرافشانی کی۔ ۵
 خواہش اور غصہ تو میں پیدا ہو گئے سے ہوئے ان کو دشمن جانو میں اور پانی پڑے

جس طرح پنہاں ہیں ویسے گیان خواہش سے چھپے
گیان پر اک پردہ ہے یہ دشمن عقل و یقین!
ڈال دیتی ہیں وہ پردہ دانش انسان پر
گیان اور بدھمی کی دشمن اندریوں کو مارے
من سے بدھمی ہے پرے اس سے پرے ہے آتما
من کو لیں کر کے موزی خواہشوں کو مار دے

میل سے شیشہ دھوں سے آگ، کچھ جیر سے
پرٹ بھرتا خواہشوں کی آگ کا ممکن نہیں
اندریاں من اور بدھمی اس کے رہنے کے ہیں گھر
اس لئے ارجن تو اپنی اندریوں کو روک لے
اندریاں افضل ہیں ان سے من کا درجہ ہے بڑا
عقل سے جو ہے پرے ارجن اسے پہچان لے

وہ کام اور کرو و ودھ میں جو رہو گن سے پیدا ہوتے ہیں وہ بڑے حریص اور مہا پاپی ہیں انہیں تم دنیا میں
اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھو جس طرح دھوں سے آگ، کدورت سے آئینہ، اور جھلی سے مالتا کے پرٹ میں کچھ گھرا
رہتا ہے۔ ویسے ہی کام و کرو و ودھ آتما گیان کو گھیرے ہوئے ہیں۔ گیانیوں کا پرانا دشمن کام آگ کی طرح کبھی سیر ہونے
میں نہیں آتا اور ہر وقت ان کے گیان کا نرغہ کئے رہتا ہے جو اس من اور بدھمی اس کے مسکن ہیں جہاں سے یہ گیان
کو گھیر کر شریر کو ناقص بنا دیتا ہے۔ اس لئے تم پہلے اندریوں کو قابو کر کے، گیان و گیان کے ناش و لے اس پاپی کو
مار دیتے جو اس، جو اس سے من، من سے بدھمی، اور بدھمی سے پرہل وہ کام ہے اور اس موزی دشمن کو بدھمی سے
پرہل جان کر، من کو قابو کر کے، مار دے۔ کرم لوگ نامی تیسرا ادھما کے ختم ہوا۔

شرح

انسان کے اندر من بڑی بھاری شکتی رکھتا ہے۔ سوتے اور جاگتے کسی وقت انسان کو آرام نہیں لینے دیتا۔ بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتار رکھتا ہے۔ انسان کی زندگی کا بھلا یا برا ہونا انسان کے من کے بھلے یا بُرے وچاروں پر منحصر ہے۔ دنیا بمنزلہ ایک بڑے بھاری سمندر کے ہے۔ یہاں پالپوں کے طوفان ہمیشہ جاری رہتے ہیں۔ اگر من و شیوں کے پیچھے لگ جاوے تو وہ اسے ایسے بھنور میں لے جاتا ہے کہ پھر اس کا اس اعتقاد سمندر میں غوطے کھاتے ہوئے اس کا کنارے تک پہنچنا محال ہو جاتا ہے جس طرح سے ہوا کی زد میں آئی ہوئی کشتی ڈانوا ڈول ہو کر سمندر کی لہروں میں چکر کھاتی ہے۔ ویسے ہی اس سنسار مہا ساگر میں انسان کی حالت ہوتی ہے۔ اس لئے دنیا کے پیر لو بھنوں میں پھنسنے کی بجائے اس سے ہمیشہ بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر من کو کھلا چھوڑ دیا جائے تو انسان کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ بگڑا ہوا انسان کے عقل و دماغ کا دشمن بن جاتا ہے۔ اس قسم کا ابھیا س ہونا چاہیے کہ ہمیشہ من میں نیک خیالات کی لہریں اٹھیں اور کبھی ایسی صورت نہ ہو کہ من بے رگام گھوڑے کی طرح انسان کو خندق میں گھسیٹ لے جاوے۔

تیسرے اوصیائے کا مہاتم

کشتا

بھگوان نارائن نے دُرَافشانی کی، اے لکشمی! ایک جنگل میں ایک مورکھ شو در رہتا تھا۔ اس نے ناجائز وسائل سے بہت سی دولت اکٹھی کی۔ مگر کسی سبب سے وہ ساری کی ساری جاتی رہی۔ اب وہ پھر دولت پیدا کرنے کے لئے گناہ پر گناہ کرنے لگا۔ ایک دن وہ چوری کرنے کے لئے نکلا۔ راستے میں اسے چوروں کا ایک اور گروہ ملا۔ ان چوروں نے اس کو مار ڈالا وہ مر کر پریت ہوا۔ اور ایک بڑے درخت پر رہنے لگا۔ وہ ہر وقت یہی سوچتا رہتا کہ میرے خاندان میں کوئی ایسا ہو جو مجھے اس پریت جونی سے مخلصی دلوائے۔

اس کا لڑکا بڑا ہوا وہ ہر روز شرمید گیتا اڑھیلے کا پاٹھ کیا کرتا تھا۔ اس نے ایک دن اپنی ماں سے کہا۔ کہ میں پتر ادھار کے لئے گیا جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ ماں کی اجازت لے کر چلا گیا جب وہ واپس آ رہا تھا تو وہ ایک دن اُسی درخت کے نیچے بیٹھا جس پر اس کا باپ جو کہ اب پریت ہو چکا تھا، رہتا تھا۔ لڑکے نے اپنے معمول کے مطابق شرمید بھگوت گیتا کے تیسرے اڑھیلے کا پاٹھ کیا۔ جسے سن کر اس کا باپ پریت جونی سے مخلصی حاصل کر کے، بیکینٹھ کو گیا۔

چوتھا اوصیائے

کرم سنیاں یوگ - ۴۲ شلوک

ارجن! موکش دینے والے اس گیان کو پہلے میں نے سور یہ سے کہا تھا۔ اس نے اپنے پتر منو سے کہا۔ اور
اکشوا کو سے کہا تھا اس طرح سے یہ یوگ بہت پرانا ہے۔ اور سب رشی مہرشی اسے جانتے تھے۔ مگر امتداد زمانہ
نے اس پر تاریکی کا پردہ ڈال دیا۔ لیکن تم چونکہ میرے بھگت ہو اور مگر بھی اس قدیمی یوگ کو جو کہ

اسرار مخفی

ہے آج میں نے تم پر ظاہر کر دیا ہے۔ ارجن نے پوچھا۔ مہاراج! آپ کا جنم تو اب شری وسودیو جی کے ہاں ہوا
ہے۔ مجھے کیوں کر یقین آسکتا ہے۔ مگر اتنی مدت پہلے آپ نے اس کا پرکاش کیا تھا۔ اس پر بھگوان شری کرشن چندر جی
مہاراج نے اس طرح سے گوہر افشانی کی۔ ارجن میرے اور تمہارے بہت سے جنم ہو چکے ہیں۔ میں ان سب کو جانتا ہوں
مگر تم نہیں جانتے۔

مرے ارجن دھرم دینا سے چپ رو پوش ہوتا ہے
 دکھاتا ہوں میں رستہ نیکیوں کا اہل عالم کو
 ہر ایک انسان پانی بن کے عصیاں کوش ہوتا ہے
 لگاتا ہوں ٹھکانے صورت اقوال برہم کو
 گو میں جنم اور فنا سے برتر ہو چکا ہوں اور تمام جیو ویوتا اور پر پنچ کا مالک ہوں۔ تاہم میں بھی میں اپنی مایا سے
 اپنی مایا سے اپنی پر کرتی کا آشرائے کر کبھی کبھی ظاہر ہوتا رہتا ہوں۔ جب دھرم کو زوال آجاتا ہے۔ اور دھرم کی ترقی
 ہوتی ہے۔ اس وقت میں نیکیوں کی حفاظت ابدوں کی تباہی، دھرم کی اقامت۔ اور امداد دھارن کیا کرتا ہوں۔ سے
 بود اور نابود کے جھگڑے سے گویا ق ہے
 دراصل ہر جسم خاکی میں اسی کا ہے ظہور
 خود خدا ہر جسم خاکی میں ہے یوں جلوہ فگن
 جب قوی کمزور کو ہے پاؤں تلے روندتا
 لرزتی ہے جب زمیں مکروریا کے بوجھ سے
 طاقت رنی کا ہوتا ہے بشر میں تب ظہور
 دل میں ہوتی ہے ہویدا حق و باطل کی تمیز
 اس طرح مظلوم اور ظالم پرتے ہیں گم

ہر زمانہ میں چلا کرتا ہے چکر اس طرح اس طرح پیدا ہوا کرتی ہے وہ ذات پاک ہے جو شخص میرے حیرت انگیز جنم اور کرم کی حقیقت کو سمجھ لیتا ہے۔ وہ ترک قاب کے بعد اس جسم کی قید میں نہیں پھنستا۔ راگ بھے اور کرودھ سے چھوٹ کر، میری پناہ میں آکر میرے مقاصد کو سمجھ کر اور گیان اور مہنتی سے پوتر ہو کر بہت لوگ میری ذات میں داخل ہو چکے ہیں۔ جو شخص جس طرح میری طرف آتا ہے میں بھی اسے ویسے ہی گہن کرتا ہوں۔ درحقیقت سب لوگ میرے ہی مارگ پر چلتے ہیں۔ کرم سدھی کے طالب دنیا میں دیوتاؤں کے یگیہ کرتے ہیں۔ کیونکہ منش لوک میں کرم کا پھل بہت جلد مل جاتا ہے۔ مگر اور کرم کے لحاظ سے چاروں درجہ میں نے ہی پیدا کئے ہیں۔ اگرچہ میں ان کا خالق ہوں تاہم مجھے اکر تا اور لازوال سمجھو۔ نہ تو مجھے کرم چھو ہی سکتے ہیں۔ نہ ہی مجھے کرم پھل کی آرزو ہے جو شخص میری اس حقیقت کو سمجھ لیتا ہے۔ وہ کرموں کی پابندی میں نہیں آتا۔ اسی حقیقت کو سمجھ کر، زمانہ سلف، میں بھی موکش کے راستہ پر چلنے والوں نے کرم کئے تھے۔ لہذا تمہیں بھی ان کی تقلید کرنی چاہیے۔ کرم کیا ہے اور اکرم کیا ہے۔ اس سوال کے حل کرتے وقت بڑے بڑے گیانی گھبرا جاتے ہیں۔ مگر تمہیں وہ راستہ بتاؤں گا جس پر چل کر تم سنسار بندھن سے چھوٹ جاؤ گے۔ کرم، وکرم اور اکرم، تینوں ہی سمجھنے کی گئی ہیں۔ لیکن کرم کی گئی سمجھنا بہت نقص ہے۔ جو کرم میں اکرم اور اکرم میں کرم دیکھتے ہیں وہی بدھیمان ہیں۔ اور سب کام کرتے رہتے یہ بھی یوگی ہیں جس کی تمام کوششیں بلا فائدہ ہیں جس کے نام اکرم، یوگ، یوگ، یوگ ہیں۔ دانا اسے پنڈت کہتے

ہیں۔ جو کرم کے نتیجے سے غرض نہ رکھ کر مدیشہ مطمئن اور بے پرواہ رہتا ہے۔ وہ کرموں کے کرتے ہوئے بھی کچھ نہیں کرتا۔
 آشنا رہت۔ چرت اور سن کو جو جیت چکا ہے۔ ایسا تیاگی شہر سیمندرھی کرم کرتا ہوا بھی پاپ کو پر اپت نہیں ہوتا۔ بلا طلب
 جو چیز حاصل ہو جاوے اسی میں خوش رہنے والا، سکھ اور دکھ کو یکساں سمجھنے والا دشمنی کو ترک کرنے والا اور نشہ نقصان
 میں یکساں رہنے والا شخص کرم کر کے بھی آزاد رہتا ہے۔ جس شخص نے محبت دشمنی اور خواہش کا ناش کر دیا ہے جو گیان کی
 سیڑھی پر چڑھا ہوا ہے۔ اور الینور اپن کر کے کرم کرتا ہے۔ اس کے کرم روپی بدھن ناش ہو جاتے ہیں۔ برہم اپن ساگر ی
 ہون اور اگنی کو برہم ہی تصور کرنے والا شخص برہم میں داخل ہو جاتا ہے۔ بعض یوگی دیو یو جن روپ یگیہ کا ہی، کمال خولہ یو
 کے ساتھ انوشٹھان کرتے ہیں۔ دوسرے برہم روپ اگنی میں یگیہ سے ہی یگیہ کا ہون کرتے ہیں۔ بعض اندریوں (حواس)
 کو پنجم (ضبط) کی آگ میں جلاتے ہیں۔ بعض حواس اور پران دونوں کرموں کو گیان سے جلائی ہوئی خود ضبطی کی یوگ
 اگنی میں ہون کر دیتے ہیں۔ بعض دروید یگیہ کرتے ہیں۔ بعض تپ یگیہ میں مصروف رہتے ہیں۔ بعض یوگیہ یگیہ کا شغل رکھتے
 ہیں اور بعض خود ضبط جیتن ریہ پرش سوا دھمیاے اور گیان یگیہ سے پریم رکھتے ہیں۔ بعض پران کو اپان وایو اور بعض اپان
 کو پران وایو میں جلا دیتے ہیں۔ بعض پران اور اپان دونوں کی حرکات کو روک کر پرانا نام میں محو رہتے ہیں۔ بعض مقررہ
 مقدار کے مطابق غذا کھا کر پرانوں میں پرانوں کو جلا ڈالتے ہیں۔ یہ سب یگیہ کے جالنے والے ہیں۔ اور یگیہ کے
 ذریعہ گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔ جو یگیہ سے بچا ہوا امرت ایسا جو بن کرتے ہیں۔ وہ سنا تن برہم کو پالیتے

ہیں اور جو یگیہ نہیں کرتے ان کے لئے اس لوک میں کوئی جگہ نہیں پر لوک کی تو بات ہی دوسری ہے اس طرح جن یگیوں کا وید میں ذکر آیا ہے۔ وہ سب کرم سے پیدا ہوتے ہیں ایسا جاننے سے تم کثرت ہو جاؤ گے۔ دروپہ یگیہ سے گیان یگیہ سرلشیٹ ہے۔ کیونکہ سب کرموں کا فیصلہ گیان پر ہی ہوتا ہے۔ تہو ورشی گیانیوں کی سیوا میں جاتے سے اور ان کو ذلالت پر نام کرنے سے تمہیں وہ گیان حاصل ہو گا جس کو جاننے کے بعد پھر تو ایسے موہ میں نہیں پھنسے گا۔ اور پھر تو اس گیان کے ذریعے تمام بھوتوں کو اپنے اندر اور مجھیں دیکھے گا۔ تمہارے پاپ تمام پاپوں سے بھی بڑھ کر کیوں نہ ہوں گیان کی کشتی پر سوار ہو کر تم پاپ کے سمندر کو یا آسانی عبور کر سکو گے اس طرح سے شعلہ زن آگ ایندھن کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہے ویسے ہی گیان اگنی تمام کرموں کو جلا کر نشیت و نابود کر داتی ہے۔ اس دنیا میں

گیان

کی سی پوتر چیز کوئی نہیں۔ جسے یوگ سدھی کرنے والا شخص وقت آتے پر خود بخود حاصل کر لیتا ہے۔ گورو والیشور میں شروع ہونے والا جتیندریہ اور مستند شخص گیان حاصل کر لیتا ہے۔ اور گیان حاصل کرنے کے بعد پھر اسے جلد ہی پریم شانتی کا حصول ہو جاتا ہے جس میں الیشور کی جگہ بھی نہیں۔ اور گورو پر جس کا وشواس نہیں، شروع ہوا میں اور وہی شخص جلد تباہ ہو جاتا ہے۔ بے فلت رہ کر کرم کرنے والا، اور گیان کی تلوار سے شکار کو کھنکھارنے والا، کرم

کے شہنشاہ سے آئندہ رہتا ہے اس لئے اگیان سے پیدا ہونے والے شکوک کو گیان روپی تلوار سے کاٹ کر اٹھ کھڑا ہو۔
گیان کرم سنیاں یوگ نامی چوتھا ادھیائے ختم ہوا

شرح و مہاتم

اگیان کے سبب بڑھی ہوئی مور کھتا بہر وہ کو سنشے اور بھرم میں ڈال دیتی ہے۔ لہذا اس سنشے اور بھرم کو مٹانے کے لئے گیان روپی تلوار کی ضرورت ہے۔

اگیان سے بڑھ کر دنیا میں دکھ نہیں ہے۔ گیان سے سکھ ہوتا ہے۔ جاہلوں کی نسبت دویا دان آپ ہی اپنی شانتی کا سامان پیدا کر سکتا ہے۔ مگر گیان حاصل کرنا ہر ایک کا کام نہیں ہے۔ بعض اوقات آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اس نے گیان حاصل کر لیا۔ مگر دراصل اس نے اٹا گیان سمجھ لیا ہے۔ اور دیا کو دویا، آنا کو آتما اور دکھ کو سکھ یا اس کے وپریت سمجھنا ہی اگیان ہے۔ جو چیز جیسی ہے۔ اس کا دلیا ہی سرورپ سمجھنا گیان ہے۔ ساتوک گن والے ہی گیان اور دویا کا حصول کر سکتے ہیں۔ اور آئندہ بھی انھیں کے لئے ہے۔ مگر ساتوک اور نرل جیون کی پراپتی پنہ کر سول سے ہوتی ہے۔ راجس کرم صرف پنہ کر سول کا نام نہیں ہے۔ دنیاوی کرم کے حصول کے لئے صرف پنہ ہی مد نظر نہیں رکھا جاتا۔ اور جہاں خود غرضی شامل ہوتی۔ وہیں دکھ کی بنیاد قائم ہوتی۔

آدیش کچھ نہیں سمجھتے۔ اگیان اور لاعلمی کی زندگی بھوگتے ہیں۔

چوتھے اوصیائے کامہاساتم کتم

بھگوان شری نارائن نے اس طرح سے گوہر افشانی کی۔ اے لکشمی! لنگا کے کنارے کاشی نام کا ایک نگر ہے وہاں ہر روز ایک سادھو اشتنان سے فارغ ہو کر شریدھگوت گیتا کے چوتھے اوصیائے کا پاٹھ کیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ جنگل میں سو رہا تھا کہ اس کے سر ہانے جو بیر کی دو درخت تھے وہ خشک ہو کر گر پڑے۔ وہ درخت پھر ایک برہمن کے ہاں لڑکیوں کی صورت میں پیدا ہوئے۔ وہ لڑکیاں جب بڑی ہوئیں۔ تو اس سادھو کے پاس گئیں۔ اور اسے اپنے گذشتہ جنم کا سارا حال سنا کر اس سے شریدھگوت گیتا کے چوتھے اوصیائے کے پاٹھ کا پھل مانگا۔ سادھو نے انہیں ان کی خواہش کے مطابق چوتھے اوصیائے کے پاٹھ کا پھل دے دیا۔ اور وہ سورگ کو چلی گئیں۔

پانچواں اوصیائے

کرم سنیاں یوگ - ۲۹ شلوک

ارجن نے پوچھا بھگوان! آپ نے کرم سنیاں اور کرم یوگ دونوں کی تعریف کی ہے۔ لیکن ان میں سے جو طریق بہتر ہے۔ وہ مجھ سے واضح طور پر بیان فرمائیں۔ بھگوان شری کرشن چندرجی مہاراج نے فرمایا۔ اگرچہ کرم سنیاں اور کرم یوگ دونوں ہی کلیان کاری ہیں۔ تاہم کرم سنیاں سے کرم یوگ اچھا ہے۔ چونکہ کسی سے نفرت کرتا ہے نہ کسی سے طلب رکھتا ہے۔ سکھ دکھ سے علیحدہ ہے اسے کرم کرنے پر بھی سنیاں ہی سمجھنا چاہیے۔ جہلا کی رائے میں سانکھ اور یوگ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ لیکن نپٹ ایسا نہیں کہتے۔ کیونکہ کسی ایک پر اچھی طرح سے عمل کرنے سے دوسرے کا پھل خود بخود مل جاتا ہے۔ جو رتبہ سانکھ سے ملتا ہے۔ وہی یوگ سے ہاتھ آتا ہے۔ اس سانکھ اور یوگ دونوں کو ایک سمجھنے والا شخص ہی حق شناس کہلانے کا مستحق ہے۔ کرم یوگ کے بغیر سنیاں کا حاصل کرنا کٹھن ہے۔ کرم یوگ کے راستے پر چلنے والا یوگی بہت جلد ہی یرم کو پالیتا ہے۔ پوتر آتما جو من پر قابو پائے ہوئے ہو۔ جتندریہ اور سب کے آتما کو اپنا آتما سمجھنے والا شخص کرم کرتا ہوا اپنٹ ہیں ہوتا ہے۔ موت رہتا ہے۔ مودورنی یوگی دیکھنے والے جیونے کھاتے

پیتے، چیتے، سوچتے، دم لیتے، آنکھوں کے کھولتے اور بند کرتے ہوئے بھی سمجھتا ہے کہ وہ کچھ نہیں کرتا بلکہ یہ سب خواص کے محسوسات ہیں۔ جو شخص برہم کے ارپن کر کے کرم کرتا ہے۔ اور اسکی کوتیاگ کر رہے تعلق ہو کر، کرم کرتا ہے۔ وہ ویسے ہی لپٹ نہیں ہوتا جس طرح کنول کا پتہ پانی میں رہتا ہوا بھی نہیں سمجھتا۔ اتنی شرمھی کے لئے یوگی اسکی (تعلق) کوتیاگ کر دترک کر کے، صرف جسم من بدھی اور اندریوں (خواص) سے ہی کرم کرتے ہیں۔ اور کرم پھل کا خیال چھوڑ کر، شانتی حاصل کر لیتے ہیں لیکن ایک رجہ یوگی نہ ہوا شخص اپنی بواہو اسی رکناؤں کے پورن ہونے کی اچھیا، کے سبب نتائج کے طلب گار ہنجال میں گھنس جاتے ہیں جب تک یہ رجہ لے کر خواص پر قابو پا لیا ہے) آتما من سے کرسوں کو ترک کر کے اس نو دروازوں والے شہر رجم انسانی سے مراد ہے) میں آرام سے رہتا ہے۔ وہ نہ خود کچھ کرتا ہے۔ نہ ہی کسی کو کرنے کی تحریک ہی کرتا ہے۔ اس دُنیا کے افعال پندار فاعلیت اور افعال و افعال کے باہمی تعلق کو پرانا تھا پیدا نہیں کرتا۔ بلکہ طبعی خواص کی وجہ سے ان کا ظہور ہوتا ہے۔

نیک و بد افعال سے ہے آتما بے واسطہ
گیان سے گیان ہو جاتا ہے جب دل کا فنا
بھول کے باعث ہے پردہ گیان پر اگیان کا
عقل و دل قائم کیا کرتا ہے اس میں جو لیشہ
چھوڑ دیتا ہے اس پر ہی ہوتا ہے رجم انسانی کا
یوں کے باعث ہے پردہ گیان پر اگیان کا

کیا برہمن گائے ہانتی کتا اور چنڈال کیا
 جس کے دل کو ایک سارہنے کی عادت ہو گئی
 برہم ہے بے عیب چونکہ اور ہمیشہ ایک سا
 جو میسر آگیا اچھا ہو یا وہ بُرا
 ہے سلیم العقل اور شک و شبہ سے پاک جو
 پر ماتما کسی کے پٹھے اور پاپ کو نہیں لیتا۔ بلکہ گیان پر اگیان کا پردہ محیط ہونے کی وجہ سے لوگ بھول میں پڑے
 ہوئے ہیں لیکن جن کا اگیان، گیان کے سبب نشٹ ہو گیا ہے۔ ان کا گیان، اتما کو ویسے ہی پرکاشت کرتا ہے جیسے کہ سورج!
 جن کی بدھی اور اتما اس پر ماتما میں لگے ہوئے ہیں وہ گیان کے ذریعے پاؤں سے چھوٹ کر مکتی حاصل کر لیتے ہیں۔ گلے
 ہانتی، کتے، براہمن اور چنڈال کو ایک ہی نظر سے دیکھنے والے پنڈت کہلاتے ہیں جن کا من سستار مساوات میں سخت
 ہے۔ اس لوگ میں رہ کر وہ سستار کو جیت چکے ہیں۔ اور پر ماتما کی بے عیب ذات میں واصل ہو جاتے ہیں۔ مرغوب چیزوں
 کے پانے سے خوش اور نامرغوب کے حصول سے دشمنانہ ہونے والا عاقل وہ ہوشمند گیانی برہم میں واصل ہو جاتا ہے جس نے
 شبد پرش روپ رس اور گندھ، ان دشیوں سے کنارہ کر لیا ہے۔ وہ پہلے گیان کے سکھ کو حاصل کرتا ہے۔ اور پھر

ہمیشہ قائم رہنے والے سکھ (لافانی سرور) کو حاصل کر لیتا ہے۔ شبد پریش روپ، رس گندھ یہ اندریوں کے بھوک ہی دکھ دینے والے ہیں اور ہمیشہ یکساں نہیں رہتے۔ ایسے بھوگوں میں گیانی کبھی نہیں پہنستا اس دنیا میں، جو شخص مرنے سے پہلے کام اور کردھ کے جوش کو روکنے کی طاقت حاصل کر لیتا ہے۔ وہی یوگی اور سکھی کہلانے کا مستحق ہے۔ جسے آتما میں ہی سکھ ملتا ہے۔ یا جو آتما میں ہی محو رہتا ہے۔ اور جو آتما سے ہی روشنی پاتا ہے۔ وہی یوگی برہم میں داخل ہو کر مکتی کو حاصل کرتا ہے جن کے پاپ مٹ چکے ہیں جن کے شکوک رفع ہو گئے ہیں جن کا آتما، جیوؤں کی بہتری و بھلائی میں محو ہو رہا ہے وہی پریش مکتی کو پاتے ہیں۔ کام کردھ سے بری، جتیندریہ، خود ضبط، اور خود شناس اشخاص دونوں لوک میں مکت ہو جاتے ہیں۔ باہر کی اندریوں کے دشمنوں کو دور کر کے (لذا یدظاہر سے الگ ہو کر) بھوؤں کے درمیان نظر کو قائم کر کے جس نے اندریوں میں اور بدھی کو قابو کر لیا ہے۔ جو موکھش کی خواہش رکھتا ہے جس نے خوف خواہش اور غصے کو ترک کر دیا ہے۔ ایسا مہاتما ہمیشہ ہی مکت ہوتا ہے۔ مجھے یگیہ اور تپ کے بھو گئے والا، تمام لوگوں کا مالک، اور سب جانداروں کا رفیق سمجھنے والا شخص بھی شناسی حاصل کرتا ہے۔ مکر م سنیاس یوگ نامی پانچواں ادھیائے ختم ہوا۔

شرح و مہاتم

دنیا میں راگ و دوش کے بھرم میں پڑ کر انسان، سب سے باپ کرتا ہے کسی چیز سے محبت انسان کو ناجائز کاروائی

کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ اس لئے نہ تو کسی چیز سے ناجائز نفرت اور نہ ہی ناجائز محبت ہونی چاہیے۔ اپنی خواہشات پر قابو پالینا بڑا مشکل ہے اور جو شخص اپنی خواہشات پر قابو پالیتا ہے۔ اس کے لئے پھر دنیا میں کسی شے کے حصول کی ضرورت نہیں رہتی۔ کرم بندھن صرف ان اشخاص کو ہی تنگ کرتا ہے۔ جو راگ دوش کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ سکھ دکھ دھوپ چھاؤں کی طرح ہیں۔ آج جو شخص، سکھ بھوگ رہا ہے۔ کل دکھ کا منتظر ہے۔ ان آفات سے بسہولیت، وہی آزادی حاصل کر لیتا ہے۔ جو کرموں کے سلسلہ کو بخوبی سمجھ لیتا ہے۔

صرف ظاہری شکل و صورت سے انسان سیاسی نہیں بن سکتا۔ اصلی سیاسی وہی ہے جس نے راگ دوش اور دنیا کی جملہ خواہشات سے آزادی حاصل کر لی ہے۔ ورنہ دنیا سے بھاگ کر کہاں گزارہ ہے اور ایسے ہی اشخاص سیاسی کہلانے کے مستحق ہیں۔

پانچویں اوصیائے کا مہاتم

کنھیا

بھگوان نارائن نے فرمایا ہے کہ لکشمی اپنے گانا گانے لگے، راتیں اور دن استعمال کرتا تھا۔

برادری کے نیتاؤں نے اسے برادری سے خارج کر دیا۔ وہ کسی دوسرے شہر میں جا کر راجہ کی کچہری میں ملازم ہو گیا۔ اور ایک عورت سے شادی کر لی وہ عورت ویسی ہی بدچلن تھی جیسا کہ وہ خود تھا۔ وہ اس کا کہنا نہانتی تھی۔ بد مزاج بھی پر لے سرے کی تھی مگر میں ہر وقت ہم چرخ چلی رہتی تھی۔ براہمن نے تنگ آکر اس عورت کو خوب پیٹا۔ وہ اس وقت تو خاموش رہی مگر رات کو اس نے اپنے شوہر کو دو دھڑیں زہر لگا کر پلا دیا جس سے وہ مر گیا۔ اور گندھ بنا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ عورت بھی مر گئی اور طوطی بنی اور جنگل میں ایک ٹوٹے کے ساتھ رہنے لگی۔ وہ طوطا اچھلے تنم میں برہمن تھا۔ اپنے گورو کا کہنا نہ مانا تھا۔ اور گورو کے شراب سے ہی طوطا ہوا تھا۔ ایک دن، گندھ اس درخت کے پاس سے گذرا جس پر، طوطی کی رہائش تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ گندھ کو دیکھ کر، طوطی ڈر کے مارے وہاں سے اڑی۔ گندھ نے اس کا تعاقب کیا۔ تھک کر طوطی شمشان بھومی میں گر پڑی۔ گندھ بھی وہاں پہنچا۔ اور اپنی چوٹی اور پنجوں سے طوطی کو ماسے لگا۔ دونوں جہاں پر لڑ رہے تھے۔ وہاں پر ایک سادھو کی کھوپڑی ہوئی تھی جس میں بارش کا پانی بھرا ہوا تھا۔ یہ دونوں لڑتے لڑتے اس سے ٹکر لے تو پانی کے اچھلنے سے دونوں کے سر بھیگ گئے۔ اسی وقت وہ دونوں مر گئے۔ اور مرنے کے بعد دھرم راج کے دربار میں پہنچے۔ ان کا سارا حال سن کر دھرم راج بوئے۔ اسے براہمن، ادھ کھوپڑی جس کا پانی اچھل کر تم دونوں پر پڑا۔ ہے۔ ایک ایسے سادھو کی ہے جو کہ ہر روز صبح برہمن عورت میں، شری گنگا جی میں اشنان کرنے کے بعد شرمیدھ بگوت گیتا کے پانچویں ادھیائے کا لاکھ کیا کرتا تھا۔ لہذا اس کی کھوپڑی کا پانی تم پر پڑا ہے۔ اس لئے تمہیں سورگ کو بھیجا جاتا ہے۔

چھٹا اوصیائے

ابھیاس یوگ - ۴۷ شلوک

بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج نے گوہر افشانی کی۔ ارجن! جو کرم پھل کی خواہش نہ کرتا ہوا کرنے کے قابل کرموں کو کرتا ہے۔ وہی ستیا سہی ہے اور وہی یوگی ہے اور نہ کہ وہ جس میں گیان روپی انہی کا تیج بھی نہیں اور کرم بھی نہیں کرتا۔ جسے سیناس کہا جاتا ہے اسے ہی تم یوگ سمجھو کیونکہ سنسکرتوں کو چھوڑنے کے بغیر کوئی شخص کسی یوگی نہیں بن سکتا۔ یوگ کی کامنا کرنے والے مہنی اول کرم کرنے چاہئیں۔ جب گیان کا حصول ہو جاوے پھر ایشور کے حصول کے لئے من اول اندریوں کو روک کر ایشور کی مورتی کو دھیان میں لاوے۔ پرش جب کرم اور محسوسات سے قطع کر کے سنسکلوں کو تیاگ دیتا ہے۔ تبھی وہ کامل یوگی کہلاتا ہے جس نے آتما کے ذریعے آتما رمن، کو جیت لیا ہے۔ یقیناً آتما رمن، اس کا دوست ہے۔ لیکن جس نے اپنے من کو نہیں جیتا ہے۔ اس کا آتما رمن، اس کا دشمن ہے۔ آتما کو جیت لینے والے شانتی سروپ نش کا اچھیہ آتما، سرودوگرم، رنج و راحت، اور عزت و ذلت میں یکساں رہتا ہے۔ گیان و گیان سے بھر پور، بے غیب، جتنی بہانہ پیش کرے کہ باہر سے کچھ نہ آتا ہے۔ دوست و دشمن، یگانہ بیگانہ،

نیک اور بد کو ایک نظر سے دیکھنے والا ہی یگانی کہلاتا ہے۔ یوگی کا فرض ہے کہ چیت اور آتما کو بس میں لاکر، حرص و ہوا سے آزاد ہو کر گوشہ تنہائی اختیار کر کے آتما کو سادھی میں رنگائے۔ پوتر استھان میں پہلے کشا، کشا پر مرگ چھال اور مرگ چھال پر کپڑا بچھا کر آسن بنائے۔ اور اس آسن پر بیٹھ کر سن کو ایک اکر کر کے چیت اور اندریوں کے عمل کو روک کر، آتما کی شدھی کے لئے یوگ ابھیا س کر۔ جسم، سر اور گردن کو سیدھا رکھ کر، اپنے ناک کے سامنے والے رخ پر نظر جما کر، مجھ کو اپنا سہا سمجھے۔ اپنے من کو بس میں کر لینے والا یوگی اس طرح سے اپنے آتما کو ہمیشہ یوگ میں مشغول رکھ کر، اس شنانتی کو حاصل کر لیتا ہے جس کا معراج ملکتی ہے۔ پیو یوگ کو پراپت نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی بھوکارہنے والا یوگ ہی حاصل کر سکتا ہے ایسے ہی نہ زیادہ سونے والا اور نہ ہی بہت جاگنے والا ہی یوگی بن سکتا ہے جس شخص کا آہار دیوہار، کام و صننا، سوا اور جاگنا اعتدال کے ساتھ ہوتا ہے اسی کا یوگ دکھوں کا ناشک ہوتا ہے۔ جب بس میں کیا ہوا چیت کا مناؤں سے بالاتر ہو کر پرماتما میں محو ہو جاتا ہے۔ تب ہی نیش یوگی کہلاتا ہے۔ جیسے ہوانہ ہونے والے استھان پر ویپک نہیں ہوتا وہی مثال اس یوگی کی ہے جس نے چیت کو یوگ کے ذریعے پرماتما میں قائم کر لیا ہے۔ ۷

یوگ سے قابو میں آکر دل ٹھہرتا ہے جہاں
اندریوں سے دور لیکن عقل سے جانا ہوا
آتما دیکھ کر اس میں پاتا ہے اماں
دل کرے محسوس جب بے انتہا سکھ کا مبرا
جس جگہ قائم ہو انسان بچ سکتا نہیں
جس سے بڑھ کر فائدہ انسان کو مل سکتا نہیں

شرط ہے اس کا عامل اس قدر مضبوط ہو کوہ غم کے بار سے جنبش کبھی کھائے نہ وہ
 دُکھ جہاں ممکن نہیں یوگ کہلاتا یہ ہی اعتقاد اور شوق سے لازم ہے اس کی پیروی
 جس اوستھائیں یوگ کے ابھیاس سے بس میں کیا ہوا چت ابرام ہو جاتا ہے جس اوستھائیں پر ماتما کو
 دیکھتا ہوا پر ماتما میں ہی سنتوش کو پراپت ہوتا ہے جس اوستھائیں وہ انتہائی سکھ ملتا ہے جسے بدھی جان سکتی ہے
 اور جو اندریوں کے احساس سے بہت اوپر ہے اور جسے یوگی ہی جانتا ہے۔ اور جس میں قائم ہو کر یوگی برہم کے ہتھار کھ
 گیان سے دور نہیں ہوتا جس اوستھا کو پراپت کر کے، اس سے زیادہ کی آرزو نہیں رہتی اور جسے پاکر بڑے سے بڑا دُکھ بھی
 گھبراہٹ پیدا نہیں کر سکتا اسی اوستھا کو دُکھوں سے چھڑانے والا یوگ سمجھنا چاہیے اور شجیت ہو کر نچے پور وک ایسے
 یوگ کا ابھیاس کرنا چاہئے۔ سنکلیپ سے پیرا ہونے والی سب کامناؤں کو پورے طور سے ترک کر کے اندریوں کو من کے
 ذریعے سب طرف سے ہٹا کر نہایت استقلال کے ساتھ رفتہ رفتہ ویراگ کو حاصل کر کے من کو آتما میں ستھت
 کر کے، اور کسی طرف خیال نہ کرے۔ یہ پھل اور اسحق من جہاں جہاں جائے اس کو وہاں سے ہٹا کر پر ماتما میں لگائے
 ایسے شانت چت۔ برہم میں لین۔ رجوگن سے غلصی پائے ہوئے اور گناہوں سے پاک یوگی کو اعلیٰ درجہ کی راحت
 نصیب ہوتی ہے۔ وہ یوگی جس کے پاپ دور ہو چکے ہیں۔ وہ اس طور پر اپنے آتما کو ہمیشہ برہم کے ساتھ واصل کرتا ہوا۔
 اس انتہائی سرور کو حاصل کر لیتا ہے جو ہم تک نہیں پہنچ سکتے۔ گنگا کے پانی میں پر ماتما کا جلوہ

دیکھتا ہے۔ جو یوگی توحید کی نگاہ سے مجھے سب بھوتوں میں دیاپک جانتا ہوا میری پرستش کرتا ہے۔ وہ سب کام کرتا ہوا بھی مجھ میں قیام کرتا ہے جو شخص ہر ایک جیو کا سکھ دکھ، اپنے سکھ دکھ کا ساد دیکھتا ہے۔ وہی پریم یوگی ہے۔ ارجن نے پوچھا۔ اے مدھوسو، دھن! آپ نے جو یوگ متارُوپ (مساوات) سے کہا ہے۔ من کی جھپٹتا کے سبب میں اس میں ستم ستمی کو نہیں دیکھتا۔ بھگوان نے کہا۔

من بڑا جھیل، بڑا زبردست اور نہایت مضبوط ہے۔ مگر ابھی اس کے ذریعے اسے قابو کیا جاسکتا ہے۔ جس شخص کا من آتما کے ادھین نہیں ہوا۔ میری رائے میں اسے یوگ کا حصول مشکل ہے۔ لیکن جس شخص کا من آتما کے ادھین ہو چکا ہے وہ خود ثابت قدم ہے۔ وہ اپائے کر کے اس یوگ کو حاصل کر لیتا ہے۔ ارجن نے کہا۔ شری کرشن! لیکن ایک شخص اگر شر و مصلو ہے۔ مگر جتن نہیں کرتا۔ اگر وہ یوگ سے گھر اس کی تکمیل نہ کر سکے۔ تو اس کا انجام کیسا ہوتا ہے؟ کریم اور گیان یوگ دونوں سے گرا ہوا، کیا چھوٹے سے بادل کے ٹکڑے کی مانند، فنا ہو جاتا ہے؟ میرے دل میں شک پیدا ہو گیا ہے، آپ نہ صرف اس شک کو رفع کرنے کے ہی قابل ہیں۔ بلکہ آپ کے سوائے اس شک کو رفع کرنے والا ہی نہیں سکتا۔ بھگوان نے کہا۔ ارجن! لوک اور پرلوک میں کہیں بھی اسے فنا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یوگ سادھن کرنے والا کبھی بھی درگت کو پر اپت نہیں ہوتا۔ یوگ سے گرا ہوا وہ شخص، پن کرنے والے لوک کو حاصل کرنے کے بعد، اقبال مندر اور پونرا شتھ خاص ہے۔ ہاں جھپٹتا ہے۔ ہاں جھپٹتا ہے کہ وہ اپنے گناہ جتن کے بڑھی بھوگ کو حاصل

کرتا ہے پھر یوگ کی فہمیں کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اس پہلے جنم کے اسیاس کے سنسکار کو، اس جنم میں حاصل کر کے، وہ جگیا سویر کرتی کے بندھنوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ کئی جنموں کی سخت محنت کے بعد، سدھی کو حاصل کرنے والا وہ نش پاپ یوگی سادھنوں سے پھر جتن کرتا ہے۔ اور پریم گتی کو حاصل کر لیتا ہے۔ یوگی، تپسویوں سے بڑا ہوتا ہے۔ وہ گیانیوں اور کرم کانڈریوں سے بھی بڑا اور چہر رکھتا ہے۔ اس لئے تم یوگی بننے کی کوشش کرو۔ دھیان یوگ یا آتم سنج یوگ نامی چھٹا اور مہیا لے ختم ہوا

شرح و مہاتم

۱۔ فرض کرتا ہے ادا جو پھل کی خواہش چھوڑ کر
وہ ہے یوگی اور سنیاسی بھی ہے وہ ہی بشر
چھوڑتا ہے جو ہون کو اور جو بریکار ہے
وہ نہ یوگی ہے نہ سنیاسی یہی اسرار ہے
یوگ بھی اس کو سمجھ سنیاس کہتے ہیں جسے
ہے وہی یوگی جو کرموں کے ارادے چھوڑے
جو پرش کرم پھل تیاگ کر کا منا سے رخصت ہو کر نیکام بھاو سے کرنے یوگیہ کرموں کو کرتا ہے۔ جو کرم کو اپنا
کر تو یہ سمجھ کر کرتا ہے کسی سوار تھدیا اچھیا سے نہیں وہ کرم پھل کا تیاگ کرنے والا پرش تیاگی ہے۔ اس لئے وہی سنیاسی
ہے نیز چونکہ وہ، کر تو یہ کرموں میں بدلت ہے۔ اس کے وہی مہیا یوگی ہے۔ بدھیان یوگ سنیاس و کرم یوگ

کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ لیکن نادان احمقین جدا جدا تسلیم کرتے ہیں۔ وہ پرش یوگی یا سنیاسی نہیں جو آسید یا موہ ویش یا کسی بچے سے کرم کو دکھ روپ سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے یا گرو کے کپڑے پہن کر انٹی ہین وکریا میں ہو جاتا ہے۔ ایسا پرش تو ان موہ سے ادھو گئی کو پراپت ہو جاتا ہے۔

کرم سنیاس کا ارتھ چپت سے کرم واس کے پھل کی کامنا کا، تیاگ ہے نہ کہ شری سے کرموں کا ہٹھ پوروک
تیاگ! لشکام بھار سے کرموں میں آسکت نہ ہوئے من سے کرم کرنے کا نام

کرم یوگ

ہے نہ کہ شکام بھاو و آسکت بھاو سے کرم کرنا! اس لئے سنیاس ویوگ کا دراصل، ایک ہی ارتھ ہے جو پرش کرتا پن کے ابھیان کو ترک کر کے، لشکام بھاو سے کر تو یہ کرموں کو کرتا ہے۔ وہی کرم کرنے سے کرم یوگی کہلاتا ہے۔ اور وہی کرم پھل کے ترک کرنے سے سنیاسی کہلاتا ہے۔ خواہ وہ گریہست میں تو اس کرتا ہو یا سنیاس لاشترا میں، وہ ہر آشرم میں

سنیاسی

ہے لیکن وہ شخص جو باہر سے فخر کی کر باواںدیریوں کو ہٹھ پوروک روک کر بیٹھ جاتا ہے اور جس کے من و شیوں کا چنتن

ہو رہا ہے۔ اور دنیا میں اپنے آپ تیاگی یا سنیاسی کہتا ہے۔ تو وہ سنیاسی و تیاگی نہیں بلکہ وراصل وہ کپٹی و متقیبا چاری ہے۔

اس پر کارنرا سکت من سے نشکام بھاو سے پھل اچھیا کو تیاگ کر، کرتاپن کے ابھیمان سے رہت ہو کر تو یہ
کرموں کو لوگ لوگ سنگرہ کے لئے کرنے والا پرش ایک ہی کال میں

کرم سنیاس و کرم یوگ

سے مکت ہوا ہوتا ہے۔ وہ جیون مکت ہے کیونکہ اس نے داسناؤں کا ناش کر دیا ہے۔ جو کہ سارے انرتھ کا مول
ہیں۔ ایسا پرش گو تیاگی ہوتا ہے لیکن اپنے نشکام بھاو سے کئے کئے کرموں سے زمانے میں پھل ڈال دیتا ہے۔
لوگ اپکا رارتھ و دھرم کی رگھمشا کے لئے وہ اکیلا مقوڑے عرصہ میں وہ کام کر جاتا ہے۔ جو کہ کروڑوں آدمی صدیوں
میں ہی نہیں کر سکتے۔ بھگوان رام، بھگوان کرشن، راجہ جنک، سوامی شنکر، آچاریہ، گورونانک، سوامی دیانند، سوامی
رام تیرتھ اور مہاتما گاندھی جیسے مہا پرشوں سے ہمارا اتہاس بھرا ہوا ہے۔ کاش کہ ہمارے ہندوستانی بھائی مختر
کی ظاہری ہو ہو کاشکار ہونے کی بجائے ان مہا پرشوں کے جیون کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

چھٹے ادھیائے کا مہاتم کھٹا

شری نارائن نے کہا اے لکشمی! دریائے گوداوری کے کنارے جان شرقتی نامی ایک بڑا ہی دھرم اتارا جہ راج کرنا تھا جس کے راج میں رعیت ہر طرح سے خوشحال تھی۔ ایک دن چند سنس اڑتے اڑتے وہاں آئے ان میں سے ایک بیٹھنے کے ساتھ ہی اڑ گیا۔ اہالیان شہر نے کہا اے سنس تو اتنی جلدی کیوں جا رہا ہے کیا تو مہاراجہ جان شرقتی سے بھی پہلے سو رنگ کو چلا جائے گا۔ وہ سنسوں کے سردار نے کہا۔ مہرشی ریک، مہاراجہ جان شرقتی سے پہلے سیکھ چائے گا۔ مہاراجہ جان شرقتی نے سوچا کہ ایسے رشی کے ضرور درشن کرنے چاہئیں۔ یہ سوچ کر وہ رختہ پر سوار ہوا، اور مختلف تیرتھوں میں تلاش کرنے کے بعد شری بدری نارائن پہنچا۔ وہاں پر ایک گچھا میں ایک سادھو بیٹھا تھا جس کے تپ کے بل سے وہاں پر اس طرح کی روشنی ہو رہی تھی جیسی کہ آفتاب کی ہوتی ہے۔ مہاراجہ جان شرقتی سمجھ گیا کہ یہی مہرشی ریک ہیں۔ اس نے ان کو پر نام کیا۔ اور کہا۔ رشی راج! آپ کا یہ جلال کس پنیہ کرم کے بل سے ہے؟ مہرشی ریک نے جواب دیا۔ راجن! میں ہر روز شان کر کے گیتا کے چھٹے ادھیائے کا پڑھ کر کرتا رہتا ہوں۔ مہاراجہ جان شرقتی مہرشی ریک کے ترن جیو کرانی

راجدھانی میں واپس آیا اور اپنا راج اپنے لڑکے کے حوالے کر کے، خود دوبارہ، 'شری بدری نارائن' میں جا کر مہرشی ریک کے پاس بیٹھ کر، گیتا کے چھٹے ادھیائے کا پانچھ کر نے لگا۔ ایک دن آکاش سے بہان آیا۔ اور اس میں بیٹھ کر مہاراجہ جہان شرقی اور مہرشی ریک دونوں سو رگ کو چلے گئے۔

ساتواں اومیاں

گیان و گیان یوگ ۔ ۳ شلوک

بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج نے فرمایا۔ اے ارجن! مجھ میں سن لگا کر، میرا ہی سہارا لے کر اور میری
 ہر پتی کے سادھن روپ یوگ میں لگا ہوا تو یقیناً مجھے کیسے جان سکے گا۔ اس کی کیفیت سن! وہ گیان و گیان میں کچھ
 کامل طور پر بتاتا ہوں۔ جس کے جاننے کے بعد کچھ جانتا باقی نہیں رہتا۔ سدھی کے حصول کے لئے ہزاروں میں سے
 ایک ہی کوشش کرتا ہے۔ اور ان کوشش کرنے والوں میں سے بھی کوئی ایک میری اصل حقیقت کو سمجھتا ہے۔
 مٹی پانی آگ ہوا، آکاش، منہ، بدھٹی اور آہنکار الگ الگ یہ میری آٹھ پرکریاں ہیں۔ میری یہ آٹھوں پرکریاں
 اپنا ارادے اکہلاتی ہیں۔ میری پرادا علیٰ پر کرتی ان سے الگ ہے۔ وہ جو کہلاتی ہے جس سے یہ چلنے پھرنے
 والے جسم قائم ہیں۔ تمام جاندار اپنی پرکریوں سے بنے ہیں۔ لیکن میں سموچے جگت رکل عالم کی اپتی (پریدائش)
 لے آسمان سے دل جس میں مختلف خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ سے عقل جس سے نیک و بد کی تمیز ہوتی ہے۔ سے اپنے وجود کو سمجھنا انانیت۔
 ۵۵ صفات خواص

پہلے (فنا) کا استحقاق (منج) ہوں۔ مجھ سے سرشیت تر (بڑا) دوسرا اور کوئی نہیں ہے۔ اور یہ جملہ عالم مجھ میں اس طرح پرویا ہوا ہے۔ جیسے تانے میں موتی۔ پانیوں میں رس (ذائقہ) چاند اور سورج میں چمک، دیدوں میں۔

اوم

آکاش میں شبدر آواز کی خاصیت) اور انسانوں میں پرشار (بہمت - حوصلہ - استقلال) میں ہوں پر مہموی میں خوشبو، اگنی میں چمک، تمام جانداروں میں زندگی، اور تپسیویوں (مترناخوں) میں تپ (ریاضت) میں ہوں سارے پرائیوں (جملہ مخلوقات) کا سنا تن بیج (قدیمی منج) تو مجھ کو جان! بدھیمائوں (عاقلوں) کی عقل (بدھی) اور تپسیویوں (جلال والوں) کا بیج (جلال) بھی میں ہی ہوں۔ میں بلوائوں (طاقتوروں) کا وہ بل (طاقت) ہوں۔ جو کام (شہوانی جذبات) اور راگ سے پاک ہے۔ اور انسانوں میں وہ کام ہوں جو دھرم کا مخالفت نہیں ہے۔ میں ساتوک راجس اور تانس گنوں میں مقیم نہیں ہوں۔ بلکہ یہ گن مجھ میں قیام رکھتے ہیں۔ ان گن میں تین پر ارتھوں (دنیوں صفاتی خواص) کی وجہ سے بھول میں پڑ کر یہ جگت (جملہ عالم) مجھ کو ناشی (لازوال) کو نہیں جانتا۔ اگرچہ میری اس گن مٹی (صفاتی) پر نظر کرنا، پروردگار کے کمال کو نہایت مشکل ہے لیکن جو گن میں ہوں ان کے قدم اٹھاتے ہیں

وہ اس سمندر کو عبور کر جاتے۔ موڑ دے دیقوت (نرا دھم، لکھنہ فطرت) اس پر بھاؤ ولے ریخصلت، اور ایسے انسان جن کا گیان پر کرنی کی قیود کی وجہ سے زائل ہو چکا ہے۔ مجھے حاصل نہیں کر سکتے، یہ چار قسم کے پنیہ کر مانش (نیک انسان) مجھے یاد کیا کرتے ہیں۔ آرٹ (دکھی) جگیا سو، اتھارتھی (غرضمند) اور گیانی، ان چاروں میں سے سرلیٹ رافصل، گیانی ہی ہے میں اسے عزیز ہوں وہ میرا پیارا ہے۔ وہ گیانی بہت جنموں کے بعد یہ سمجھنے کے قابل ہوتا ہے کہ یہ سب واسٹو دیو رہتا تھا، ہی ہے۔ ایسا مہاتما نہایت کیا ہے۔ ۷

خواہشوں سے خصلت انسان دیوانے ہوئے
پوچتے ہیں دیوتاؤں کو نہروں و صنگ سے
پوچنے لگتا ہے ان کو جس عقیدہ سے بشر
اس عقیدت سے انھیں پوچتا ہے وہ بشر
کم عقل انسان کو ملتا ہے جو کچھ اس طرح
دیوتاؤں کی پرستش سے ملتے ہیں دیوتا
میری لافانی حقیقت سے ہیں ناداں بے خبر
لوگ مایا کے پس پر وہ حقیقت ہے میری
ہوں چکے ہوئے یا میں تو سب کر رہی ہوں پانتا

با قیامندہ تینوں قسم کے انسان جن کا گمان بھوک کا مناؤں (خواہشات) کی وجہ سے زائل ہو چکا ہے اپنی اپنی
 پرکرتی کے نیوں (خواص طبعی) سے مجبور ہو کر، دوسرے دیوتاؤں کی اپاسنا کرتے ہیں۔ جو بھگت شر و مصار (عقیدت)
 کے ساتھ کسی دیوتا کی اپاسنا کرنے کی خواہش کرتا ہے اس کی شر و مصار (عقیدت) کو اچل استھر کر دیتا ہوں (استحکام
 دیتا ہوں) وہ شر و مصار بھگت ان دیوتاؤں کی پرستش کرنے سے میرے مقررہ نیموں کے مطابق ان خواہشات کو
 (تو) حاصل کر لیتے ہیں۔ (لیکن) ان کم عقلوں کا وہ شر و ختم ہو جانے والی چیز ہے تاہم دیوتاؤں کے پرستار دیوتاؤں
 اور میرے طالب مجھے حاصل کر لیتے ہیں۔ وہ ایسا فی میری لازوال اور اعلیٰ ترین حقیقت سے ناواقف ہونے کے
 باعث مجھ اور بیکت (برتر از ظہور) کو ویکت (نمایاں) سمجھتے ہیں۔ یوگ مایا کے پردے میں چھپا ہوا میں ہر ایک کو دکھائی
 نہیں دے سکتا اور یہ جاہل لوگ مجھ، آغاز و انتہا سے برتر کو نہیں جانتے۔ جو سمجھے ہو چکے ہیں اور جواب موجود ہیں۔ او
 آئندہ ہونے والے ہیں ان تمام جیوؤں کو میں جانتا ہوں لیکن مجھ کو کوئی نہیں جانتا، راگ و دیش سے پیدا شدہ
 دوندوں کی محبت کے سبب تمام مخلوق غفلت میں گرفتار ہے، البتہ جن نیک اعمال اشخاص کے پاپ کا ذخیرہ ختم
 ہو چکا ہے۔ وہ ان دوندوں کی الفت سے مخلصی پا کر دور دردی ہو کر (دعوم مصمم سے) مجھ کو سمجھتے ہیں۔ جو لوگ
 بڑھاپے اور موت سے چھٹکارہ پانے کے لئے مجھ پر بھروسہ کر کے کوشش کرتے ہیں۔ وہ برہم اور مہیشا شتم اور کرم کو تمام و
 کمال جان لیتے ہیں۔ جو لوگ اسی جوت اور دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔ وہ جوت کے وقت بھی

مجھے نہیں سمجھتے۔ گیان و گیان یوگ نامی ساتواں ادھیائے ختم ہوا۔

شرح و مہاتم

جو لوگ پرماٹما کو بھول جاتے ہیں اور پاپ پُن کی پرواہ نہیں کرتے غلطی کرتے ہیں اگرچہ ظاہر آنکھوں سے پتہ نہیں لگتا۔ مگر پرماٹما سب بھوتوں کے انتر آتماؤں میں موجود ہے۔ جو کچھ بھوتوں یعنی پران و حاریوں کے آتما میں گذر رہا ہے وہ جانتا ہے۔ پرماٹما صرف پران و حاریوں کے اندر ہی براجمان نہیں ہے۔ بلکہ بیرونی دنیا میں بھی موجود ہے۔ اگرچہ ظاہر پرماٹما کی حرکت معلوم نہیں دیتی مگر کونسا ایسا مقام ہے۔ جہاں پرماٹما نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے پرماٹما متحرک اور غیر متحرک ہے۔ پرماٹما سوکشم ہونے کے کارن نظر نہیں آتا اور ان آنکھوں سے ہم اسے، متوصل چیزوں کی طرح نہیں دیکھ سکتے۔ اکیانیوں کے لئے جو پرماٹما کی ہستی کو محسوس ہی نہیں کرتے۔ پرماٹما بہت دور ہے لیکن بھگتوں کے لئے وہ ہمیشہ نزدیک ہے۔ بھگوان ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتے ہیں۔ ہم ان کو بھول جائیں۔ وہ ہمیں کبھی اپنی گود سے جدا نہیں کرتے۔

پرم برہم شری و سودیو ہی اپا سیہ دیو ہیں۔ وہ سمپورن بڑھتین و ستوؤں کے سوامی ہیں۔ سب کے کارن اور
 او حار ہیں۔ سب انھیں کے شریہ ہیں۔ شریہ سے ولجہ ہیں۔ وہ ہی تمام گیان سے گنوں سے یکیت

ہونے کے سبب واحد سہارا ہیں۔ وہی سب سے پرتر میں نادی کال ہے، ترگن مے شریر، اندریوں اور بھوگیہ
دستو کے روپ میں سمیت بھاؤں سے چھپ رہے ہیں۔ انخال نیک کے ثمرہ کے طور پر بھگوت پراپتی کی خواہش سے
یہ پردہ زائل ہو جایا کرتا ہے۔ پیوں کی کمی بیشی سے، شرناگتی میں بھید ہونے کے سبب، ایشوریہ کی پراپتی، آتما کے
میتھارتھ سروپ کی پراپتی، اور بھگوت پراپتی۔۔۔۔۔ اس طور پر، حصول سے تعلق رکھنے والی، اجملا شائیں بھی
فرق ہوتا ہے اور اس طرح سے پاسک بھی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ بھگوان کو پراپت کرنے کی اچھیا والے بھگت کا درجہ
سب سے افضل ہے۔ ماور وہ بھگوان کو بھی بہت پیارا ہے۔

ساتویں ادھیائے کا مہاتم

شری نارائن یوے۔۔۔ لکشی! پٹل ناچی شہر میں سنکو کرن نام کا ایک دلش رہتا تھا۔ جو کہ تجارت کا
کام کرتا تھا۔ ایک بار وہ دوسرے تاجروں کے ساتھ تجارت کے لئے کسی دوسرے دلش کو گیا۔ راستے میں سانپ کے
کاٹنے سے مر گیا۔ جب سنکو کرن کے لڑکے کو معلوم ہوا تو وہ بھی اس جگہ پہنچا جس جگہ سانپ نے اس کے باپ کو کاٹا
تھا۔ باپ کی آخری رسوم کی ادائیگی کے بعد وہ سانپ کو مارنے کی غرض سے وہ اس جگہ کو کھودنے لگا جہاں پر سانپ
کی باہنی تھی۔ جب بڑا سا سوراخ ہو گیا۔ تو سانپ باہر نکل کر بوا۔۔۔ تو میری جگہ کو پیوں لڑا کرتا ہے۔

لڑکے نے جواب دیا۔ میں سگو کرن کا بیٹا ہوں جس سانپ نے میرے باپ کو کاٹا تھا۔ اس کو میں ضرور ماروں گا۔ سانپ نے جواب دیا۔ بیٹے! میں ہی تیرا پتا سگو کرن ہوں تو مجھے اس جون سے چھڑا۔ گیتا پاٹھی برہمن کو بلا اُسے کھانا کھلا۔ اس کی خدمت کر اس سے اشیر باد لے جس سے کہ میرا کلیان ہو۔

لڑکے نے گھر پہنچ کر ایک گیتا پاٹھی برہمن کو بلایا۔ اور سارے قصہ اسے سنایا۔ اس نے شریدھوت گیتا کے ساتویں اور مینا کے کا پاٹھ کیا جس سے سگو کرن، سانپ کا ہنچھوڑ کر سینیٹھ کو چلا گیا۔

آٹھواں اوصیائے

اکھشتر برہم یوگ - ۲۸ شلوک

ارجن نے دریافت کیا اے دیو! برہم کیا ہے؟ اوصیاتم کسے کہتے ہیں کرم کا کیا مطلب ہے؟ اوصی دیو اور اوصی بھوت کسے کہتے ہیں؟ اوصی یگیہ کیا ہے۔ مرنے کے سمہ (نزع کے وقت) آتما کو پس میں کرنے والے شخص آپ کو کیسے جان لیتے ہیں۔ آئندہ کنڈیرج راج چند، سولہ کا سمپورن، بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج نے فرمایا۔ جو جیووں کو تنیم مرن کے دکھ سے چھڑا کر موش و صام و کھلانے والا ادا ناشی ہے اس کو

برہم

کہتے ہیں، سو بھاؤ کو اوصیاتم کہتے ہیں تمام پرائیوٹ کی ہستی کو ظاہر کرنے والے کو کرم کہتے ہیں۔ جو ناش ہونے والا پارکھ پرینچ ہے اے اوصی بھوت کہتے ہیں اور پریش جو جیو پارکھ ہے۔ اس کو اوصی دیوت کہتے ہیں۔ اور اس وجود میں اوصی یگیہ میں ہوں وہ شخص بھگوت کے وقت تیر و یگیہ میں کرنا اس شہید کو چھوڑنا ہے۔ جو بھگوان شری کرشن نے فرمایا۔

واصل ہو جاتا ہے جس جس پر ارتھ کو یاد کرتا ہوا انسان نزع کے وقت اس شری کو چھوڑتا ہے۔ اسی کے تصور میں رہنے کے سبب اسی پر ارتھ کا اسے حصول ہوتا ہے۔ اس لئے ہر دم میرا دمیان رکھ! جنگ کر، امن اور بدھیا کو میرے ارپن کر تو یقیناً مجھ کو پائے گا۔ یوگ ابھیاس کی تحصیل سے، من کو لیکسو کر کے تصور کرنے سے دویہ پر م پرش کا حصول ہوتا ہے جو شخص نزع کے وقت من کو لیکسو کر کے بھکتی سے راستہ ہو کر، پرالوں کو یوگ کی طاقت سے دونوں ابروؤں کے درمیان اچھی طرح سے جما کر اس قدیم مالک حقیقی، سوکشم سے سوکشم تر و لطیف ترین، سب کے دھاتا و موجودات کے قائم رکھنے والے، اجنت سر و پ رقیاس سے برتر، سوریہ کے سمان ورن والے دھرم پر م پرما تما کا تصور کرتا ہے۔ وہ اسے پالیتا ہے جسے ویدوں کے جاننے والے لازوال بتاتے ہیں۔ جسے تارک لوگ کوشش سے حاصل کرتے ہیں۔ اور جس کے حصول کے لئے برہمجیہ برت اختیار کیا جاتا ہے۔ میں نہایت اختصار سے تمھیں اس منزل کا راستہ بتاتا ہوں جو شخص، اندریوں کو روک کر من کو دل میں قابو کر کے، اور اپنے پرالوں کو منک میں چڑھا کر یوگ ابھیاس کے ذریعے ایک حرفی نام ”اوم“ کا ورد کرتا ہوا میرا تصور باندھ کر اس جسم کو چھوڑتا ہے۔ وہ پر م گتی (اعلیٰ منزل) کو پراپت ہوتا ہے۔

ایسے یوگی کو میرا ملنا بڑا آسان ہے
 اک فقط میرا ہمیشہ جس کے دل میں دمیان ہے
 ہو کے کامل مجھ کو پیٹے ہیں اہل یوگین

عالم بالا میں جا کر لازمی ہے واپسی
 دن ہے وہ برہما کا جس میں گذرتے ہیں جگ نہار
 دن ہوا تو غیب سے معلوم دنیا ہو گئی
 بود اور نابود کے چکر میں ہیں سب جاندار
 اک عدم ہے اور بھی ان سے پرے اور دائمی
 ولطیف و لافنا منزل ہے بالا تر میں

مجھ میں جو واصل ہوا پیدا نہیں ہوتا کبھی
 ایسی ہی اک رات ہے یہ رات اور دن کا شمار
 رات ہو جانے پر پھر معدوم دنیا ہو گئی
 دن میں ظاہر رات کو معدوم ہیں بے اختیار
 سب فنا ہوتے ہیں تب بھی وہ فنا ہے بری
 وہ میرا مسکن ہے جس سے واپسی ہوتی نہیں

اس نیت یکتا یوگی کو جو کیسہ ہو کر ہمیشہ میرا سمرن کرتا ہے۔ میں، بہت، آسانی سے املتا ہوں۔ مجھے
 حاصل کر کے، اعلیٰ ترین منزل پر پہنچ چکنے والے مہاتما، پنہنجم (تساخ) کے فانی اور دکھ دینے والے چکر میں
 نہیں پھنستے۔ برہم لوگ تک سب پنہن دورتی... ہیں (تساخ) کے چکر میں پھنستے ہوئے ہیں، مگر مجھے پا کر پھر پنہن نہیں
 ہوتا۔ برہما کا جو دن ہے۔ وہ نہار ایک تک رہنے والا ہے اور برہما کی جو رات ہے وہ بھی نہار ایک تک رہنے والی
 ہے۔ ایسا جو جانتے ہیں وہ لوگ دن رات کے جانے والے ہیں۔ برہم دن کے آغاز، نظرنہ آنے والی پر کرتی سے
 جملہ موجودات ظہور پاتے اور برہم راتری کے ہوتے پر اس نظرنہ آنے والی، پر کرتی میں، غائب ہو جاتے ہیں۔ یہ برہم
 لہ بود اور نابود کبھی ہونا کبھی نہ ہونا

لازمی طور پر برہم رات کے آغاز میں غائب اور برہم دن کے طلوع پر پھر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس مایا سے بالآخر
 سناتن، نظر نہ آنے والی ہستی دنیا کے ناش (رنا) ہونے پر بھی فنا نہیں ہوتی (لازوال رہتی ہے) جس کی اویکت سناتن
 رلطیف اور لازوال ہستی جس کا مرتبہ بہت بلند بیان کیا گیا ہے جس کو حاصل کرنے کے بعد پھر وہاں سے نہیں لوٹتے
 میرا پریم و صام (اعلیٰ ترین مقام) ہے۔ یہ تمام بصوت رکھل موجودات (جس کے سروپ میں قائم رہتے ہیں جس نے
 ساری دنیا کا پھیلاؤ کیا ہے۔ وہ برہم پرش کی انیتہ بھگتی (صدیق ارادت) سے ہی مل سکتا ہے جس وقت یوگی شہر پر
 چھوڑ کر مکتی اور تناسخ کو حاصل کرتے ہیں میں تم سے ان کی تفصیل بیان کرتا ہوں۔ ان کی جوتی والے دن شکل پکش
 اتراٹن نامی ششما ہی میں جسم چھوڑتے والے برہم گیانی برہم کو حاصل کر کے پھر وہاں سے نہیں لوٹتے، دھرم راتری
 کرشن پکش اور دھمشاپن نامی ششما ہی میں شریہ کا تیاگ کرنے والے یوگی چندر لوک کو حاصل کر کے پھر وہاں
 سے لوٹ آتے ہیں۔ ایک گتی سے واپس نہیں لوٹتا دوسری گتی سے واپس لوٹ آتا ہے۔ اس دنیا میں یہ روشن و
 تاریک دوراتے تسلیم کئے گئے ہیں۔ دونوں راستوں سے واقف کوئی بھی یوگی غلطی نہیں کھاتا ہذا تمہیں یوگ میں
 لگا رہنا چاہیے۔ ویدوں کے پانچ یگیہ تپ اور دان کا جو پھیل کہا گیا ہے، یوگی، ان سب کو بھلا نک جاتا ہے۔ اور
 سناتن ادبچی پدوی (اعلیٰ ترین ازلی مقام) کو حاصل کرتا ہے۔

اکھشہر برہم لوگ نامی آکھٹوال اور صام ختم ہوا

شرح و مہاتم

۵ انت سمے جن لے لیا گو بند ہر کا نام
 انت سمے وہ لے سکے گو بند ہر کا نام
 نشیچہ ہی مل جائے گا اس کو سندروھام
 نس واسرنت ہر گھڑی جس کو ہو یہ کام
 یعنی بوقت نزع اگر دھن سے بھگوان کا پوتر نام برآد ہو۔ وہ بھگوان میں مل جاتا ہے۔ لیکن بوقت نزع دھن
 سے بھگوان کا نام برآد کیسے ہو سکتا ہے؟ نام سمن کے ابھیاس سے، ویسے نہیں، کیونکہ یہ من اگر داسناؤں میں
 پھنسا ہے گا تو توانت کال میں بھی داسنائیں ہی آکر کھیر ڈالیں گی۔ دل و دماغ پر مسلط ہو جائیں گی پھر داسناؤں
 اور نرم کا تعلق ہی کیا؟ لیکن اگر انسان بھگوت بھگتی کا ابھیاس شروع کر دے۔ اور اس شغل میں آگے بڑھ جائے، بار
 بار پڑھو نام کا ورد ہو، تو پھر انت سمے بھگوان کے پوتر نام کا اچارن اولیشہ ہوگا۔ کیونکہ پڑھو نام اچارن، تو، بھگتی رس
 میں ہر وقت مستغرق رہنے سے، پریمی بھگت کا سو بھاؤ بن جاتا ہے۔ اور جہاں بوقت نزع بھگوان کا پوتر نام سمٹ
 سے نکلا، وہیں کتی ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑی ہو گئی

آٹھویں ادھیاس کے کام مہاتم

کشمی

شہری نارائن بولے اسے لکشمی دریلے زبدا کے کنارے ایک گاؤں میں سوشر مانامی ایک براہمن رہتا تھا۔ اس کے اولاد نہ تھی۔ اس نے حصول اولاد کے مقصد کو مد نظر رکھ کر وسیع پیمانے پر ایک یگیہ کیا۔ اور پتی (قربانی) دینے کے لئے بکرا مارنے لگا۔ براہمن نے تلوار تانی ہی تھی کہ بکرے نے ایک تہقہ لگایا براہمن نے استغفار کیا۔ اسے بکرے تیرے ہنسنے کا مطلب کیا ہے، بکرے نے کہا میرے گزشتہ جنم میں میرے ہی بھی کوئی اولاد نہ تھی، جب میں نے براہمنوں سے ستان اپنی کا پایاے دریافت کیا تو انھوں نے مجھے اجامیدہ یگیہ کرنے کی رائے دی۔ میں بکرا خریدنے کے لئے منڈی میں پہنچا مگر بکرانہ ملا، جب مایوس ہو کر وہاں سے چلنے کو تھا۔ تو ایک سوداگر مولیشان، ایک بکری بھڑاپنے چپے کے فروخت کرتا ہوا نظر آیا۔ چٹنا چٹہ میں وہ بکری بچ کے منہ لگے دام دے کر خرید لی اب میں نے بکری کے بچے کو تلوار کھینچی۔ بکری بہت چٹنی چلائی مگر میں نے اس کے رونے اور پھلانے کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اور اور اس بچے کو اپنے بچے کے حصول کی خاطر قربان کر دیا کیونکہ میں اس وقت غرض کے سبب اندھا ہو رہا تھا۔ بکری نے مجھے بددعا دی کہ جاتو تھی اگلے جنم میں بکرا ہو گا۔ اور اسی طرح سے مارا جائے گا۔ چٹنا چٹہ اپنڈت جی مہاراج! اس بکری کی بددعا کے نتیجے کے طور پر میں آج آپ کو آپ کی تلوار کے منہ لگے ہوئے

براہمن نے کہا سنو میں تمہیں ایک حقیقہ دید واقعہ سناتا ہوں۔ کوروکشیتر میں چند شرمانامی ایک راجا شنان کرنے کے لئے آیا اس نے وہاں ایک لوہے کا آدمی بنا کر ایک براہمن کو دان کیا وہ لوہے کا آدمی ہنس کر کہنے لگا اے براہمن کیا تو مجھے دان میں لے گا۔ براہمن نے کہا تیرے جیسے کئی لئے ہیں۔ وہ لوہے کا آدمی اسی وقت پھوٹ گیا۔ اور اس میں سے ایک سیاہ فام مورتی نکلی۔ براہمن نے اسی وقت شریر بھگوت گیتا کے اٹھویں ادھیائے کا پاٹھ کر کے اس مورتی پر جل چھڑکا اس نے اسی وقت دیو دیوی پائی اور سکنیٹھ کو چلی گئی۔

بکرے نے کہا تم بھی کوئی ایسی تدبیر کرو جس سے میں بھی اس جونی سے مخلصی حاصل کروں۔ وہ براہمن جانتا تھا کہ اگر اس بکرے کو گیتا کے اٹھویں ادھیائے کا پاٹھ سنایا جائے تو یہ ضرور ہی آواگمن کے چکر سے چھوٹ جائے گا۔ اس نے اسی وقت ایک گیتا پانٹھی براہمن کو بلایا۔ اس نے بکرے کو شریر بھگوت گیتا کے اٹھویں ادھیائے کا پاٹھ سنایا جسے سن کر بکرے نے موکھش پد پایا اور سکنیٹھ کو چلا گیا۔

نواں ادھیائے

راج و دیالوگ۔ ہم سہ شلوک

آنند کند بھگوان شری کرشن چندرجی مہاراج نے فرمایا۔ ارجن! اب میں تجھ (مجھ میں) دوش گن نہ دیکھنے والے
 بھگت) کو وہ اتیت گوہیہ گیان (مخفی ترین علم معرفت) کہوں گا جس کو جان کر تم اشبھ (جملہ مکروہات) سے چھوٹ
 جاؤ گے یہ گیان و دیواؤں اور گیت چیزوں (جملہ علوم و اسرار کا سرتاج) کا راجہ ہے پوتر پاک (اونچا راغلی) جلدی پھل
 دینے والا راسل الحصول (اور انباشی (لازوال) ہے جن کا اس دھرم (امر حق) میں پریم (اعتقاد) نہیں وہ مرتیورپ
 سنسار چکر (عالم فانی) میں گھومتے رہتے ہیں۔ میرے نرا کارسروپ سے ہی یہ دنیا گھری ہوئی ہے۔ تمام دیوتا مجھ میں
 ہیں۔ پر میں ان میں نہیں ہوں۔ وہ بھوت (موجودات) مجھ میں نہیں ہیں۔ میرے ایشوریوگ (خدائی طاقت) کو تو دیکھ
 میں بھوتوں (موجودات) کا دھارن کرنے والا ہو کر بھی ان میں سمت (مقیم) نہیں ہوں جیسے ہر طرف پھیل سکے والی
 ہوا آکاش میں سمت (قیام رکھتی) ہے۔ ویسے ہی سمیت بھوت (جملہ موجودات) مجھ میں سمت (مقیم) ہیں۔ کلپ کے
 اخت (انجام) میں سارے بھوت (جملہ موجودات) مجھ میں غائب ہوجاتے ہیں۔ اور میرے بعد کلپ کے شروع ہونے

پر میں انھیں پھرتا ہوں روجود میں لے آتا ہوں امایا کے جال میں پھنسے ہوئے تمام حیوؤں کو اپنی پر کرتی کے ذریعہ
میں بار بار پیدا کرتا ہوں۔ کرم مجھے پابند نہیں کر سکتے کیونکہ میں ان سے اداسین (بے تعلق) رہتا ہوں۔ میری طاقت
سے مایا تمام جود یو تا پر پنچ کو پیدا کرتا ہے۔ اس ہیئت و طریقہ سے یہ جگت چلتا رہتا ہے (یہ عالم بار بار پیدا ہوتا
رہتا ہے)۔ ۷

ایشور سب کا ہوں نادان نہیں یہ جانتے !
میں غمبٹ ان کی امیدیں علم اور اعمال بھی
پوچتے ہیں مجھ کو بس دیوتا خصلت بشر
غہر و کوشش سے کرتے ہیں میری حمد و ثنا
مختلف راستے ہیں میری پرستش کے لئے
پوچتے ہیں کچھ مجھے قابل ہوئے توحید کے
باپ ماں دادا سہارا اس جگت کا میں ہی ہوں
میں ہی ہوں اونکار ارجن اجاں لے یہ بھید

جہم انسانی میں نہیں وہ مجھ کو پہچانتے
خود کو بھولے ہوئے خصلت ہے ان کی آسرمی
لافنا اور ابتدا عالم مجھ کو جان کر
صدق دل اور عجز سے بھگتی ہے ان کا مشغلہ
گیان کے یگ سے بعض انسان مجھ کو پوچتے
سارے عالم سے الگ ہیں بعض مجھ کو جانتے
چلنے لائق، مقدس سب سے اعلیٰ میں ہی ہوں
میں ہی ہوں دنیا میں تینوں رگ یجر اور سام وید

جاہل، مجھ موجودات کے مالک کو دیہہ و صاری مثل سمجھ کر میری اعلیٰ ترین حقیقت کو نہ جانتے ہوئے اپنی نادانی کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کی تمنا میں ان کے افعال ان کا بیان سب بے ثمر ہوتے ہیں۔ ایسے ہی دیوی پر کرتی والے (دیوتا خصلت) مہانتا مجھے بھوتوں (عالم) کا آدمی (مبدأ) اور باناشی (فنا سے بالاتر) جان کر کیسوی سے میری ایسا سنا رعبات کرتے ہیں اثبات قدمی کے ساتھ کوشش کرنے والے لوگ ہمیشہ کیرن پوجن اور بھگتی سے میری اپنا سنا کیا کرتے ہیں۔ بعض مثل ایک بھاؤ رنجات ابھید بدھی سے کہتے ہی واسیہ بھاؤ سے اور کتنے ہی سرب پرائیوں کا آتم سروپ مجھے برہم اور آدمی روپ سمجھ کر میری اپنا سنا کرتے ہیں یعنی ادویت روپ سے یا ادویتا روپ سے سب کہیں رہنے والے مجھ کو گیان دوارا پوجتے ہیں۔ میں ہی کرم ہوں میں ہی یگیہ ہوں، میں ہی انانج ہوں میں ہی اوشرھی ہوں، میں ہی منتر ہوں۔ میں ہی لکھی ہوں۔ میں ہی آگ ہوں، میں ہی ہون ہوں۔ میں ہی اس جلکت کا باب داوا اور محافظ ہوں میں ہی جاننے کے قابل اور متبرک لفظ "اوم" میں ہی رگ، یجر اور سام وید ہوں۔ اس جلکت کی گتی (رفتار) بھرتا (مرئی) پر بھورا (آقا) شاکشی (شاہد) نواس شرن (اقتی) اور پرے کا استھان (آغاز انجام کا مقام) اور لافانی بیج میں ہی ہوں! میں ہی گرمی میں ہی بارش میں ہی کھینچنے والا اور میں ہی ترک کرنے والا ہوں۔ سوم رس پینے والے رگ، سام، یجر ان تینوں ویدوں کے عالم جو گیوں، سہیری پوجا کر کے سورگ پر ایتی کی یا چھنا (اتجا) کرتے ہیں۔ وہ پنہم روپ (مقدس) اندر لوک (سورگ) کو پا کر داساؤں کے وہ بھوگوں کو بھوگتے ہیں۔

وہ اس وصال رُٹے، سوگ لوک کو بھوک کر نہیہ کے کھیش ہونے پر (تو اب کہ ختم ہو جانے پر) دوبارہ اس مرتیہ لوک (عالم فانی) میں لوٹ آتے ہیں۔ اس طرح سے کرم کرنے والے، بھوکوں کی کامنا والے منش آواگون را مدورفت میں لگے رہتے ہیں، جو انینہ بھکت میرا دھیان کرتے ہوئے میری اپاستار عبادت کرتے ہیں ان نتیجہ رسد، مجھ میں ہی رت رنجو رہنے والوں کے یوگ کشیم کا بھاریں اٹھاتا ہوں میں انھیں مدد دیتا اور ان کی حفاظت کرتا ہوں (جو کوئی دوسرے دیوتاؤں کے بھکت راگنی اندرسونج اور سوم اتیادی) دوسرے دیوتاؤں کو بھیجتے ہیں وہ بھی او دھی پوربک (بے قاعدہ طور پر) میرا ہی بھجن کرتے ہیں، جو میں ہی سب یگیوں کے بھوگنے والا ہوں سوامی ہوں۔ اسے وہ شچے سروپ میں نہیں پہچانتے اس لئے گر جاتے ہیں۔ براہ میری اس حقیقت نہ جاننے کے سبب گر جاتے ہیں، دیوتاؤں کو پوجنے والے دیو لوگوں کو پاتے ہیں پتر دن کا پوجن کرنے والے پتری لوک کو پاتے ہیں، بھوت پریت آدمی کا پوجن کرنے والے ان کو پاتے ہیں اور میرا بھجن کرنے والے مجھ کو پاتے ہیں۔ پتر، پھول، پھل، یا جل جو مجھے بھکتی پوروک ارپن کرتا ہے۔ تو اس بھکت کی بھکتی پوروک دی ہوئی دستور تحفے، کوٹری پرستتا سے سویکار قبول، کرتا ہوں، جو کچھ تو کرتا ہے، کھا تلے۔ دان کرتا ہے، تپ کرتا ہے۔ سب میرے ارپن کر۔ اس طرح کرتا ہوا تو بجائے بُرے پھل والے کرموں سے مکت ہو جانے گا۔ اور ستیا س یکت ہو کر، سب طرف سے اداسین ہوتا ہوا۔ مجھ میں مل جائے گا۔ مجھ کو سب پرانی یکساں ہیں نہ کوئی میرا دشمن ہے۔ نہ دوست البتہ جو لوگ مجھے بھکتی پوروک دیتے ہیں، مجھ پر ان میں میں نے اپنی (مدحین) بھی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

انبیہ بھاؤر کیسوی، کے ساتھ مجھے بھجتا ہے تو اسے بھی سادھو (نیک چلنی) سمجھنا چاہیے کیونکہ اس کا ارادہ نیک ہے۔ وہ شیگر (جلد) ہی دھرماتما بن کر تپتی راہینان، پالیتا ہے۔ تو نیچے پوروک (تقیقیا) جان لے کر میرے بھگت کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔ جو پاپ یونیاں (محکم پاپ) میں وہ بھی اور استری ویش شودرا گر میرا (اتھرا اپنا) لیویں تو اتم گتی راہی ترین منزل، پاتے ہیں۔ پھر دھرماتما براہمنوں اور بھگت کشتریوں کا کہنا ہی کیا ہے ماس لئے اس انتہیہ (فانی) اور سکھ دھت لوک (راحت سے خالی) میں جنم لے کر میرا بھجن کر۔ مجھ میں ہی اپنا من لگا میرا بھگت بن میرا ہی پوجن کر میرے لئے ہی یگیہ کر اس طرح سے تو مجھے حاصل کرے گا۔

راج و دیا راج گوہیہ یوگ نامی نواں اوصیائے منہم ہوا

شرح و مہاتم

ارجن! جو سب طرح پر بھوپرائن رہتے ہیں۔ ہری بھگت ہیں۔ جن کی بانی ہری گن گاتی ہے جن کی ورشی اس کا ہی روپ بھوگتی ہے۔ جو کیول اسے ہی جانتے ہیں۔ خواہ وہ پاپ یوگی کیوں نہ ہوں۔ بھگوان کی نگاہ میں ان کی قدر کم نہیں ہوتی۔ اپر ہلا کے لئے پر بھوئے نر سنگھ روپ دھارن کیا جات پات کچھ وچار نہیں کل جاتی اور ان سب عبت ہے۔ بھگتی ہی سادھو۔ جیسے چوڑے پٹوں کی بنی ہوئی شکر لکڑی کی جیسے تکیں جیبت تک شری گنگا جی

ننگ نہیں پہنچتے۔ چنڈن وغیرہ لکڑی کا بھینٹنگ ہی رہتا ہے۔ جب تک کہ اسے آگ میں نہیں ڈالا جاتا۔ ویسے ہی کشتری، دیش
استری شودر وغیرہ بھی ننگ الگ رہتے ہیں جب تک وہ بھگوان کو پراپت نہیں ہوتے۔ لیکن جب وہ پریم سے بھگوان میں مل
جاتے ہیں۔ تب جاتی اور شخصیت کا نام نہیں رہتا، گویا ننگ کو سمندر میں ڈال دیا گیا ہے۔ خواہ کسی جاتی میں جنم ہو۔ بھگتی
بھگوان شری ہری کی ہوئی چاہیے۔

اس سکھ دکھ والے مرتیو لوگ (عالم فانی) میں بھگوت بھجن کرنا چاہیے۔ بھوگ کی جتنی چیزیں ہیں سب جسم کے
تندرست رہنے پر ہیں اور جسم آدھ کال کے مکھ میں پڑا ہوا ہے یہاں سکھ دینے والا سودا ہے ہی کہاں؟ کیا راکھ پھونکنے
سے چراغ روشن ہو سکتا ہے؟ اس لئے دکھ ساگر سے نکلنے کے لئے، بھگتی مارگ کا سہارا لینے کی ضرورت ہے۔
جس سے بھگوان کا اوناشی (لافانی، دھام پراپت) حاصل ہو جائے گا۔

توین ادھیائے کا مہاتم

کتم

شری نارائن بولے۔ اے لکشمی! کون میں بھاؤں؟ نامی ایک شہریت اختیار کر لے۔ جو کون سا گناہ

تھاجس کا ارتکاب نہ کرتا تھا۔ ایک دن اس نے کثرت سے شراب پی، بازار میں چلتے ہوئے پاؤں لٹکھڑایا۔ گرا اور گرنے لگے ساتھ ہی مر گیا۔

اس گاؤں میں ایک براہمن رہتا تھا۔ اس کی بیوی ایسے بیچ سبھاؤ والی مٹی کی کسی کو بھیک نہ دیتی تھی کچھ عرصہ کے بعد، یہ بیٹی تپنی دونوں مر گئے۔ اور مرنے کے بعد پریت بن کر اسی درخت پر رہنے لگے جس پر بھاؤ سر شودر پریت بنا ہوا رہتا تھا۔ ایک دن پشاجنی (براہمنی) نے اپنے شوہر پریت سے دریافت کیا کہ کیا تمہیں اپنا گذشتہ جنم یاد ہے۔ اس نے جواب دیا ہاں یاد ہے۔ میں اپنے گذشتہ جنم میں براہمن تھا۔ براہمنی نے کہا تمہیں اپنا گذشتہ جنم کیوں کر یاد ہے؟ براہمن نے جواب دیا میں نے ایک براہمن سے شریمیدھگوت گیتا کے نویں اور پانچواں کالم نصف شلوک سنا تھا۔ اس کی وجہ سے مجھے اپنا گذشتہ جنم یاد ہے۔ وہ یہ باتیں کہہ رہے تھے کہ بھاؤ سر بھی درخت کے اوپر والے حصہ سے نیچے اتر آیا کہنے لگا کیا بات ہے مجھے بھی سناؤ پہلے تو پشاجنی نے اس کے گفتگو میں محل ہونے پر ہی اعتراض کیا مگر جب اس نے بہت مدت سماجیت کی تو برہمن نے اسے بھی نصف شلوک کے سننے کی داستان کہہ سنائی۔ برہمن نے جب شلوک کا ذکر کرتے کرتے نصف شلوک پڑھا۔ تو ان تینوں کو دیو دیوی میسر ہوئی۔ سو رگ سے ان کے لئے بمان آئے۔ اور وہ بکینچھ کو چلے راستے میں دیوتاؤں نے ان سے استفسار کیا کہ وہ کون سے شجھو کرم جو کہ تم نے کئے ہیں جن کی بدولت بکینچھ جارہے ہو۔ براہمن نے کہا۔ ایک براہمن سے شریمیدھگوت گیتا کے نویں اور پانچواں کالم نصف شلوک سنا تھا۔ اس

دشواں اوصیائے و بھوتی یوگ - ۴۲ شلوک

بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج نے فرمایا۔ اے ارجن! پھر تو میرے اعلیٰ وچنوں (کلام) کو سن جو کہ
میں تجھ بھگت کو تمہاری بہت کامنار بھلے کی خاطر، کہوں گا۔ میری پیدائش کو نہ دیتا جانتے ہیں نہ مہرشی کیونکہ میں دیوتاؤں
اور مہرشیوں کا آری کارن ہوں اور ان کی پیدائش میرے ہاتھ میں ہے جو مجھ کو جنم بہت انادی اور تمام جیو دیوتاؤں
کا مالک جانتا ہے وہ شخص گیانی ہے اور تمام پاپوں سے چھوٹ جاتا ہے، بدھی (عقل)، گیان (علم)، اسموہ (غفلت)
سے بچانے والی طاقت (کھشما (عفو) ستیر (راستی) دم (ضبط حواس) شتم (ضبط دل) سکھ (دکھ) رنج (راحت)
پیدائش و موت بچے و ابھے (ریخ و ندرنا) ستا (مسوات) نشٹی (قناعت) تپ (ریاضت) دان (خیرات)
یش (نیکنامی) ایش (بدنامی) اور انسان کے انواع اقسام کے خصائل کا پیدا کرنے والا میں ہی ہوں۔ برہما کے
من سے اتین (پیدائش شدہ) پہلے سات مہرشی اور چار منو، میری ہی اچھیا۔ سے پیدا ہوئے جن کی نسل سے اس عالم کے
سب انسان ہیں۔ جو شش میری دیوتی و دیوتی اور یوگ کو نیکانہ طور سے جانتے ہیں وہ بلاشبہ چل بھگتی

یوگ کو حاصل کر لیتا ہے۔ میری اس اس وبھوتی (حقیقت) سے آگاہی رکھنے والے گیانی (عقلا) یہ تسلیم کر کے کہ میں ہی سب کی اتیتی (پیدائش) کا کارن ہوں میرا بچن کیا کرتے ہیں۔ دل و جان کو مجھ میں لگا کر جو بھگت (پرسپر باہم) میرا کمتن (ذکر و اذکار) کرتے ہیں وہ سننشٹ ہو کر (نشاط کو حاصل کر کے) ہمیشہ خوش و غورم رہتے ہیں۔ ایسے بھگتوں کو میں وہ بدھی یوگ (عرفان) دیا کرتا ہوں جس سے وہ مجھے حاصل کر لیتے ہیں۔ ان پر انوگرہ (مہربانی) کرنے کے لئے میں ان کے آتم بھاو میں سخت ہو کر (قیام کر کے) میں ان کے اگیان (جہالت) سے اپن (پیدائش) اندھکار (تاریکی) کو گیان (چراغ) سے دور کر دیا کرتا ہوں۔ ارجن نے یو جھا آپ برہم پوتر سریشٹ انادی اتم پرکاش یکتا سرب دیووں کے آدی کارن و ختم رہت سب کے مالک ہیں۔ ایسے ہی آپ کو رشتی مہرشی ناراداست ویول ویاس وغیرہ سب کہتے ہیں۔ اور آپ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔ اس پر میرا پورا یقین ہے۔ کیونکہ آپ کے سروپ کو، دیو اور دانو کوئی بھی نہیں جانتا۔ اسے اے پرشوتم! اے دیون کے دیو! جگن ناتھ! آپ سیوتم (خود) ہی اپنے گیان سے اپنے آپ کو جانتے ہیں آپ مجھ سے اپنی وبھوتیوں (ظہورات) کو سمپورن (تفصیل) سے درن (ربان) کیجئے جن سے آپ نے ان لوگوں (عالموں) کو مہمور کر رکھا ہے۔ میں بھگت یوگی آپ کا چنتن (تصور) کرتا ہوا آپ کو کیسے جالوں گا اور میں آپ کا کن کن بھاووں (وسائل) چنتن کر سکتا ہوں؟ آپ اپنے یوگ اور وبھوتی (ظہورات) کو وستار پورک (بہ تفصیل) کہئے۔ آپ کے مہاتمیہ روپ امرت (اجیات) کو سنکر میری تہی (سیری) انہیں ہو رہی۔ بھلو ان شری کرشن چندر جی

مہاراج نے فرمایا میری بھوتیوں (ظہورات) کا شمار نہیں ہے۔ تمہیں اپنے بڑے بڑے ظہورات بتاتا ہوں۔ ارجن !
 سب بھوتوں (جانداروں) کے ہر دیہ میں سخت رہنے والا، آتما میں ہوں۔ اور میں ہی ان کا آدی مدھیبہ اور انت
 آغاز، درمیان اور انجام، ہوں۔ آفتیوں میں میں وشٹو، حیوتیوں (منورات) میں سوربہ، مادوں میں ماریچی اور
 نکشروں میں چندرما ہوں۔ میں ویدوں میں سام وید ہوں۔ ولہتاؤں میں اندر ہوں۔ اندریوں میں من، اور
 بھوتوں (جانداروں) میں چتینا زندگی، ہوں۔ میں روروں میں شکر اور کیش راکشسوں میں کبیر ہوں۔ وسوؤں
 میں پارک (آگ)، اور پہاڑوں میں سمیرو ہوں، پودھتوں میں برہتی، توجھ کو جان، سینا پتیوں میں سکند اور سردوروں میں
 میں ہوں، مہرشیوں میں بھرگو، لفظوں میں "اوم" گیوں میں جب لیگیہ، اور تمھاروں (ساکن چیزوں) میں ہمالیہ
 میں ہوں۔ درختوں میں پیل، دیورشیوں میں نارو، گندھروں میں پتررتھ، سدرھوں میں مہرشی کیل، گھوڑوں
 میں اچ شروا۔ ہاتھیوں میں ایرات، اور نروں میں راجہ توجھ کو جان ! میں شستروں میں بجر، گھوڑوں میں کام دھینو
 ہوں۔ اپن کرنے والا کام دلہو اور سرلوں میں واسکی ہوں۔ ناگوں میں شیش ناگ ہوں۔ جلوں میں میں ورن ہوں۔
 پتروں میں ادیم اور دند دینے والوں میں یم ہوں، میں دیتوں میں پرہا و ہوں گھنٹی کرنے والے میں کال، مرگوں
 میں سنگھ اور پاشیوں میں گرہ ہوں۔ میں تیز رفتاروں میں ہوا۔ ہتھیار بندوں میں رام ہوں۔ مچھلیوں میں گمھر، مچھروں
 اور ندیوں گنگا میں ہوں۔ میں ستروں (جگہ منورات) کا آگوں مدھیبہ اور انت آغاز، وسط اور انجام، ودیاؤں

(علوم) میں دھیاتم و دیا اور مباحثات (دوا دواں) میں داد (امریز بحث) ہوں، اکثروں (حروف) ہی، میں اکار ہوں۔
 میں وہ زمانہ ہوں جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ میں ہی دوصاتا (صانع) ہوں۔ سب کو ہرن (فنا) کرتے والی موت میں
 ہوں۔ میں اپن ہونے والوں کا اپتی (روپی) کرم ہوں۔ نار یوں میں شری (نیک سیرتی) کیرتی (خوبصورتی) باقی (شیریں
 بیانی) سمرتی (قوت حافظہ) استقلال اور کھل میں ہوں۔ میں سام وید کے گیتوں میں برہت سام، چھندوں میں گائتری،
 مہینوں میں ماگھ کا مہینہ اور رتوؤں میں بسنت رتو ہوں، میں دھوکے بازوں میں ہوا، تجمیوں کا تیج، فاتحوں کی فتح
 بہت لوں کی جیتی، اور سانوک پر کرتی والوں میں ستوگن ہوں۔ میں یاد دواں میں کرشن، پانڈوؤں میں ارجن، مہرشیوں میں
 دیاس، اور کو یوں میں شکر ہوں، سزا دینے والوں میں سزا، فتح چاہنے والوں میں راج نیتی، اسرار میں خموشی، اور گیانیوں
 میں گیان میں ہوں، جو بھی سارے بھوتوں (موجودات) کا تیج ہے وہ میں ہوں۔ ایسا کوئی بھی پیرا پدارتھ نہیں ہے۔ جو
 میرے بغیر ہو میں آیا ہو۔ میری ودیہ و بھوتیوں (ظہورات) کانت (انتہا) نہیں ہے۔ و بھوتیوں (ظہورات) کا دستار
 (تفصیل) جو میں نے تم سے دتن (دیوان) کیا ہے یہ تو سنشپ (اختصار) سے کہا گیا ہے۔ دنیا میں جو چیز شان، جو ہر
 عظمت، یا طاقت رکھتی ہے جان لو کہ وہ میرے ہی تیج (نور) کے انش (کرشمے) سے پیدا ہوتی ہے۔ لیکن، باتوں کو
 طیالت دینے سے کیا فائدہ؟ حاصل کلام یہ ہے کہ کل عالم کو میں اپنے ایک انش سے دھارن کر کے ستھت ہوں۔
 ایک کرشمے سے نمود دے رکھا ہے۔

میں ہوں منکسر کا مہینہ، موشموں میں ہوں بہار
میں فتح، میں ہی یقین، میں ہی طریق راستی
گوروں میں شکر ہوں میں مینوں میں ہوں میں یاسید
گیانیوں میں گیان ہوں، بھیدوں میں ہوں چپا دھنا
کوئی متحرک ہے یا ساکن، ہے نہیں میرے سوا
جو بیان میں نے کیا وہ ہے فقط اک ذکر سا
ایک ذرہ بھی میرا ہی اس میں ارجن نور ہے
میرے اک ذرے سے ہے سائے جہاں کی ابتدا
(و بھوتی یوگ نامی دسواں ادھیائے ختم ہوا)

میں ہی گائتری، میں ہی ہوں برہت سام اے نامدار
دھوکا بازوں میں جوا، تیجیوں کا تیج بھی !
پانڈوؤں میں ہوں میں ارجن، یادوں میں باسدیو
فتح کی خواہش میں نیتی، حاکموں میں ہوں سنا
سارے جانداروں میں ہوں یج ارجن بے شبہ
طاقتیں پر نور ارجن ہیں میری لاناہتھا
طاقت و دولت و شمت سے جو شے بھر پور ہے
اس سے بڑھ کر اور ارجن! جان کر لینا ہے کیا

شرح و مہاتم

زرد دولت ہوں، استقلال کی فرخندہ خویش ہوں
سمجھنا کہ وہ میرا ہی ایک سادہ ہے اگر شمشہ ہے

۵ ذہانت، حافظہ، شہرت بیاں و گفتگو میں ہوں
جہاں دیکھو جلال حسن، عبادہ کار فرما ہے

دسویں ادھیائے میں جگت بھے باری، آنند کند بھگوان شری کرشن چندرجی ہمارا ج نے یہ بتایا ہے کہ دنیا کی برہمنے میں وہ موجود ہیں اور کل عالم کو انہوں نے اپنے ایک کرشنے سے نمود دے رکھا ہے۔ ان کے ظہورات کی انتہا نہیں ہے۔ بھگوان ارجن سے کہتے ہیں ارجن میں تمہارے اندر بھی سمارا ہوں۔ لہذا جب ایشوری طاقت تمہارے ساتھ ہے تو پھر ڈٹ جاؤ اور میدان میں اپنے فرض کو پہچان اور میرا آغیر دادے کر نہ آگے بڑھو۔ ارجن تو نے تو نیت بنکر تیغ آزمائی کرنی ہے ورنہ میں تو ان کو پہلے ہی مار چکا ہوں۔

گیارہویں ادھیائے میں ارجن نے بھگوان سے کہا ہے پر بھو! میں آپ کے ایشوری روپ کے درشن کرنا چاہتا ہوں۔ مہرشی رکنڈ نے بھی ایک بار بھگوان بال کند سے اسی قسم کا سوال کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا۔ دیو! میں آپ کی مایا کو جاننا چاہتا ہوں۔ میں آپ کے تئو کو جاننا چاہتا ہوں اور یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ سمپورن جگت کو پی کر آپ شاکشات پریشور یہاں بال روپ سے کیوں رہتے ہیں بھگوان نے کہا۔ براہمن! دیوتا بھی مجھے ٹھیک ٹھیک نہیں جانتے۔ مگر تم سے پریم ہونے کے کارن میں اپنا فنی ترین راز بتاتا ہوں کہ کیسے میں اس جگت (عالم) کی سرشٹی کرتا ہوں۔ برہم رشی! تم پتر بھگت ہو اور میری شرن میں آئے ہو اس لیے تمہیں میرے سروپ کا پرتیکش درشن ہوا ہے۔ پورب کال میں میں نے جل کو نارا، نام دیا تھا۔ اُس "نارا" میں میرا سدا نواس رہتا ہے۔ اس لیے میں نارائن کہلاتا ہوں۔ میں نارائن ہی سب کی اپتی کا کارن (منبع پیدا نش) سائن (قدیم انبیا شئی)۔

(لا زوال) سمپورن۔ بھوتوں کا سرشٹا اور گناہ کرنے والا ہوں۔ میں ہی دیوتا ہوں اور میں ہی دیورا ج ہوں۔

ہوں کیش راج کبیر اور پریت راج ہم بھی میں ہی ہوں۔ میں ہی شیو، چندر ماں، پر جاپتی، کیشیت، دھاتا۔ دھاتا اور یگیہ ہوں گئی
 میرا کھ، پر ہتھوی چرن۔ چندر ماں اور سور یہ نیر، آکاش میرا نثر ریا اور اویا میرے من میں سکت ہے میں نے متعدد دگیوں کا انوشٹار
 پر ہتھوی پر دید کے وردان، دیوگیہ میں سکت مجھ دشو کا ہے۔ یجن کرتے ہیں سورگ کے حصول کی خواہش رکھنے والے کستری
 اور دیش بھی گیہ کے ذریعہ میری ارادہنا کرتے ہیں میں ہی شیش ناگ ہو کر چاروں اطراف کے سمندروں اور پہاڑوں سمیت
 اس پر ہتھوی کو اکیلا ہی دھارن کرتا ہوں پورب کال میں واراہ روپ دھارن کر کے میں ہی جل میں ڈوبی ہوئی اس
 پر ہتھوی کا اپنی شکتی سے ادھار کیا تھا۔ دوج سریشٹ! میں ہی سمندر کا جل پیتا ہوں اور میگھ روپ سے اس کی رشا
 کرتا ہوں برہمن میرا کھ۔ کستری میری بھجائیں۔ دیش جانگھ اور شودر چرن ہیں۔ رگ وید، یجروید، سام وید اور اتر
 وید مجھ سے پرگٹ ہوتے ہیں اور پھر مجھ میں ہی پرویش کر جاتے ہیں۔ گیان پرائین سنیا سی۔ سخم۔ شیل۔ جگیا سو، نیز
 کاٹم کرو دھ، اور دیش رہت، انا سکت۔ پشاپ، اہنکار شونیہ، اور ادھیاتم تو کے گیان، براہمن، سدا میرا ہی
 چنن کرتے ہوئے آپاٹنا کرتے ہیں۔ آکاش میں جوتا رہے ہیں یہ میرے ہی روم کوپ ہیں رتنوں سے بھرے ہوئے
 سمندر اور پہاڑوں اطراف کو میرے سروپ جانو، منش جس کرم کا انوشٹان کر کے کلیان کے بھاگی ہوتے ہیں وہ بھی میرا
 سروپ ہے۔ راسی (دان رخیات) تپتیا (ریاضت) اور اہنسا۔ یہ میرے بنائے ہوئے دھان
 کے مطابق ہی تعلیم کیے جاتے ہیں اور میرے ہی روپ میں ان کی بھی (فہم) سے مددوں کا سوا دھائے کر کے

مختلف قسم کے گیوں کے ذریعہ بچن کر لے والے شانتی چت اور کردودھ پر وجہ پانے والے برہمن مجھے پراپت کرتے ہیں پاپا چاری (بد چلن) کو بھی (لا لچہ) انار یہ نیز جو اپنے من کو بس میں نہیں رکھ سکتے۔ ایسے منشیوں کو کبھی بھی میرا حصول نہیں ہو سکتا جن کے انتہ کر ن شدہ ہیں انہیں حاصل ہونے والا بھل مجھے ہی خیال کرو، بُری صحبت میں بیٹھے والے نیز جہلا کے لیے میرا حصول محالات سے ہے جب جب دھرم کی ہانی اور ادھرم کی بروہی ہوتی ہے تب میں اپنے تئیں پر گٹ کرتا ہوں۔

جب دھرم گھٹتا ہے اور بڑھتی بدی ہو سر بسر

آنا پڑتا ہے مجھے دُنیا میں لے نامور

ہنسا پر امن ویت نیز خوفناک راکشش جو بڑے بڑے دیوتاؤں سے بھی مغلوب نہیں ہو سکتے جب اس سنا میں جنم لیتے ہیں تب میں پنیہ آتما پرشوں کے گھروں میں اُوتار لیتا ہوں منش دھیم میں پرولش کر کے راکششوں کے اتیاچار کو ختم کرتا ہوں۔ دیوتا۔ منش، گندھرب، ناگ نیز راکشش ان سب کی سرشٹی (پیدائش) کر کے پھر اُن کا نگھار کرتا ہوں۔ پھر کرم کال میں اُن کے یوگیہ شرمیہ دچار کر کے، پھر سرشٹی کرتا ہوں۔ میرا سروپ ست جگ میں سفید ہوتا ہے تریتا میں شام ہوتا ہے دو ابر آنے پر مٹرخ ہو جاتا ہے اور کلہاگ میں سیاہ فام ہو جاتا ہے پر لے کال کے آنے پر میں اکیلا ہی ساری تر لو کی کا ناس کرتا ہوں۔ اپنی (پیدائش) پالن (پرورش) اور نگھار (رختہ) یہ تینوں میرے

دھرم ہیں۔ میں سمپورن دشنوک آتما اور سب لوگوں کو شکھ پہنچانے والا ہوں میں کسی سے الگ نہیں ہوں میں سرودیا پی اور اننت رانا تھا) ہوں میں اکیلا ہی کال چکر کا چلانے والا ہوں جو برہم کا روپ ہے وہ میرا ہی ہے وہ سمپورن بھوتوں کو شانتی دینے والا ہے۔ اس طور پر میں تمام بھوتوں میں موجود ہوں۔ مگر ایسا ہونے پر بھی کوئی مجھے نہیں جانتا بھگت سب لوگوں میں میرا پوجن کرتے ہیں تم نے لوگ میں جو کچھ بھی ستھا اور اور جگم روپ دیکھا ہے وہ سب بھوتوں کو پیدا کرنے والا میرا ہی آتما ہے جسے میں نے اس روپ میں پرگٹ کیا ہے۔ میں ہی شکھ حکمر گدا دھارن کر نیوالا نارائن ہوں جب تک ایک ہزار یگوں کا سمہ نہیں بیت جاتا۔ میں یہاں حل میں شین کرتا ہوں۔ مہنی سریشٹ جب تک برہما سو کر بیدار نہیں ہو جاتے تب تک میں یہاں شیشور روپ میں لڑا اس کرتا ہوں۔

دسواں ادھیائے جو دھوتی یوگ کے نام سے مشہور ہے اور مہرشی مارکنڈے کو جو کچھ بھگوان نے کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر جاندار کا اچھا وصف اور چیز کی خوبی۔ — ایشوری طاقت ہے۔

مہاتم

شری نارائن جی نے یوں گوہر افشانی کی۔ اے لکشی! کاشی نگر میں دھیرج نامی ایک برہمن رہتا تھا وہ ایک دن بھگوان کرشن کے پیش کردہ کیلئے گریہ کرتے ہیں گریہ کرتے ہوئے بھگوان مہادیو کا ایک گن بھنگی

نامی اُسے اس طرح مرا ہوا دیکھ کر کیلاش پر بت پر شری شیوجی کے پاس لے گیا اور بولا۔ ہمارا جابہ براہمن آپ کے درشن کے لیے آیا تھا۔ مگر بوجہ سخت گرمی ہونے کے اُسے لو لگ گئی اور اُس کی حرکت قلب بند ہو گئی اور یہ مر گیا۔

شری شیوجی بولے۔ سُنو۔ بہتیں میں بہتیں ایک کھانا تانا ہوں جس سے بہتیں سارا حال معلوم ہو جائے گا۔ اپنے فہم ایک ہنس میرے درشنوں کے لیے آ رہا تھا۔ راستہ میں جب وہ ایک تالاب پر سے گزرنے لگا تو اُس کا سایہ ایک کنول کے پھول پر پڑا وہ سیاہ فام ہو گیا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ میرا ایک گن اُس ہنس اور کنول کو اٹھا کر میرے پاس لے آیا اور سارا قصہ سُنایا۔ میں نے کنول سے دریافت کیا کہ تیرے اوپر اس کا سایہ پڑتے ہی یہ ہنس سیاہ فام کیوں ہو گیا ہے۔ کنول نے کہا۔ میں پہلے ایک دیکھتا تھا۔ ایک براہمن شری گنگا جی کے کنارے گیتا کے دسویں ادھیائے کا پانچھٹا کرتا تھا۔ ہمارا جاندہ کو خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہ براہمن میرا راج نہ چھین لے۔ اس خیال کو مد نظر رکھ کر اُس نے مجھے اُس براہمن کے پیچھے لے کر لیے بھیجا۔ میں جب اُس براہمن کے پاس سے گذرا تو میرا جسم اُس سے چھو گیا۔ اُس نے مجھے شراب دیا کہ تو کنول ہو جائے گی۔ چنانچہ میرے اوپر سے جو گورتا ہے سیاہ فام ہو جاتا ہے مجھ میں اتنی طاقت اس سبب سے ہے کہ میں اپنے گزشتہ جنم میں ایک مینا سے شریدھگوت گیتا کے دسویں ادھیائے کا پانچھٹا سنتا تھا۔ اب میرا اور اس ہنس کا دسویں ادھیائے کے پانچھٹے سُننے سے آدھا ہو سکتا ہے۔ اتفاق سے وہاں ایک گیتا پانچی براہمن آنکلا۔ اُس کے دونوں کو شریدھگوت گیتا کے دسویں ادھیائے کا پانچھٹا سُنایا۔ جس سے وہ دونوں دیو دیوی

پاکر بکینٹھ کو چلے گئے۔ یہ براہمن وہی ہے جس نے ہنس اور کنول کو گیتا جی کے دسویں ادھیائے کا پاٹھ سنایا تھا۔

گیارھواں ادھیائے

وِشْوَ رُوپ درشن

۵۵ شلوک

ارجن نے کہا۔ بھگوان میرے حال پر رحم فرما کر آپ نے برہم دویا کے جو مخفی ترین اسرار بیان کئے ہیں ان سے میری جہالت دور ہو گئی ہے۔ کیونکہ اسے کنول نیترا تمام دنیا کی پیدائش اور ناسھ کو میں نے آپ سے بے قصیل سن لیا ہے۔ اب میں آپ کے اُس ایشوری روپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ جس کا آپ نے ذکر فرمایا ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ میں اس روپ کے دیکھنے کی اہلیت رکھتا ہوں تو آپ مجھے وہ اپنا انباشی راز اوال روپ دکھائیے بھگوان نے فرمایا۔ اے ارجن! تم میرے سینکڑوں اور ہزاروں روپ، کسی طرح کے نتیجہ

رنگوں والے دیکھو، بارہ سورج، آٹھ دسو، گیارہ رور، دواشونی کمار، انچاس ہرت گن اور پہلے نہ دیکھے ہوئے
حیرت انگیز عجائبات کو دیکھو۔ آج میرے وجود میں تمام دنیا کو اکٹھی ہوئی دیکھو اور جو کچھ تم دیکھنا چاہتے ہو وہ بھی
دیکھو۔ لیکن تم مجھے اپنی ان ظاہری آنکھوں سے نہ دیکھ سکو گے۔ اس لیے میں بہتیں دو یہ نیر (باطنی آنکھیں)
عطا کرتا ہوں جس سے تم میری یزدانی قدرت کو دیکھ سکو گے۔

وراٹ روپ درشن

سنجے نے مہاراجہ دھرت راشر سے کہا۔ مہاراج! یہ کہہ کر مہا یوگیشور بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج
نے ارجن کو اپنا وشو روپ دکھایا جس میں بے شمار مکھ نیترا بے شمار عجائبات تھے جو بے شمار محلی دیور پہنے ہوئے
اور بے شمار چمکیلے ہمتیار لنگائے ہوئے تھے اور نادرا مادوں اور پوشاکوں سے آراستہ اور نمایاں خوشبویات سے
پیراستہ تھے جو سب پر کار سے آشپر یہ مے، پرکاش سے (نور مطلق) اننت روپ (بے انتہا) تھے اور جس کا منہ
سب طرف تھا۔ اگر ہزار سورج کی روشنی ایک دم نمودار ہو جائے تو وہ اس نور کے کسی قدر مشابہ ہو سکتی ہے تب
ارجن نے وہاں دیوتاؤں کے دیوتا بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج کے اس وشو روپ شری میں تمام
عالم کو جو بے شمار حصص پر مشتمل ہے موجود پایا۔ بس تو ان کے اس کے روئے کرشن ہو گئے اور اس

نے ہاتھ جوڑ کر بھگوان شرمی کرشن جی سے التماس کی۔ اے دشو روپ والے سب کے مالک! میں ہر طرف آپ کے
 انیکار بے شمار (باہور بازو) اور لپٹ (مکھ) نیر (آنکھیں) دیکھ رہا ہوں۔ مجھے آپ کا انت (انجام)
 مدھیہ (وسط) اور آدمی (آغاز) نظر نہیں آتا۔ میں آپ کو ٹکٹ پہنے، گدا۔ اور چکر لے چاروں طرف
 روشنی پھیلانے والا نور کا بقعہ پاتا ہوں جس پر آنکھ نہیں ٹھیرتی۔ آپ کا جلال حلہتی ہوئی آگ یا جگتے ہوئے
 سورج کے مانند بے نظیر ہے۔ مجھے آپ کی ذات انباشی (لالہ وال) اس دنیا کا حقیقی سہارا۔ ازل
 سے دھرم کی رکھشک (محافظ) اور ساتن (قدیم) معلوم ہو رہی ہے میں دیکھتا ہوں کہ آپ کا آغاز، وسط
 اور انجام نہیں ہے آپ کی طاقت بے پایاں ہے۔ آپ کے بازو بے شمار ہیں۔ سورج اور چاند کے مانند آپ
 کی آنکھیں ہیں۔ آپ کا چہرہ روشن آگ کی مانند چمکتا ہے۔ آپ نے اپنے تیج (جلال) سے تمام دشو (عالم)
 کو روشن کر رکھا ہے آپ ارض و سما کے درمیان اور چاروں اطراف میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کے اہل دھبت
 اور اگر (عجیب اور جلیل) روپ کو دیکھ کر تینوں لوک کانپ رہے ہیں۔

ہوئے ہیں میں غل کئی ایک یوتا
 کہہ کے بول کلیان ہوا بل کمال دھرتی
 بعض ڈر کر، کر رہے ہیں التجا
 کر رہے ہیں ہر طرح سرائی آپ کی
 نور آتے ہیں ان کی شانی شانی



شہری کرشن کا اپنا دراپ دپ دکھا کر



گندھرب، کش راکش اور سدھوں کے گروہ
 ہیں بہت چٹم و دھن بازو شکم پاؤں دران
 آپ کے جسم کلاں کو اس طرح کا دیکھ کر
 صورتیں پر لور و گونا گوں ہیں تا بہ آسمان
 دیکھ کر یوں آپ کو دل برا گھبرا گیا
 دیوتاؤں کے سنگھ (جماعتیں) آپ میں برا جمان ہیں۔ کئی بے بھیت (خوفزدہ) ہوئے۔ ہاتھ جوڑے آپ کی
 استی (جھوٹنا) کر رہے ہیں۔ مہرشیوں اور سیدھوں کے گروہ بھی آپ کا لیش گار ہے ہیں رُور، آدیتہ، وسمو،
 سادھویہ، وشنو، نکشتر، مرٹ، گندھرب، لکش، اُسروں، اور سیدھوں کے سموہ (جماعتیں) سب کے
 سب وسمت (حیرت زدہ) ہو کر آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ کی اس عظیم مورت کو دیکھ کر جس میں منہ، آنکھیں
 بازو، ٹانگیں، پاؤں، شکم اور خوفناک دانت نہایت کثرت سے ہیں دیکھ کر سارا عالم کانپ رہا ہے اور میرا
 بھی یہی حال ہے۔ اے وشنو! آپ کی آسمان سے باتیں کرتی ہوئی۔ رنگارنگی، منہ پھیلائے ہوئے اور بڑی
 بڑی جھلدار آنکھوں والی صورت کو دیکھ کر میرا دل دہل رہا ہے اور تسکین نہیں ہوتی۔ آپ کا مہیب و انتوں والا
 اور لاش اہل کی مانند لال بہیکہ ویکہ کو جب انکھوں کا لم بنی نہیں دیکھتا اور ترانہ انا۔ اے دیوتاؤں!

کے مالک! اے عالم کے ملجا و ماوی! انج پر رحم کر! دھرت کے تمام سپتر۔ راجاؤں کے گردو، بھیشم پتاما، درون، کرن اور ہمارے بڑے بڑے یو دھار مردان کا رازما سب کے سب آپ کے ڈراؤ لے دانتوں والے بھیانک (مہیب) کھوں (موہنوں) میں تیزی سے بھاگتے جا رہے ہیں۔ کئی ایک تو دانتوں کی درزوں میں آٹکے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جس طرح دریا کے پانی سمندر کی طرف جایا کر تلے جیسے پروانے شمع کی طرف دوڑا کرتے ہیں ویسے ہی یہ لوگ بھی آپ کے شعلہ افشاں موہنوں سے تمام لوگوں کو لقمہ کی مانند چبا رہے ہیں۔ آپ کے زبردست جلال تمام عالم کو روشن کر کے حرارت بخش رہا ہے! اے دیوتاؤں کے سر تاج! مجھے بتائیے کہ آپ ایسے اگر روپ دھاری (ڈراؤ فی صورت والے) کون ہیں؟ میں آپ کو منکار کرتا ہوں اور آپ کی اصلیت جاننے کی تمنا رکھتا ہوں۔ کیونکہ میں آپ کے اس ظہور کو نہیں سمجھ سکا۔ بھگوان شرمی کرشن جی ہمارا ج بولے ارجن! میں عالم کو محدود کرنے والا کال (راجل) ہوں اور لوگوں کی ہلاکت کے لیے یہاں پر ظاہر ہوا ہوں تیرے لڑائی میں حصہ نہ لینے پر بھی یہ جو مہارے مقابلہ میں یو دھاکھڑے ہیں۔ ان میں سے ایک نہ بچے گا اس لیے ارجن! تم اٹھو اور شتر دوں (دشمنوں) پر فتیاب ہو کر نیک نامی حاصل کر کے اس بڑی سلطنت کا خطا اٹھاؤ۔ ان لوگوں کو تو میں نے پہلے ہی مار رکھا ہے تم کو تو صرف برا سے نام ذرا لچہ بننا ہو گا میرے مارے ہوئے درون۔ بھیشم۔ کرشن اور دیگر دلاوران کا رازما کو ہلاک کرنے کے لیے بے تامل جنگ

کرو، تم لڑائی میں ضرور فتح پاؤ گے۔ بھگوان شرمی کرشن چندر جی ہمارا ج کی بات سنکر راجن نے دست بستہ منسکار کی اور کہا۔ تمام دنیا آپ کی مہما گاتی ہوئی خوش ہوتی ہے اور آپ سے پریم کرتی ہے اور رکھش آپ کے خوف سے ہر طرف بھاگتے پھرتے ہیں بدھوں کے گرد آپ کو منسکار کرتے ہیں۔ وہ کیوں نہ آپ کو منسکار کریں جب کہ آپ برہما اور مہادیو کے پیدا کرنے والے سب طرح سے اونچے ہیں، اننت ا دیلش جگن ناتھ آپ اکھتر، ست، آست اس سے بھی جو پرے ہے وہ ہیں آپ آدی دیو، پراتن پرش (ذات قدیم) اس دھوکے پر مدمان (دنیا کا اصلی سہارا) ہیں۔ آپ سے ہی یہ سمپورن وشو دیا پت ہے۔ آپ والود یوتا ہیں، ہم راج ہیں۔ اگنی اور ورن دیوتا ہیں چندر دیوتا ہیں اور برہما ہیں میں آپ کو بار بار منسکار کرتا ہوں۔ آپ کو آگے سے پیچھے سے اور سب طرف سے منسکار ہو، آپ اننت شکتی رے پائیاں قوت) اور بے اندازہ پر اکرم کے مالک اور سب کو دیا پت کر رہے ہیں (مخپل ہیں) لہذا آپ ہی سرور دی (سب کچھ) ہیں آپ کو دوست خیال کر کے آپ کی عظمت کو نہ پہچان کر بے خبری یا پریم سے کرشن "یادو" "سکھا" کہہ کر میں نے جو گتا خکی کی ہے نیز کھیلے، سوتے، بیٹھے اور کھاتے وقت نیز سخیئے میں اور ہر سرنرم آپ کی جو بے ادنی کی ہے اس کے لیے میں آپ سے معافی چاہتا ہوں آپ اس چراچر لوک رساکن و متحرک موجودات کے قابل تعظیم تباد گورویں اور اور تینوں عالم میں آپ کا کوئی مثیل نہیں ہے۔ اس سے بڑا تو کیا ہو سکتا ہے۔ اس لیے میں آپ کو دھوت پر نام

کر کے استی کرتا ہوں کہ جیسے باپ بیٹے کا دوست، دوست کا اور شوہر بیوی کا قصور معاف کر دیتا ہے ویسے ہی آپ بھی میرا قصور معاف کر دیں آپ کے دیدہ حلال کو دیکھ کر مجھے خوشی تو ہوئی ہے مگر ہمارے خوشی کے میرا دل بھی ہل رہا ہے اس لیے آپ کر پا کر گئے مجھے وہی پہلا سا دیورپ دکھائیے۔ میں آپ کو دلیا ہی نکٹھا کر اور ہاتھ میں چکر دھارن کئے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔ بھگوان شری کرشن جی ہمارا جیو۔ لے۔ ارجن! تجھ پر پرسن ہو کر میں (ایشور) نے تجھ کو اپنا بیٹے (پر حلال) انت رلا انتا، اور اصلی و شورپ دکھایا ہے تیرے سوا اسے پہلے میرا یہ روپ، آج تک کسی نے نہیں دیکھا۔ ارجن! اس شش لوک میں میرے اس و شورپ کو نہ ویدوں کے پاٹھ کرنے سے، نہ گیتے سے، نہ دان سے، نہ کرم کا نڈ سے اور نہ ہی کرٹھی تپسیا سے ہی دیکھ سکتا ہے، میرے اس گھور روپ (مہیب صورت) کو دیکھ کر، نہ تو گھبراؤ اور نہ ہی بدحواس ہی بنو، بلکہ مجھے چھوڑ کر رول سے خوف دور کر کے، اطمینان کے ساتھ پھر میری پہلی صورت ہی دیکھو۔ سنجے بولا۔ راجن! یہ کہہ کر بھگوان شری کرشن چندر جی ہمارا جی نے ارجن کو اپنا پہلا روپ دکھایا اور اُس خوفزدہ کو تسکین دی۔ ارجن نے کہا۔ اب میں آپ کے سومیہ شش روپ (خوشنما انسانی صورت) کو دیکھ کر چیت ہوا ہوں (ہوش میں آیا ہوں) اور اپنی پرکرتی کو پر اپت ہوا ہوں میری طبیعت برقرار ہوئی ہے) آئندہ بھگوان شری کرشن چندر جی ہمارا جی بولے۔ میری جس صورت کو تم نے دیکھا ہے اُس کا

دیکھنا شکل آمر ہے اُس کے دیکھنے کے لیے دیوتا بھی ترتے ہیں جس طرح سے تم نے مجھے دیکھا ہے ویسا دیدوں کے پڑھ لینے پتیا کرنے اور گیہ کرنے سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ میری یہ صورت کامل بھگتی سے ہی دیکھی جاسکتی ہے اور اسی سے میرا وصال نصیب ہوتا ہے ارجن! اپنے کرموں کو میرے ارپن کر دینے والا، مجھے ہی اپنا معراج سمجھنے والا تعلقات سے کنارہ کش اور کسی سے عداوت نہ رکھنے والا میرا بھگت ہی مجھے حاصل کر سکتا ہے ۵

تو نے جو جلوہ مراد کیا ہر وہ نایاب ہے	دل ملائک کا بھی اس کی دید کو بیتاب ہے
دید کے پڑھنے سے ہے، دان و ادریک سے	دیکھنا ممکن نہیں جیسا نظر آیا تجھے
بے خیال غیر بھگتی میں لگا ہے جو بشر	مجھ میں مل جاتا ہے وہ آخر تجھے پہچان کر
کرم جو کرتا ہے ارجن میرے لیے	لے لگاؤ سب ہے اور ہے ہی میرے آسرے
جو نہیں دشمن زمانہ میں کسی جاندار کا	بھگت ہے میرا وہ، مل جاتا ہے مجھ میں بے شبہ
دشمن روپ درشن یوگ نامی۔ گیارھواں ادھیائے ختم ہوا۔	

شرح و مہاتم

بھگوان فرماتے ہیں ارجن! میرا یہ روپ بغیر میری بھگتی کے، گیہ، دان، ہوں اور تپ کے ذریعہ تمہیں دیکھا ملائک - دیوتا - خشتے۔

جاسکتا صرف انہی بھگتی کے ذریعہ ہی میں جانا جاسکتا ہوں۔ مجھ سے بے انتہا الفت ہونے کے سبب جو بوجی بوجل میں بھی رغبت نہیں رکھتا۔ مصیبت کے وقت، مصیبت کا سبب اپنے گناہ سمجھتا ہے اور سارے عالم کو میرا رنپ جان کر جو کسی سے دشمنی نہیں رکھتا — ایسا میرا بھگت مجھ کو پالیتا ہے۔ بھگت میں بھگوت من کے لیے ایسی تڑپ ہونی چاہیے کہ پر بھو خود ہی اسے درشن دینے کے لیے مجبور ہو جائیں ۵

شاید یہی ہے جذبہ دیدار کا کمال !!
 پرے سے خود تڑپ کے نظارے نکل پڑے

مہاتم

بھگوان شری نارائن نے فرمایا۔ اے لکشمی۔ دکن دیش میں تنگ بھدر نگر کا راجہ سکھانند تھا وہ ہر روز باقاعدہ طور پر مندر میں جا کر ستیا دھمی بھگوان کا پوجن آدمی کر کے شریدھ بھگوت گیتا کے گیارھوں اوصیائے کیا پٹھ کیا کرتا تھا ایک دن تنگ بھدر نگر میں تین سادھو آئے راجہ نے انہیں کھانا کھلا کر شاہی مہان خانہ میں بٹھرایا رات کو راجہ سکھانند اور اس کا لڑکا کھیلتا کھیلتا اس عظیم الشان عمارت کے خالی کمروں کی طرف بڑھا وہ ایک پریت رہتا تھا اس نے راجیکار کو مار ڈالا۔ راجہ کے ملازمین نے راجہ کو مطلع کیا۔ راجہ اور سادھو منڈلی بیکتے ہوئے وہاں پہنچے۔

دیکھا کہ لڑکا مرا پڑا ہے اور ایک پریت اُن کے سر پہنے بیٹھا ہے۔ راجہ نے کہا۔ تو نے میرے لڑکے کو کیوں مار ڈالا ہے پریت نے جواب دیا۔ راجن! میرا تو کام ہی یہی ہے۔ جب تک یہ پریت جونی ہے یہ سلسلہ اسی طرح سے جاری رہے گا راجہ کے ساتھ جو سادھو تھے اُن میں سے ایک نے جو کہ دوسروں کا گورو معلوم ہوتا تھا۔ پریت سے کہا تو راجہ کو زندہ کر دے۔ میں تجھے اس جون سے چھڑا لوں گا اور تو مجھے بتا کہ تو پریت کیوں کر ہوا ہے پریت نے کہا۔ میں اپنے گزشتہ جنم میں ایک کسان تھا۔ ایک دن ایک بیمار اور کمزور براہمن جس کے جسم پر لاناہتہ زخم تھے۔ نقاہت کے سبب میرے کھیت کی پگڈنڈی میں گر پڑا۔ ایک چیل اُس کے جسم سے گوشت انوح نوچ کر کھالے لگی اور میں بجائے اس کے کہ اُس چیل کو اڑاتا۔ پاس کھڑا ہو کر اُس کا تماشہ دیکھنے لگا۔

اتنے میں کہیں سے ایک سادھو آنکلا۔ اُس نے مجھے کہا۔ اے بابی! بجائے اس کے کہ تو براہمن کی سہاتا کرے، کھڑے کھڑے تماشہ دیکھ رہا ہے یہ کہا اور ساتھ ہی مجھے شراب دے دیا کہ جاؤ پریت ہو جانا بچہ اُس دن سے میں پریت ہوں اور بچوں کو کھاتا ہوں۔ سادھو نے جس وقت مجھے شراب دیا تو میں نے اُس کے پاؤں پکڑ لیے اور کہا۔ بھگون! آپ نے شراب تو دے دیا یہ تو بتاتے جلیے میرا ادھار کس طرح سے ہو گا؟ سادھو نے کہا۔ جب تجھے کوئی شرید بھگوت گیتا کے گیارھویں ادھیائے کا پاٹھ سنائے گا۔ تیری اس جون سے غلصی ہو جائے گی۔ سوا ب براہ کرم مجھے شرید بھگوت گیتا کے گیارھویں ادھیائے کے پاٹھ سنائیں۔ جس سے کہ میرا اور

اس لڑکے کا ادھار ہو جائے اس کے بعد سادھو نے شرید بھگوت گیتا کے گیارھویں آدھیائے کا پاٹھ کیا جس کے
سننے کے ساتھ ہی پریت اور راجکمار نے دیو دیوی پائی اور بکینٹھ کو چلے گئے۔ راجہ بھی یہ لیلادیکھ کر بہ نسبت پہلے کے
اور بھی ثابت قدمی سے آندکند بھگوان شری کرشن جی ہمارا ج کی کلیان کاری بھگتی کرنے لگا اور ریت
پر قی شرید بھگوت گیتا کا پاٹھ کرنے لگا۔ بھگتی مارگ میں پہلا ہی قدم رکھتے ہی اُسے بے بیان راحت میسر ہوئی
ہے۔

پر دے کو جنبش ہوتے ہی آپے میں نہیں ہے شیدائی
اٹھ جائے یہ پردہ کیا ہو گا بے دیکھے ہی جب دیوانہ ہو

بارھواں ادھیائے

بھگتی یوگ

۲۰ شلوک

ارجی نے پوچھا۔ اس طور پر جو بھگت دل لگا کر آپ کی آپنا کرتے ہیں اور جو آپ کے نرا کار سروپ رہے نشان
 ذات کی آپنا کرتے ہیں۔ اُن میں سے کون سا یوگی، یوگ کا بہترین طریقہ جانتا ہے؟ آئندہ کند بھگوان شری
 کرشن چند جی ہمارا جواب دے۔ جو پر م شر و ہار صدق ارادت سے میری آپنا پرستش کرتے ہیں ان
 کو میں یوگیوں میں سریشٹ (افضل) تسلیم کرتا ہوں لیکن جو اندریہ سمویہ (حواس) کو روک کر سرد ترسم بھی
 ہو کر راسب کو ایک آنکھ سے دیکھتے ہوئے سمپورن بھوتوں کے ہتھوں میں رہ کر راسب کا بھلا چاہنے والے
 انباشی سروپ، انارمی، نراکار، سروویاپک، اچل (قائم) اور نیت رہے تغیر آتما کی آپنا کرتے ہیں وہ بھی بھ
 کو ہی پراپت ہوتے ہیں لیکن یہ نشان ذات کے بارے میں جاننا چاہیے کہ کیا یہ وقت پیش آتی ہے کیونکہ

دیہہ دھار یوں کے لیے بے نشان کا تصور مشکل امر ہے۔ ارجم! میرے جو مشاق مجھ میں دل لگا کر تمام کریموں کو میرے ارپن (نامزد) کر کے لاشرکیا بھگتی سے میرا چپن کرتے ہیں۔ میں اُن کو بہت جلد ہی اس سنا رسا گری پار کر دیتا ہوں۔ من اور بدھی پا گیا تو مجھے حاصل کر لے گا۔ اگر تو من لگائے میں مجھ میں اسمر عقد ہے تو ابھی اس یوگ سے مجھے حاصل کرنے کی کوشش کر، اور اگر تو ابھی اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو میرے سے کرم کر تو سڑی رکماں کو ہر اپت ہو جا دے گا۔ اگر تو یہ بھی نہیں کر سکتا تو آجما کو بس میں کر کے نتائج کا خیال چھوڑ کر کرم کر لے۔ ابھی اس سے گیان، گیان سے دھیان اور دھیان سے نتائج کا خیال چھوڑنے سے اطمینان نصیب ہو تلبہ جو کسی سے سیر نہیں رکھتا۔ رکے ساتھ محبت سے رہتا ہے۔ اُن پر دیا کرتا ہے خودی اور موہ سے الگ رہتا ہے سکھ، دُکھ کو یکساں جانتا ہے کسی کی بدی پر دھیان نہیں دیتا۔ کھوڑا بہت جودل جائے اُسی میں خوش رہتا ہے دل کو قابو کر کے پختہ یقین سے من اور بدھی کو مجھ میں لگا کر ہر وقت سیری بھگتی یوگ میں لگا رہتا ہے ایسا بھگت مجھے بہت پیارا ہے جس سے لوگ نہیں ڈرتے اور جود دوسروں سے خائف نہیں ہوتا۔ نیز جو خوشی حد خوف اور غصے سے آزاد ہے وہ بھگت مجھے نہایت ہی عزیز ہے۔

وہ بھی ہے پیارا مجھے جو غیر جانب دار ہے جسم و دل سے پاک ہے اور کام میں ہوشیار ہو
نہ کوئی پرواہ ہے نہ فکر کا آزاد ہے
میل کی خواہش سے کرم کرنے میں عار ہے

رنج و راحت کے جھیلوں سو بری ہو جو بشر
 نیک و بد کے دم کو چھوڑا ہے جس نے سر بسر
 ہو مدح یا ہو مذمت رنج ہو یا ہو خوشی
 جس کی نظروں میں ہے ان سب کی حقیقت ایک سی
 دل ہوا ہے قائم جس کا اور زبان خاموش ہو
 بے تعلق ہے جو سب سے اور بے گھر بار ہے
 جو عقیدت مند انسان لے کے میرا آسرا
 بھگت مجھ کو بہت پیارا ہے سُن اے نیکو
 بے غرض پاک صاف، دنیاوی بھوگوں سے آداس، نتائج سے لا پر دہ ہو کر کرم کرنے والا بھگت مجھ کو بہت
 پیارا ہے جو شخص دل پسند چیز کے حصول سے خوش نہیں ہوتا۔ ناپسند چیز کے حصول سے رنجیدہ نہیں ہوتا جسے
 نہ کسی کا افسوس ہے نہ کسی کی آرزو جس نے نیک و بد دونوں کو ترک کر دیا ہے۔ ایسا بھگت مجھے نہایت عزیز
 ہے شتر، متر، مان، اپان، میں ایک سامان (کیاں) شیت، اوشن (سر درگرم) نیز سکھ و مکھ (رنج و راحت)
 میں کیاں رہنے والا۔ نہ استی (تو لیت و مذمت) کو برا کر جانے والا مونی (خاموش رہنے والا) وقت پر جو

کچھ مل جائے اسی پر قناعت کرنے والا۔ اُمّ بدھی رکھنے والا اور صادق العقیدہ بھگت مجھے بہت عزیز ہے
 مندرجہ بالا امرت کے سے دھرم آپدیش پر عمل کرنے والے، شروعا کیت میرے پرائین بھگت مجھے بہت
 ہی پیارے ہیں۔

شرح و مہاتم

یہ یقینی امر ہے کہ بھگتی کے اُتیا بھیا س سے منش کے ہر دے سقل میں بھگوت کرپا سے پریم روپی والو کا پرواہ
 اس دیک سے ہونے لگتا ہے کہ سب سنا رک چنتائیں، تنگوں کی مانند اڑ جاتی ہیں اُن کے اُ بھار میں من کی دُش
 یہ ہو جاتی ہے جس طرح سے تیل کے بغیر دیمپ کی، پھر وہی من ہوتا ہے جسے
 ہر می بھگتی

کے سوا کوئی کامنا اپنی شکل نہیں دکھاتی۔ چونکہ اندیاں بھی من کے ملکیت کے ادھین ہوتی ہیں اس لیے ان
 میں بھی یکدم تبدیلی آ جاتی ہے نیز، دنیاوی مناظر سے ہٹ کر سداہری کیرتن میں پریم اشرو بہا لے ہیں زبان
 سب سوا دوں کو ترک کر کے بھگوت کی ارا دھنا میں مصروف رہتی ہے کان پر نیندا چھوڑ کر سداست سنگ
 کے امرت روپی دھنوں کو گرن کرنے لگتے ہیں جس طرح اس طرح سے بھگتی مارگ میں مہا باتنگوں کے مول کارن دے

دانا آدمی کا ناش ہو جاتا ہے۔۔۔ تو پھر ایک دن ایسا آ جاتا ہے جب کہ بھگت اور بھگوان ایک ہو جاتے ہیں بھگت ذات باری میں واصل ہو جاتا ہے۔

بھگوان کو کون پیارے ہیں

پاپا چاری، نندک، کرور کر می ہمیشہ کے لیے اُسٹر جونیوں میں پڑ کر بارہا نرک آگنی میں جلتے ہیں۔ وہ گیان آپدیش کے ادھیکاری نہیں ہیں۔ اُن کا گیان۔ دھیان، پوجا، پاٹھ، ہون، نیم، دان، یا تراب نشیں ہے۔ اُن کی آشا مثر نہیں لاتی۔ مگر شر دھما، دان، پُرش، مہر بھاؤ سے دیوسی کر سوں کو کرتے اور بھگوان کی آستی مٹاتے، نام مٹتے، مہاتماؤں کی سیوا کرتے ہیں۔ سب کچھ بھگوان کا جلتے ہوئے کرتا پان کے ابھیمان کو ترک کر کے، اپنے سب کر موں کو بھگوان کے ارپن کر دیتے ہیں۔ ایسے پُرش پر م گتی کو پاتے ہیں وہ چپ چاپ اپنے نیم اور دھرم کو کرتے ہیں وہ نہایت بے ضرر ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ محل اور متقال سے وقت گزارتے ہیں۔ تعریف و مذرت کو یکساں جان کر گذران کرتے ہیں اور بھگوان کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں وہی بھگوان کے پیارے ہیں۔

بھگوت بھگتی کی مہا بھگوان بھگت ہیں سب بھگت ہیں کا فصلہ کرنا محال ہے کہ نہ بھگوان بھی بڑے ہیں اور

بھگتی بھی بڑی، انسان کو اپنے کرموں کے مطابق پھل بھوگنا پڑتا ہے مگر جو شخص صدق ارادت کے ساتھ
 بھگوان کی بھگتی میں لگ جاتا ہے اُس شخص کے تمام دکھ و کلش رفع ہو جاتے ہیں بھگتی سے بھگوان پر سن ہو کر
 اُس کے کشتوں کا ناش کر کے اُس کو سب سے بڑی راحت بخشتے ہیں۔ اسی سے تو بھگتی کی اتنی عظمت سے
 بھگتی کے بنا، بھگوان کرموں کے اُسار پھل دیتے ہیں یعنی سکھ، دکھ دونوں ہی لازمی طور پر بھوگئے پڑتے
 ہیں پدم پوران میں ہے کہ آگ میں کوئی بھی دستو ڈال دینے سے جس طرح راکھ ہو جاتی ہے اسی طرح جو
 بھگتی جنم، جنمانتر کے پاپ بھسم کر دیتی ہے دیوتا بھی اچھا کرتے ہیں کہ بھگوان ہمارا جنم بھارت بھومی میں ہو جس سے
 ہم بھگتی میں لین ہو کر مکتی کو پراپت کریں نار دیوران میں لکھا ہے کہ بھگوان کو پراپت کرنے کا طریقہ ماسوائے
 بھگتی اور کوئی نہیں ہے، شدھ ہرودیہ سے جو بھگوان کی بھگتی کرتے ہیں۔ اُن کی سب منو کا منائیں شدھ
 ہو جاتی ہیں ویشاکھ مہاتم میں لکھا ہے کہ اول تو بھارت بھومی میں جنم ہونا ہی کھٹن ہے اگر جنم ہو بھی جائے
 تو منش دیہہ کا حصول ہی محال ہے اور اگر انسانی جسم حاصل بھی ہو گیا تو بھگتی کا ملنا خوش بختی سے ہی ہو سکتا
 ہے دیورشی نار دکتے ہیں کہ مہرٹ بھگوان کی بھگتی سے ہی بغیر کسی عننت کے دھرم، ارتھ، کام، موکش،
 چاروں پدارتھ حاصل ہو جاتے ہیں۔ برہمانڈ پوران میں لکھا ہے کہ جو بھگوان کی بھگتی نہیں کرتے۔ اُن کی کرد
 یا جنم پاکر بھی مکتی نہیں ہوتی۔ بھاگوت میں لکھا ہے کہ کپال برامن۔ دیوتا، رشی، دانی نیز گیہیہ کرنے والے

ہی بھگتی کے ادھیکاری نہیں ہیں بلکہ جو کوئی بھی صدق ارادت سے بھگوان کی بھگتی کرتا ہے بھگت ہو جاتا ہے۔
 آنند کند بھگوان شری کرشن چندر جی ہمارا ج اودھو سے کہتے ہیں۔ ہے اودھو۔ دید، سانکھ، ویراگ
 ان میں سے کوئی بھی دستو، مجھے اپنے بس میں نہیں کر سکتی۔ میں تو صرف بھگتی کے ادھین ہوں۔ بھجن۔ پوجا،
 پاٹھ، دان آدی دھرموں سے جو پھل نہیں ملتا۔ وہ بھگتی سے مل جاتا ہے۔ گیتا میں بھگوان ہے فرمایا ہے
 کہ مجھے صرف بھگتی سے ہی جانا جاسکتا ہے ارجن کے اس سوال پر کہ گیان بڑا ہے یا بھگتی؟ بھگوان نے کہا
 کہ بھگتی ہی بڑی ہے۔ اگرچہ گیان سے بھی میرا حصول ہو جاتا ہے لیکن اس میں جو زہد کیا جاتا ہے اُس کے زائد
 کو دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔ لیکن بھگتی سے میں بغیر کسی قسم کے دکھ یا سانی پر اپت ہوتا ہوں اس طرح سے دید پورا
 اور شاستروں نے بھگتی کی بہت ہما گائی ہے ایسی بھگتی کو ترک کر کے جو منس اودھو اودھو بھگتا پھرنا ہے
 اُس جیسا بد بخت شاید ہی کوئی اور ہو؟

ہاتھ

شری نارائن بولے۔ اے لکشی! آتھکا۔ نام کا ایک شخص بہت ہی بد چلن تھا وہ ہر روز دیوی بھوانی
 کے مندر میں ایک بیسوا کے ساتھ جا کر شریسا کرتا تھا۔ ایک براتمن اُس دیوی کا بھگت تھا جو کہ ہر روز اُس مندر میں

جاکر دوحی پور روک پو جن کیا کرتا تھا۔ ایک دن دیوی نے پرسن ہو کر اُس براہمن کو درشن دیئے اور کہا۔
 ”ورمانگ“ براہمن نے کہا۔ میرے ہاں اولاد نہیں ہے اولاد کی خواہش ہے۔ دیوی نے کہا۔ اولاد تیرے
 ہاں ضرور ہوگی۔ مگر پہلے تجھے ان دونوں کو بُرے کر موں سے چھڑانا ہوگا۔ پھر ہی تیری اچھا پورن ہوگی
 براہمن نے اپنے گورد کو دیوی کے درشنوں اور اُس کے آدیش کا سارا حال سُنا کر کہا۔ گورد دیو! میں اِس
 براہمن اور اُس کی داشتہ کو کس طرح سے بُرے کر موں سے چھڑاؤں، براہمن کے گورد نے کہا تو ان دونوں
 کو شرید بھگوت گیتا نے بارہویں ادھیائے کا پاٹھ سُنا۔ براہمن نے ویسا ہی کیا۔ وہ دونوں دیو دیسی پا کر
 جان میں سوار بکیٹھ کو چلے گئے۔ براہمن ایک بار پھر بھگوتی کے مندر میں گیا اور اُس کی ارادھنا کی دیوی نے
 اُس کو درشن دے کر کہا۔ بھگت! تیرے ہاں سنتان بھی ہوگی اور تجھے اِس شہر کا راج بھی ملے گا۔
 براہمن گھم آیا تو راج نے اُسے بُلا بھیجا۔ جب وہ دربار میں پہنچا تو راجہ اپنا راج پاٹ دے کر خود بھگوان کے
 بھجن کے لیے بنوں کو چلا گیا۔

تیرھوالا دھیائے

کھشیر، کھشیر، بوجھاگ یوگ

۳۳ شلوک

ارجن نے کہا۔ اے کیشو! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پرکرتی پرش کھشیر اور کھشیر گیہ کے معنی سمجھا دیں جگوت
 شرمی کرشن چندر جی ہمارا راج نے فرمایا۔ اس جنم کو گیارہ کھشیر اور اس کے جاننے والے کو کھشیر گیہ کہتے ہیں سب
 کھشیروں میں کھشیر گیہ مجھے ہی سمجھو کھشیر اور کھشیر گیہ کا جو گیان ہے وہی اصلی گیان ہے وہ کھشیر جو ہے اور جیل ہے جس
 دکار (خواص) والا ہے اور جس طرح سے پیدا ہوتا ہے اور وہ کھشیر گیہ جو ہے جیسے پر بھاؤ والا ہے (جیسی قدرت کھتا
 ہے وہ سب مجھ سے نکشیپ (اختصار) میں سن! کھشیر اور کھشیر گیہ کے سرورپ کے ورن۔ رشیوں نے بہت
 پرکار (مختلف انواع) سے کیا ہے پانچ ہاں بھوت۔ انہکار، بدھی۔ پرکرتی۔ گیارہ ہوں اندریاں۔ گیان اندریوں
 کے پانچوں وشے۔ اچھا۔ دوین۔ کھ۔ پانچ۔ پین۔ کھی۔ دوہیرن۔ یہ سب کھشیر اور اس کے دکاروں کا مختلف بیان ہو

مان، ہنیتا (انکساری) و مہینیتا (درست شعاری) انہما (رحمدی) کشما، سرلتا۔ آچاریہ کی آپا سنا۔ شوچ (صفائی) اہرتا
 (استقلال) من کا بھلی بھانسی نگرہ (ضبط دل) اندریوں کے بھوگوں میں ویراگ (محسوسات سے بے تعلق) اہنکار
 ہنیتا جنم (پیدائش) مرتو (موت) جوا دیارسی (بڑھاپے کی تکلیف) دکھ، روپ (درشن کے بار بار دیکھنا
 بیوی۔ بچوں گھر کی الفت میں نہ بھینسا۔ آزاد رہنا۔ کامیابی اور نا کامیابی میں یکساں رہنا۔ کامل طور پر مجھ میں محو ہو کر میری
 انینہ (لاشریک) بھگتی کرنا ماتھائی میں رہنا۔ بھٹ بھاٹ سے واسطہ نہ رکھنا۔ ہمیشہ ادھیاتم۔ گیان میں مصروف رہنا اور
 تہو گیان کے حصول کے لیے شاستروں کا مطالعہ کرنا۔ . . . یہ گیان ہے اور اس کے برعکس جو ہے وہ اگیان کہلاتا
 ہے اب میں اُن کی تفصیل بیان کرتا ہوں جو جاننے کے لائق ہے اور جسے جان کر نجات ملتی ہے وہ پر جہم
 انا دی ہے جسے حق و باطل کے الفاظ سے یاد نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے ہاتھ پاؤں۔ آنکھیں، سر اور منہ اور کان
 سب جگہ موجود ہیں اس نے سارے عالم کو گھیر رکھا ہے وہ تمام اندریوں کے افعال کو روشنی بخشتا ہے اور خود مجاہدوں
 سے متبر ہے وہ پابندیوں سے آزاد اور تمام موجودات کو قائم رکھے ہوئے ہے وہ صفات سے الگ اور ہمہ صفت
 موصوف ہے وہ تمام دُنیا۔ جڑ پھین کے اندر باہر رہتا ہوا۔ کمال لطافت ہونے کی وجہ سے معلوم نہیں ہو سکتا وہ
 جوتیوں کا بھی جوتی (نور کا نور) اور تاریکی سے برتر ہے وہ گیان، گیہ اور گیان مے نیر سب کے ہرے میں سمیت
 (مقیم) ہے یہ کشیز گیان، اور گہ کا غنہ۔ مان ہے۔ سمب لین سے میرا بھگت گیتا ہے، پر کرتی پریش

دو فوں کو انادی سمجھو اور عیوب و صفات کو پر کرتی سے پیدا شدہ تصور کرو۔ گاہ یہ کارن اور کرتا ہونے کی وجہ سے پر کرتی اور سمجھ
 دھکا بھوک ہونے کی وجہ سے پرش کو ہتھو بیان کیا گیا ہے پرش پر کرتی میں قیام کر کے پر کرتی سے پیدا شدہ گنوں کو بھوکتا ہے
 اور گنوں کے اس تعلق کی وجہ سے وہ اچھی اور بُری چیزوں میں جنم پاتا ہے۔ آپ درشتا۔ اونیشتا۔ بھرتا۔ بھوکتا اور ہمیشہ
 پر ماتا کو اس جنم میں پر م پرش بھی کہتے ہیں جو اس طور پر پرش پر کرتی اور اس کی صفات کو سمجھ لیتا ہے وہ پھر جنم نہیں پاتا
 ہے۔ بعض لوگ دھیان جا کر آتما کو آتما میں دیکھتے ہیں۔ بعض سانکھ سے، بعض یوگ سے، بعض کرم سے اُس کے دیدار
 پاتے ہیں۔ لیکن ان طریقوں کو نہ جانے والے وہ لوگ بھی اس فنل کے سمندر کو عبور کر جاتے ہیں۔ ارجن! دنیا میں جس
 قدر بھی ساکن و متحرک مخلوق پیدا ہوتی ہے وہ سب کھشیترا و کھشیترگیہ کے ملاپ پیدا ہوتی ہے جو شخص دیکھتا ہے کہ پرش
 تمام مخلوق میں یکساں ہے اُس کا ناش نہیں ہوتا۔

جس نے یہ جانا وہی اصلیت کو ہے جانتا
 اور وحدت سے ہی جب کثرت نظر آنے لگے
 برہم ہے اُس کا ہی حصہ برہم پا جاتا ہے وہ
 لا تغیر لا فنا اس جسم میں رہتا ہوا
 یز رہتا ہے سب کے الگ ہر جگہ میں انخلا

فصل کا باعث ہو پر کرتی ہی نہ کہ آتما
 رنگ کثرت جس گھڑی نظر وحدت آنے لگے
 کثرت و وحدت کے جھگڑے سے ہوا پاک جو
 ابتدا اور گنوں سے پاک وہ پر ماتا
 ہے ہمیشہ فصل سے آزاد لے کسی سپر

ہے لطیف و پاک جیسے ہر جگہ میں انجمن
 درشنی دیتا ہے کل عالم کو سورج جس طرح
 کشمیر گئیہ اور کشمیر کا فرق پہچانتا
 گیان کی نظر سے جو اس کو ہے جانتا
 ایشور کو جو سب جگہ کیسا ہے دیکھنے والا شخص آپ اپنا ناش نہیں کرتا وہ پھر پریم گتی کو حاصل کرتا ہے اور تم
 کرم پر کرتی اپنی اور دیا کے ذریعہ ہی ہوتے ہیں اور آتما کرتا ہے وہی گیان ہے جب اسے موجودات کی کثرت وحدت
 میں سما ہوئی اور اس وحدت میں پھیلی ہوئی دکھائی دینے لگ جاتی ہے اسی وقت وہ برہم کو پالیتا ہے پرتا
 کی لاندہ اذانتا ماری اور نرگن ہونے کی وجہ سے جسم کے اندر رہ کر بھی نہ کوئی کرم کرتی ہے اور نہ تعلقات میں گرفتار
 ہوتی ہے جس طرح جنوب و ایک (سب جگہ موجود) آکاش لطیف ہونے کے سبب کسی شے سے آلودہ نہیں ہوتا ویسے
 ہی آتما بھی جسم میں سب جگہ موجود ہونے کے باوجود تعلقات سے الگ رہتا ہے۔ ارجن جیسے ایک ہی سورج اس تمام عالم
 کو روشن کرتا ہے ویسے ہی کشمیریوں کے مالک تمام کشمیریوں کو روشن کرتا ہے جو لوگ اس طرح سے کشمیر اور کشمیر گئیہ
 کے فرق نیز جو کے پر کرتی تے غلطی پانے کو چشم معرفت سے جان لیتے ہیں وہ برہم کو حاصل کرتے ہیں ورنہ کئی کو پراپت ہوتے ہیں
 کشمیر کشمیر گئیہ و جاگتی تیر و اس پودے کے نام ہوتا ہے

چودھواں ادھیائے

گن ترے، وِ بھاگ یوگ

یعنی ست رنج تم کی تقیم

۲۷ شلوک

آنند کنڈ بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج نے فرمایا۔ ارجن! جس گیان کی بدولت سب مہینوں نے پر م
 سدھی کو حاصل کیا ہے وہی سب سے سریشٹ (افضل ترین) گیان میں مہتیں مٹاتا ہوں۔ اس گیان کا سہارا
 لے کر، میرے سروپ کو حاصل کر کے گیانی کلپ کے شروع میں پیدا نہیں ہوتے، اور پرے کے وقت دُکھی
 نہیں ہوتے، پر کرتی یونی کی مثال ہے۔ میں اُس میں گر بھستھا میں کرتا ہوں اور پھر تمام بازاروں کی پیدائش
 کی پیدائش ہوتی ہے سب یونیوں سے جو مورتیاں پیدا ہوتی ہیں۔ پر کرتی کی پیدائش کی جگہ ہے اور میں

اچھا رو پی بیج ڈالنے والا بتا ہوں۔ پر کرتی سے پیدا ہونے ستو گن، رجو گن، تو گن یہ تینوں اس وجود میں آتے
 آبناشی جیو آتما کو قید رکھتے ہیں۔ ان تینوں میں سے ستو گن پاک صاف ہونے کی وجہ سے منور اور بے نقص
 ہوتا ہے یہ ستو گن سکھ کے شاگرد اور گیان کے شاگرد سے جیو آتما کو باندھنا ہے رجو گن کو تو خواہشات اور محبت
 پیدا کرنے والا جان اور اسی گن سے آتما۔ کرم کے بندھنوں میں جکڑا جاتا ہے۔ متو گن حیالت سے پیدا ہوتا ہے
 سب آتماؤں کو غفلت میں پھنسا کر، اگیا تا، سستی اور نیند کے رستوں سے باندھ دیتا ہے۔ ستو گن سکھوں میں
 رجو گن کرموں میں اور متو گن اگیا تا میں پھنسا دیتا ہے۔ رجو گن اور متو گن کو جیت کر ستو گن روشن ہوتا ہے
 اور ستو گن اور متو گن کے دب جانے سے رجو گن بڑھتا ہے۔ ستو گن اور رجو گن کے مغلوب ہونے پر متو گن
 نمودار ہوتا ہے جب اس شری کے سبھی دواروں (دروازوں) میں گیان رو پی پر کاش رنور آتین ہوتا ہو
 تو سمجھ لو کہ ستو گن بڑھتا ہے۔ لاپچ، تدبیر، کوشش، اضطراب اور خواہشات رجو گن کے غلبے کی علامات ہیں
 متو گن کے بڑھنے پر غفلت، سستی، حیالت اور بے سمجھی اتنے او گن ضرور پیدا ہوتے ہیں اور ستو گن کے بڑھنے
 پر انسان جس دقت اس جسم کا تیاگ (ترک) کرتا ہے وہ گیانیوں کے پاک جسم کو حاصل کرتا ہے رجو گن کی بردھی
 میں شری کا تیاگ ہونے سے رجو گنی کرم کرنے والوں میں جنم لیتا ہے اور متو گن کی بردھی میں شری چھوڑنے پر
 شیر، سانپ، قصائی وغیرہ بھیانک جانوروں میں جنم لیتا ہے۔ نیاک اسمانی ستو گن کا، وگھ رجو گن کا اور حیالت متو گن

کا نتیجہ ہے ستو گن سے گیان، رجو گن سے لالچ اور متو گن سے کاپی غفلت، اور جہالت پیدا ہوتی ہے ستو گن
 والے اعلیٰ درجہ کو، رجو گن والے درمیانی حالت کو اور بد اخلاق، متو گن، پستی کی حالت کو حاصل کرتے ہیں
 جو گنوں کے سوائے اور کسی کو کرتا (فاعل)، نہیں سمجھتا اور تینوں گنوں سے بوتر پر ماتما کو سمجھتا ہے وہ مجھ کو پتا
 ہو جاتا ہے۔ جو ان تینوں گنوں پر جو شریر کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ عبور پا لیتا ہے۔ وہ پیدا گنش موت بڑھاپے
 اور بیماری سے نکت ہو کر آمرت رُوپ آتما کا انو بھو کرتا ہے۔ ارجن نے دریافت کیا، بھگوان! ان تینوں
 گنوں سے چھٹکارا پائے ہوئے کی کیا پہچان ہے؟ اُس کا برتاؤ کیسا ہوتا ہے؟ اور وہ ان پر کیونکر عبور پا
 لیتا ہے؟ بھگوان! بشری کرشن چندرجی مہاراج نے فرمایا۔ ارجن! جو شخص ست، رج اور تم کی حالتوں
 کے طاری ہونے پر اُن سے نفرت نہیں کرتا اور اُن کی عدم موجودگی میں اُن کے وجود کی خواہش نہیں کرتا
 اُداسین (بیگانہ وار) رہ کر تینوں گنوں کے اثر میں نہیں آتا اور یہ سمجھ کر کہ گن اپنا کام کر رہے ہیں۔ پتھر مضبوط
 رہ کر اپنی منزل سے نہیں گرتا۔ سکھ، دھک کو یکساں جانتا ہے۔ ہمیشہ خوش رہتا ہے۔ مٹی، پتھر اور سونے کو یکساں
 جانتا ہے، پسند اور ناپسند کو برابر جانتا ہے متعل مزاج ہے۔ اپنی نیند اور استی (تعریف و مذمت) کو برابر
 سمجھتا ہے۔ مان، ایمان، دعوت و ذلت (مترادف شرود دوست اور دشمن) کو مساوی جانتا ہے شروعات کی خواہش
 نہیں رکھتا۔ اُسے گنا گتیت (گنوں کے گروہ) کے ہیں برہمن اُل بک بک یوگ میں پیدا کرتا ہے وہ

ان گنوں کو عبود گو کے برہم کے حصول کے قابل بنانا ہے۔ کیونکہ میں اُس ذات پاک کا ظہور ہوں جو لا فانی ہے
عیب (انہاشی) لا ذوال، ست و ہرم اور عین راحت ہے
ترگن و بھاگ یوگ نامی چودھواں یوگ یا مے ختم ہوا۔

شرح و مہاتم

مہکوان شری کرشن چندر جی مہاراج نے فرمایا — جس اعلیٰ گیان کو پاک کریشیوں، مینیوں نے
پرم سدی (معراج) حاصل کی ہے۔ وہ بھی تجھے بتاتا ہوں۔ وہ گیان پاک کریش جنم مرن کے چکر سے جھوٹا بنے
ہیں۔ اے ارجن! جان کہ میں سب جیوؤں کا پتا ہوں۔

رحم پر کرتی ہے میں کرتا ہوں بار آور اے
پیدا ہوتی ہے سب خلق یہاں اس طور سے
ہے مہد برہم، مادہ اجسام ارجن جان لے
نخنم ریزی کے سبب سب کہتے ہیں والد مجھے
نن گن ہوتے ہیں خصلت سی ہویدا جان لے
لا غیر آتما کو باندھتے ہیں جہم سے
ہے ستو گن ان میں نورانی دپاک لا ذوال
گیان اور سکھ سے لگاؤ ہے ستو گن کا مال

پرو کرتی ہے پیدا کریشیوں کے جس جسم کو باندھتے ہیں بالکر تیب اعلیٰ شسوسط اور

ادلے ابھی کہہ سکتے ہیں۔ اُن میں ستوگن قطعی خالص اور بے نقص ہے اور باطنی روشنی دینے والا ہے اس لیے
 اس کا ساتھ کرنا راحت بخش ہوتا ہے۔ اس کی پیدائش راگ اور ترشنا سے ہوتی ہے اس لیے یہ انسان کو
 بندھن میں ڈال دیتا ہے۔ مٹس کی جڑ اگیان ہے مودہ ہے اس لیے مٹس سے انسان بے سدھ اور کاہل
 بن جاتا ہے۔ قصہ مختصر کہ ستو سے سکھ، رجن سے بندش، مٹس سے سستی اور غفلت پیدا ہوتی ہے رجن اور
 مٹس پر غالب آکر ستو کا میاب ہوتا ہے، ستو اور مٹس کو دبا کر رجن غالب آجاتا ہے اور ستو رجن کو زیر کر کے مٹس
 پر فتح پاتا ہے جسم میں جس وقت گیان کا دور دورا ہو تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اس میں ستوگن بڑھا ہوا ہے جہاں لالچ
 بندھن، بے اطمینانی اور خواہش پائی جائے وہاں رجن کی زیادتی سمجھنی چاہیے۔ جہاں اگیان دکھائی دے
 وہ مٹس کی حکمرانی ہے جس کی زندگی میں ستوگن غالب ہوتا ہے اُسے موت کے بعد برہم لوگ کا حصول ہوتا
 ہے رجن کی زیادتی سے مٹس لوگ میں پیدا ہوتا ہے اور مٹس کے غلبے سے موڑھ لوگ میں جنم لیتا ہے ساتوک
 کرموں کا پھل بہت اچھا۔ رجن کا درمیانہ اور تاسک کا نہایت ہی خراب ہوتا ہے جب انسان یہ جان
 لیتا ہے کہ گنوں کے سوائے کرتا اور کوئی نہیں ہے اور گنوں سے پرے وہ میرے بھاؤ حاصل کرتا ہو
 جسم میں موجود ان تینوں گنوں سے جو پرے ہو جاتا ہے وہ پیدائش، بڑھاپے اور موت کے دکھ سے پار ہو کر
 امرت سے ملتی کو حاصل کر لیتا ہے۔

ارجن نے دریافت کیا۔ جب گنوں سے متبر شخص کا ایسا اچھا انجام ہوتا ہے تو اُس کی پہچان کیلئے اُس کی چال ڈھال کیسی ہوتی ہے اور وہ تینوں گنوں سے آزاد کیسے ہو جاتا ہے۔

بھگوان بولے! جب انسان اس بات سے لاپرواہ ہو جائے کہ میرے سحر پر کیا گذرتی ہے تو پھر چاہے نور ہو یا تاریکی، گیان ہو یا اگیان وہ اُن کے لیے سکھ و دکھ نہیں مانتا یا خواہش نہیں کرتا، جو گنوں کے بارے میں کنارے رہنے والا، بالاتر رہ کر متزلزل نہیں ہوتا۔ یہ سمجھ کر گن اپنے کام کرتے رہتے ہیں۔ مستقل مزاج اور ثابت قدم رہتا ہے جسے لوہا پھتر اور سونا یکساں ہیں جس کو نہ کوئی چیز مرغوب ہے اور نہ ناپسند، جس پر تعریف اور مذمت کا کوئی اثر نہیں جو عزت اور بیعتی کو یکساں خیال کرتا ہے اور جو دوست اور دشمن کے ساتھ یکساں برتاؤ کرتا ہے جو شروعات کو ترک کر بیٹھا ہے وہ گنوں سے آزاد کہلاتا ہے ان علامات کو سن کر حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا ہی لازم ہے میں نے تو سیدھ یوگی کی تعریف کی ہے اور اسد جو تک پہنچنے کے لیے ضروری ہے کہ خواہشات نفسانی کو ترک کر کے بھاکتی یوگ کے ذریعہ میری سیوا کرے جو گنوں سے آزاد ہونا چاہتا ہے۔ اُس کے لیے لازم ہے کہ وہ سب کرم میرے ارپن کرے۔ ایسا کرنے سے کرم اُس کے راتے میں رکاوٹ نہ ڈالیں گے کیونکہ برہم میں ہوں، موکش میں ہوں سائن دھرم میں ہوں اننت سکھ میں ہوں۔ انسان اگر مجھ کو سمجھنا چاہتا ہے تو اُسے اپنے سچے ہونا چاہیے۔

مہاتم

شری نارائن بولے۔ اے لکشمی۔ مہاراجہ سوربہ ورمہ والی کشمیر کی دوستی سنگھدیپ کے راجہ کے ساتھ
 تھی مہاراجہ سوربہ ورمہ نے ایک دفعہ مہاراجہ سنگھدیپ کو دوشکاری کتیاں بطور تحفہ کے ارسال کیں راجہ کو
 شکار کا بہت شوق تھا۔ ایک دن وہ دونوں کیتوں کو ساتھ لے کر شکار گھیلنے کے لیے گیا اور اُن دونوں کو
 ایک خرگوش کے پیچھے چھوڑ دیا۔ خرگوش، دوڑتا، دوڑتا ایک سادھو کی کتیاں رکھے ہوئے ایک پانی کے
 برتن میں جا کر، کتیاں بھی اسی میں جا گریں۔ اُسی وقت اُن تینوں نے شریر تیاگ دیئے دیو دیہی پانی
 اور مکینٹھ کو چلے گئے راجہ بھی وہاں پہنچ گیا اور یہ ماجرا دیکھ کر بڑا ہی حیران ہوا۔ اور اُس سادھو سے درماقت
 کیا۔ مہاراج! یہ کیا ماجرا ہے؟ سادھو نے کہا۔ میرے گور و ہر روز صبح اس برتن کے پانی سے پاؤں دھویا
 کرتے ہیں اور اُٹھان دھیان سے فراغت حاصل کر کے مجھے شریدھگوت گیتا کے چودھویں ادھیائے کا
 پاٹھ سنایا کرتے ہیں۔ یہ خرگوش پچھلے جنم میں براہمن تھا۔ اُن میں سے ایک کتیا اُس کی بیوی تھی ایک دن یہ
 دونوں پتی پتی آپس میں لڑ پڑے۔ اس کی بیوی نے اس کو زہر دے کر مار ڈالا اور کچھ عرصہ کے بعد خود بھی
 مر گئی۔ جب یہ دونوں دھرم راج کے حضور میں پہنچے تو انہوں نے اُن کی نیکیاں دیکھ کر حکم صادر فرمایا

کہ براہمن کو خرگوش اور براہمنی کو کتیا کی جون میں ڈالا جائے۔ چنانچہ یہ دونوں بالترتیب خرگوش و کتیا ہوئے۔ دھرم راج نے یہ بھی کہا تھا کہ ایک جنگل میں ایک گیتا پانچھی سا دھور ہتا ہے۔ اُس کے پاؤں دھوئے کے پانی کے ساتھ چھوئے سے یہ بکینٹھ کو جائیں گے چنانچہ دھرم راج کے فرمان کے مطابق آج یہ پتی، پتی دیو دیسی پا کر بکینٹھ کو چلے گئے۔

راجہ نے اُسی دن سے شرید بھگوت گیتا کا باقاعدہ طور پر پانچھ شروع کر دیا۔

پندرھواں ادھیائے

پرشوتم یوگ

یعنی

واصل حق

۲۰ شلوک

بھگوان شری کرشن چندر جی ہمارا ج نے فرمایا۔ جس کی جڑیں اُوپر ہیں اور شاخیں نیچے کو ہیں ایسے درخت کو اوناشی کہتے ہیں جس کے وید منتر پڑھتے ہیں۔ اُس درخت کو جو انسان جانتا ہے وہ وید کے مخفی اسرار کو جاننے والا ہے۔ اس درخت کے تیلوں کی پتلیں تھوڑا ہلکی ہیں۔ اس درخت کے پتوں کی گتیاں بھوسات کی (کونپلیس

ظاہر ہوئیں رکھی قسم کے لوگوں اور جنہوں کے خواص جو اس میں بیچ کی طرح ہیں وہ ٹہنیاں ہیں جو نیچے اور اوپر سب طرف سے پھیلی ہوئی ہیں (اس دُنیا میں کرموں کے مطابق) میں اور میرا کی خواہشات یہ جڑیں ہیں جن سے یہ باندھا ہوا ہے۔ سناری پُرش اُس کے رُوپ کو نہیں پاسکتے اس۔ اور نہ ہی اس کا آدمی (آغاز) انت (انجام) نہ قیام ہی ملتا۔ ایسے مضبوط جڑ والے درخت کو بے تعلقی (دیراگ) کے مضبوط ہتھیار سے کاٹ کر اُس مقام کی تلاش کرنی چاہیے جہاں جا کر پھر واپس آنا نہیں ہوتا۔ اُس آدمی پُرش پر ماتا کو پالنے کی خواہش کرنی چاہیے جس کے سبب اس عالم کا سلسلہ زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے جو مان، مودہ اور خودی سے الگ ہیں جو ہمیشہ برہم ودیا میں لگے رہتے ہیں جنہوں نے آشاؤں کو تیاگ دیا ہے اور سردی، گرمی، سکھ، دکھ کا خیال دل سے نکال دیا ہے وہ اس اوناٹشی (لاذوال) پد کو حاصل کرتے ہیں جہاں سورج، چاند اور آگ کی روشنی کا دخل نہیں اور جہاں پونچکر پھر لوٹنا نہیں پڑتا (باز گشت نہیں ہوتی) وہی میرا پریم دھام (سب سے اعلیٰ مقام) ہے میرا سنا تن اناش (ازلی جزو) جیو اس جیو لوک میں تشکل ہو کر پر کرتی کی بنی ہوئی من بہت چھاندریوں کو کھینچ لے جاتا ہے۔ یہ جیو کالوں آنکھوں جلد، زبان، ناک اور من کے ذریعے وشیوں کو بھوگتا ہے۔ جسم کو چھوڑ کر جاتے ہوئے کو، جسم میں قائم ہوئے کو یا وشیوں کو بھوگت ہوئے کو یا ان کی میں دیکھ کے۔ صرف گئیں کی آنکھوں والے ہی اُسے

دیکھ سکتے ہیں لوگ والے کوشش کر کے اس جہ کو اپنے جسم میں قیام رکھتے ہوئے دیکھ لیتے ہیں لیکن نالائق اور جاہل کوشش کرنے پر بھی اسے نہیں دیکھ سکتے سو یہ گت تیج (آفتاب کی ضیاء عالمتاب) چند رماں کا تیج (چاند کی چاندنی) اور جو تیج اگنی میں ہے یہ سب تیج (حبال) میرا ہی ہے پر بھو می میں پریش کر کے میں اپنی ارج سے میں سمست بھوتوں کو دھارن کرتا ہوں (اپنی قدرت سے سب جانداروں کو قائم رکھے ہوئے ہوں) اور اُمرت مے چاند کو ساری نباتات کو موٹا کرتا ہوں۔ میں ہی سب مخلوق کے جسم میں قائم و شند انرا اگنی (حرارت عریزی) بنکر پران اور آپان کو چلاتا ہوں اور اس کے ذریعہ چاروں مُتم کے چہا لے والے بنگانے والے، چاٹنے والے، چوسنے والے، اناجوں کو بھی ہضم کرتا ہوں اور میں ہی سب کے دل و دماغ میں انتر یامی کی شکل سے قائم ہوں۔ اور میں ہی حافظہ، گیان اور لسیاں کا منبع ہوں سب دیدوں سے سیرا جانا جانا ہی مقصود ہے ویرانت کا بنانے والا اور جویدوں کا جاننے والا بھی میں ہی ہوں اس لوک میں دو پرش ہیں کھشرا اور اکھشرا، کھشرا تو سمست بھوت پرانی (ساری مخلوق) ہیں اور اکھشرا جو تغیر و تبدل سے بری ہے اسے کو لٹھہ کہتے ہیں۔ لیکن اُتم پرش دوسرا ہے جو پرما تھا کہلانا ہے اور جو اونا شی رانا فانی ہے اور تینوں کوں میں داخل ہو کر سب کا دھارن کرنے والا ہے جس طرح سے میں فانی جسم دکھشرا سے الگ ہوں ویسے ہی فانی جو در اکھشرا سے برتر ہوں اسی لیے یہ اور فانی تر مجھ پرما تو میں ہی ہوں) کہتے ہیں ارجن! جو

گیا فی اس طرح سے مجھ کو پرشوتم جانتا ہے وہ سب کچھ جان لیتا ہے وہ پھر واسد دیو پر مشور کی ہی بھگتی کرتا ہے
ایسا گیت (مخفی) شاستر، جو میں نے تجھ سے کہا ہے اُسے جان کر انسان گیتا فی ہو جاتا ہے اور موکش کو
حاصل کر لیتا ہے۔

پرشوتم یوگ نامی پندرہواں ادھیائے ختم ہوا

شرح و مہاتم

دُنیا کو پیل کے کبھی نہ ہوئے والے درخت کے ساتھ بھی تشبیہ دی گئی ہے اشوتھ پیل کے درخت کو کہتے
ہیں اس کے ایک معنی "شکل نہ قائم رہنے والا" بھی ہوتے ہیں کیونکہ دُنیا کو بھی قیام نہیں ہر لمحہ بدلتی
رہتی ہے اس واسطے غالباً اُس کو اشوتھ برکش یعنی پیل کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ جڑ اُوپر ہے پٹنیاں
نیچے ہیں کیونکہ دُنیا کی پیدائش برہم سے ہے اور برہم کا اُوپر ہونا فرض کیا گیا ہے۔ اس واسطے اس درخت
کی جڑ اُوپر ہی گئی ہے، دنیا میں مختلف صورتیں اور چیزیں ہیں دُنیا نیچے فرض کی گئی ہے اور اس دُنیا
کی چیزوں کو پٹنیاں کہا گیا ہے وید کے منتر پتے ہیں درخت اس وقت تک درخت کہلانے کا مستحق ہے
جب تک اُس کے پتے ہیں۔ پتے، جڑ اور تنہا کی وجہ سے اس کی شاخیں نیچے اُوپر پھیلی ہوئی ہیں

یعنی گنوں کی وجہ سے یہ دنیا اور اچھے اور بُرے لوگ آباد ہیں کیونکہ گنوں سے ان سب کی پیدائش ہے اس واسطے ان میں لذت یعنی وشیوں کے شگوفے پھوٹے ہیں۔ یعنی وشے بھوگ کی خواہش ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی اصلیت سے واقف ہونا مشکل ہے۔ اس کے شروع، قیام اور آخر کا پتہ ہمیں چل سکتا ان تمام حالات میں انسان کو کیا کرنا چاہیے۔ پس یہی کہ بے تکلفی سے رہے، دنیا سے لگاؤ نہ رکھے دنیا کے کام کرے۔ مگر بے تعلق ہو کر، یہی بے رخی کے تیز کلہاڑے سے اس درخت کو کاٹنا ہے اس سے ہی ہم دھام مل سکتے ہیں۔ پھر انسان آزاد ہی آزاد ہے۔ دنیا میں آنے جلنے کی کوئی پابندی نہیں رہتی۔

کہتے ہیں دنیا کو اک پیل کا لانا فی شجر
دیک کے منتر ہیں اس پیل کے پتے بے گمان
پرورش پاکر گنوں سے اس شجر کی ٹہنیاں
ان سے وشیوں کے شگوفے پھوٹے ہیں لازمی
باخبر اس سے دنیا میں کوئی ہو سکتا نہیں
گہری جڑ والا جو دنیا کا ہو پیل کا شجر
منزل بالاترین کو دھونڈنا ہے لازمی

جڑ ہے اوپر ٹہنیاں نیچے ہیں حبکی سرسبز
اس سے جو آگاہ ہے کہتے ہیں اسکو دیواں
ڈیر اور بالا بھی ارجن پھلتی ہیں بے گماں
ہیں جڑیں عمال کی دنیا میں پھیلی ہوئی
اول، آخر اور سکونست کا پتہ چلتا نہیں
بے رخی کے تیز کلہاڑے سے کاٹ کر
بن گئے ہیں گنوں کی کبی واپسی

ذات حق جس سے ہے کل عالم کی ارجن ابتدا
 آرزو، سہوا، تکبر سے جو انسان ہو رہا
 رنج و راحت اور سب افراد کو بھی ہے رہا
 آگ مہر و مہ کی وہاں روشنی ہوتی نہیں
 جیو واک مرا قدیمی جزد ہے اسے نامور
 اک قالب چھوڑ کر پاتا ہے جب وہ دوسرا
 اب جو لوگ سنسار میں پھنسے ہوئے ہیں وہ اس درخت کو کہاں دیکھ سکتے ہیں —

چاہیے انسان کو اس کا ہی لینا آسرا
 بے غرض بے لوث ہے اور خود کو ہی پہچانتا
 ایسا عاقل کرتا ہے حاصل وہ لافانی جگہ
 اس میری منزل سے ارجن واپس ہوتی نہیں
 کھینچ لیتا ہے وہ من اور اندریوں کو سرسبز
 ساتھ لے جاتا ان کو جیسے خوشبو کو ہوا
 نہیں دیکھ سکتے کیونکہ

وہ اس کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں — ایک مطلب اور بھی ہے جب اس سنسار روپی دنیا کی ایسی
 جلدی بدلنے والی حالت ہے ایک لمحہ بھر کے لیے بھی قیام نہیں — تو پھر اتنے تیز گھومنے والے چکر کو
 تھلا کون دیکھ سکتا ہے؟ اور پرسش تو خود اپنے ہی چکر میں پھنسا ہوا ہے وہ اس سنساری درخت کو کہاں سے دیکھے
 — اور نہ دیکھنے کا ایک سبب اور بھی ہے کہ اس کے آغاز کا ہی پتہ نہیں کہ یہ سنسار برکش کہاں سے
 اور کب شروع ہوا ہے پھر اس کا درمیا فی حصہ بھی نظر نہیں آتا — اور نہ ہی اس کا آخر کا ہی پتہ
 چلتا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ نہیں دیکھ سکتے ہیں کہ وہ اس سنسار روپی دنیا کی ایسی

کیا گیا ہے نا۔ پہلے دو شلوکوں میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ روپ ہی تو ہے اور یہ ستر نہیں ہے۔ تو پھر دیکھا کس طرح جاسکتا ہے۔ عرض یہ ہے کہ یہ سناری درخت تب ہی دیکھا جاسکتا ہے جب اُس سے باہر ہوا جائے۔ تاریکی میں تاریکی کیسے دکھائی دے گی؟ روشنی میں کھڑے ہو کر ہی اندھیرا دکھائی دے سکتا ہے اور ایسے درخت کا جس کا کوئی روپ نہیں اور جس کا انجام، آغاز اور قیام نہیں ملتا۔ جس کا آغاز و انجام بھی سمجھنا مشکل ہے اور یہ مشکل ہی اس کا روپ ہے جو کہ سادھن اور کوشش سے جانا جاسکتا ہے۔ میں ذرا اور سمجھا کہ بیان کرتا ہوں سنئے۔

اس درخت کا روپ (شکل) بھی برہم رپہ پاتا (میں سمایا ہوا ہے)۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس طرح سے قائم ہے؟ تو اس کا قیام بھی برہم رپہ پاتا (میں سمایا ہوا ہے)۔ اس سے باہر اس کے قیام کی صورت ہی نہیں ہو سکتی۔ انجام و آغاز و قیام اُس کا ملتا نہیں۔ اور اس درخت کو جاننا اکیان ہی کیونکہ اس کو جاننا اکیان ہے اس لیے اس کے جاننے کا طریقہ بیان کرتے ہیں کہ یہ جو جڑوں سے بندھا ہوا یہ درخت ہے اس کو دیراگ روپی (بے تعلقی۔ اسنگتا) کے ستر (پھتیار) سے کاٹنا چاہیے جڑیں کون کی ہیں؟ یہ جڑیں وہ ہیں جن کے سبب سناری بندھن میں یعنی دانائوں کی جڑیں۔ دانائیں روپی جڑیں جن سے ہمارا سنگ بنا ہوا ہے۔

ان واسطوں کا تیاگ (ترک) ہو جائے گا جس سے کہ اعتقاد بے تعلقی ہو جائے گی جس کو علیحدگی کہا جاتا ہے اور یہ علیحدگی ظاہری حالات میں نہیں ہوا کرتی بلکہ لذات اور محسوسات سے دیراگ کر لے سے اور آتما کے تنگ سے، یہ علیحدگی ہوا کرتی ہے۔ اس لیے بھگوان کی کرپا سے عرفان پا کر چیت کو سادھن میں نکال کر اس رخت کی لمبی اور پتی جڑوں کا جو بندھن ہے اُس سے غلطی حاصل کر لینی ہوگی۔ اُس لادوال مقام کی تلاش کرنی ہوگی جہاں پر پہنچ کر بازگشت نہیں ہوتی۔ یعنی اُس آدی پرش پر ماتما کا حصول کرنا ہوگا یعنی وہ پد پانا ہوگا جسے حاصل کر کے پھر لوٹنا نہیں پڑتا۔ اس پر ہم (پر ماتما) کو تلاش کرنا ہوگا۔ اس کے برعکس جب تک تلاش کی سعی نہ ہوگی بار بار گرے گا۔ لیکن جب اس پر م پد (لادوال مقام) کا حصول ہو جاتا ہے تو پھر واپسی نہیں ہو سکتی اسی پر م پد کے حصول کے لیے بھگوان شری کرشن چندر جی ہاراج اپدیش کرتے ہیں یہ پر م پد (لادوال مقام) اس درخت کا مول ہے اس کے ساتھ جتنی چھوٹی مول جڑیں ہیں اُن کے لیے کاٹنے کا آدیش کیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ جب تک یہ چھوٹی موٹی جڑیں کافی نہ جائیں گی۔ مول تک پہنچنا محال ہوگا اور ان کو کاٹنا نہیں لیے لازمی ہے کہ کہیں اس میں پھنس کر مول تک پہنچنے سے ہی نہ رہ جائے۔ اس مول تک پہنچ گیا تو واپسی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جہاں تک چھوٹی جڑیں ہیں — وہ اوپر کی حالتیں ہیں اگر ان میں پھنس کر رہ گیا تو سمجھ لیجئے کہ مول سے دور رہ گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس پر م پد (لادوال مقام) پر پہنچ کر پھر واپسی

نہیں ہوتی۔ اُس کو تلاش کس طرح سے کیا جاسکتا ہے وہ کون سا طریقہ ہے جس سے کہ اُس لازوال مقام کا حصول ہو سکتا ہے۔ عرض ہے کہ اُس مقام پر پہنچنا ہی، اُس کے حصول کا طریقہ ہے خالی باتوں سے یہاں کام نہیں چل سکتا۔ عمل کی ضرورت ہے جس نے سعی کی وہ پہنچا ہے

وہی معیارِ الفت میں یہاں پورے اترتے ہیں

خدا کے عشق میں اپنی خودی سے جو گزرتے ہیں

اب ہم اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ وہ کون پرش ہے کہ جس کی شران میں جاننا ہے جس پرش سے سنار روپ مایا پرکش کی پرور تھی بہت عرصہ سے چلی آتی ہے یعنی جب جب سے جو کا ساتھ ہے تب ہی مایا پرکش کی پرور تھی بنی ہوئی ہے جس سے پرورتن چلا آ رہا ہے جس پرش سے شروع ہی سے تبدیلی چلی آئی ہے جیسے آفتاب سے کرنیں نکلتی ہیں اور یہ کرنیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں آفتاب میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ویسے ہی پرش پر ماتا میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ لیکن اُس سے جو تبدیلی ہوئی ہے اُس کا سہارا لے کر اُس کے ذریعہ بڑھکند اُس پرش میں پہنچنا ہوتا ہے اُس کی پراپتی کی جاتی ہے اور اُس پرش پر تک پہنچنے کا سادھن (وصال باری کا طریق) یہ ہے کہ یہ کہے کہ میں اُس آدیہ پرش کی شران میں ہوں۔ پس جہاں خیال پیدا ہوا۔ اپنی ستا (خودی) اُس پرش میں پہنچنے پر توجہ دینا چاہیے۔

مٹایا جب خود کو بے خودی میں ک جھلک چمکی
اندھیری رات میں بجلی کی گویا اک دمک دکی
نظور خود مصور بن گیا تصویر کے بدلے
نظر آئی حقیقت خواب کی تعبیر کے بدلے

ملکت پرش کے لکھشن

کبر و جہالت سے بری، تعلقات کی خرابیوں پر فحشہ، آتما میں محو، خواہشات سے یا لاترا اور رنج
وراحت وغیرہ سے آزاد، عقلمند یوگی۔ اس لازوال مقام پر پہنچتے ہیں۔ کبر کہتے ہیں ابھیمان کو، اور
ابھیمان میں خودی رہتی ہے اور یہ دنیاوی ساز و سامان یہ بھاؤ پیدا کر دیتے ہیں کہ یہ میرا ہے یہ میں
ہوں اور اسی طرح سے مودہ کی حالت استری اور پتر وغیرہ سمبندھیوں کے ساتھ ہوتی ہے جو، پدارتھ
اور مایا ابھیمان پیدا کرتے والے ہیں بنی مان شریر کے خلق ہوا ہے۔ ان کے مودہ پیدا ہو جاتا ہے جس

میں ابھیماں اور موہ نہیں رہا۔ اُس کے ہاں ابھیماں اور موہ کے سامان عورت اور بچے موجود ہیں مگر اُن میں موہ نہیں ہے۔ اور دوسری صورت میں ایک شخص گھر گھر سستی کو ترک کر کے اپنے تئیں نہ ابھیماں اور نہ موہ ظاہر کرتا ہے لیکن اُس کے اندر ہیوی اور بچوں کا موہ بدستور موجود ہے یہ سنکار جو زندگی میں پیدا ہو گیا ہے اُس کو ہٹانے کا سامان ہونا چاہیے۔ کیوں نہ ایسی تدبیر کی جائے جس سے کہ مان اور موہ۔۔۔ میں اور میرا پیدا ہی نہ ہوں۔ اس کے لیے ایک ہی طریقہ ہے کہ اپنے سادھن کو بڑھاتا چلا جائے جس سے کہ میں اور میرے کا جو بھاؤ ہے وہ پر بھو میں لیں ہوتا رہے اور مہکوت ان سے پریم ہو جاوے اور پھر۔۔۔

جب سمجھتا ہے آنکھوں میں وجودِ وا جب
دیکھتا کون ہے اس عالم امکان کی طرف

جہاں مان اور موہ سے علیحدگی ہوئی۔ وہاں پریم اور مہکوتی کا دور دورہ ہوا۔ جنھوں نے اپنا مان اور موہ ختم کر دیا جو مان اور موہ سے رہت ہز گئے۔ جنھوں نے اپنی خودی کو مٹا دیا جنھوں نے سنگ دوشوں پر فتح حاصل کر لی، سنگ دوش کا مطلب ہے کسی سے تعلق کا پیدا ہونا۔۔۔ دوشے سیون کا ذکر سنا نہیں کہ من چنچل رہتیاب ہوا میں اور سنگ دوش کا کارن جب ہوا کرتا ہے اندریاں (حواس) اور

ان اندریوں کو بس میں کرنے کا طریقہ ہے ان پر فتح پانا — اور ان پر فتح پائی جاتی ہے۔ گیان چرچا سے، ہر وقت آتم گیان کا ذکر ہوتا رہے۔ ذکر علم الہی، اور جہاں گیان چرچا سے آتما میں محو ہونا شروع ہوا پھر یہ جو سرشی کا پھیلاؤ ہے یہ بھی اپنی آتما میں ہی بھائے لگتا ہے۔ پھر آتما کے علاوہ دوسری کوئی شے معلوم ہی نہیں ہوتی اور یہی

آتم گیان

ہے اس کے برعکس زبانی جمع خرچ چاہے کتنا ہو وہ آتم گیان نہیں ہے یہ زبانی جمع خرچ کا تو سودا ہی نہیں ہے یہ تو عمل کا سودا ہے عمل کا، دس بس پوتے پڑھ لیے۔ مبہم و مشکل الفاظ رٹ لیے۔ گیان، گیان پکارنے لگے۔ قارئین کرام! یہ گیان نہیں ہے۔ گیان وہ ہے جو عملی طور پر ہو، جب یہ دنیا کا پھیلاؤ اس عالم کا سارا کھیل، مہ تماشا گاہ عالم — اپنے پر بھوکا پھیلاؤ معلوم ہونے لگے تو سمجھو پہنچ گئے ہیں منزل پر، ہو گیا ہے گیان کا حصول!

خواہشات کا پیدا ہونا۔ کہ یہ کام یوں ہو اور فلاں یوں ہو۔ اگر مرضی کے مطابق کام ہو گیا تو خیر، ورنہ جو دکھ خواہش کے پالنے سے پیدا ہوتا ہے اس کی کوئی شے نہیں ہے۔ خواہشات کے پورا نہ ہونے کا

دکھ، کام کام مرضی کے مطابق نہ ہونے کا رنج و غم سے دل کو کمزور کر دیا کرتے ہیں دل مضبوط نہیں ہو کر تاخوہشات کے جنجال میں پھنس کر لہذا اس جنجال سے نکلنا ہو گا۔ اس کو بچاؤ کر پھینک دینا ہو گا جو اس جنجال کو توڑ کر دھڑپک چکے ہیں وہی گیتا میں لہذا لازمی ہے کہ خواہشات کے جنجال سے آہستہ آہستہ مخلصی حاصل کی جائے اور گیتا چرچا میں محو ہو کر آتم گیتا کو بڑھایا جائے اور شاہراہ زندگی میں اُسے عمل میں لایا جائے۔

نگاہ حق نگہ میں ذات ہو کر سمایے گا !
اُڑا دوں گا یہ افواج قضا آہستہ آہستہ

انباتی پد

بھگوان فرماتے ہیں کہ جہاں سورج، چاند اور آگ کی روشنی کا دخل نہیں ہے اور جہاں پہنچ کر بازگشت نہیں ہوتی وہی میرا سب سے اعلیٰ مقام ہے روشنی کے تین ذریعے ہیں آفتاب، چاند اور آگ اور یہ تینوں ہی بھگوان کے اُس اعلیٰ مقام کو روشن نہیں کر سکتے۔ یہ اس قابل ہی نہیں ہیں کہ اس پر دم و حام کو روشن کر سکیں تو اس سے ظاہر ہوا کہ وہ لازوال مقام ”پریم پرکاش روپ“ ہے سورج۔ چاند اور آگ کی روشنی سے پرے ہے اور سورج۔ چاند اور آگ کی روشنی کو پورے کر کے وہیں پہنچا ہو گا۔ گویا آفتاب کی روشنی اُس

پریم پرکاش کے مقابلے میں اپرکاش روپ ہی ہے۔۔۔۔۔ اندھیرا ہونا پھر یہ اپرکاش روپ

اور روشنی تک پہنچنے کے لیے اندھیرے میں سے ہو کر گذرنا ہوتا ہے۔ تاریکی میں سے ہو کر اُس پرکاش تک پہنچنا ہو گا۔ اُس پریم پرکاش تک۔۔۔۔۔ اُس لاثانی مقام تک، اور پھر جہاں جا کر واپس آنا نہیں ہوتا

جہاں پہنچ کر بازگشت نہیں ہوتی سیدھے سادے الفاظ میں مطلب یہ ہے کہ جہاں پہنچے ہم واپس آ سکتے ہیں اُس مقام سے آگے بڑھنا ہے پھر ہم وہاں پہنچ جائیں گے جہاں پر سے بازگشت نہیں ہوتی۔ یعنی ہمیں

اُس حد تک آگے بڑھ جانا ہے جہاں پر سے پھر واپسی نہیں ہوتی۔ جہاں بڑھنا ہی باقی نہ رہا تو پھر واپسی کی گنجائش ہی کہاں رہ گئی اور جو پھلا پھیلاؤ تھا وہ اس بڑھناؤ میں سما گیا اور وہی تو اٹل۔ اچل اور پری پورن

پہ ہے ایک ہی ایک، آپ ہی آپ اور سب ہی سب! اور یہ مقام ہے کہ جہاں پر کہ دوسرے گنجائش کی گنجائش نہیں وہاں تو مشرعی پر ماتم دیو کی روشنی ہے اور وہ پر ماتم دیو اتنا آئندہ ہے کہ جس کے جزوی آئندہ کو لے کر ساری دنیا

کے لذات و محسوسات آئندہ والے بنے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔

غروب ہوتے ہیں چاند سورج کسوف بھی ہے خسوف بھی ہے
مجھے ہے اسے تھریہ تمنا کہ نور میں لا دو ال دیکھوں!

جیو لوک

آنند کند بھگوان شری کہ شن چندرجی بہاراج فرماتے ہیں میرا سائن انش راز لی جزو جیو اس لوک میں
 تشکل ہو کر پر کرتی کی بنی ہوئی اندریوں کو جن میں چھٹا من ہے اپنے ساتھ کھینچ لے جاتا ہے جیو لوک وہی لوک
 ہے جہاں پر جیوؤں کا لوا اس ہے جس قدر یہ ظاہر لوک شریہ وغیرہ ہیں اُن سے پرے جیو لوک ہے اس جو
 لوک سے باز گشت ہوتی رہتی ہے بھگوان نے فرمایا ہے کہ جیو میرا سائن انش ہے۔ انش کہتے ہیں ٹکڑے
 کو اور آتما کے ٹکڑے ہو نہیں سکتے اس شری میں جو آتما کا انش ہے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر شری میں داخل
 نہیں ہوا وہ تو اس طرح سے اُس میں موجود ہے جس طرح سے کہ ٹکڑے میں آکا ش موجود ہے۔ ٹکڑے میں
 آکا ش کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جاتے اور آکا ش کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ شریہ کا گھراؤ پر ان کے
 واسطے ہے آتما کے لیے نہیں آتما کے لیے کوئی گھراؤ نہیں ہو سکتا وہ سرو دیا پاک ہے اور سب میں سایا ہوا ہے
 ٹکڑے ہونے کا سوال آتما کے لیے پیدا نہیں ہو سکتا۔ انا تم کے لیے ہو سکتا ہے۔ انا تم سے پر ہے۔ آتما تا !
 بھگوان فرماتے ہیں کہ میرا سائن انش جیو سائن جیو سے مراد ہے جو شروع سے ہی جیو ہے جو ایثار کا ساتھی ہے
 گویا ایثار نے اپنا انش اپنے ساتھ ہی بنالیا ہے جیسے کہ بٹا یا پاک انش کہلاتا ہے۔ بٹا یا پاک سے علیحدہ بھی ہے

اور باپ کا روپ بھی ہے گویا باپ سے علیحدہ نہیں، باپ کا انش کہلاتا ہے بیٹے کو "نخست جگر"، جگر کا ٹکڑا بھی تو کہتے ہیں پیارے ٹکڑے کا لفظ مستقل ہوتا ہے ورنہ وہ ویسے ٹکڑا نہیں ہے کسی چیز کو علیحدہ علیحدہ ٹکڑوں میں جیسے تقسیم کیا جاتا ہے ویسے ٹکڑے ہونا یہاں نہیں ہے یہاں تو انش روپ ہوتا ہے کیونکہ جو پر بھوکا پری ہے اپنے پر بھومیں سمارتا ہے اس کی اپنے پر بھوسے مٹنے کی خواہش ہی رہتی ہے یہ وہ ہوتے ہوئے بھی ایک ہیں ان میں سے پر مانتا توکل ہے اور جیو، انش یا جزو ہے جس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ قطرہ سمندر کا ایک ٹکڑا اور وہ قطرہ سمندر میں مل کر امر ہو جاتا ہے ویسے ہی جیو اپنے پر مانتا میں مل کر امر ہو جاتا ہے۔

مہاتم

منتری نارائن نے فرمایا۔ اے نکستی اکرودیش میں نرسنگھ نام کا راجہ راج کرتا تھا اُس کو اپنے منتری پر بڑا اعتبار تھا۔ مگر منتری کمی نہ خصلت انسان تھا سامنا ہونے پر "حی حضور" "حی حضور" کرتا رہتا تھا۔ مگر دراصل وہ ہر وقت راجہ کو مارنے کی تدبیریں سوچتا رہتا تھا۔ ایک دن وہ کامیاب ہو گیا اور اُس نے راجہ کو مار ڈالا اور خود راج کرنے لگا۔ لیکن کال ٹیکر تو چلتا ہی۔ ایک دن اُس کا بھی پیام اجل آ پہنچا۔ دیکھنے والوں سے کہ وہ محو حیرت کھوں ہوئے۔ زندگی وہ خواہے جس کی اصل تعبیر ہے

اور وہ مرکز دھرم راج کی کچہری میں پیش ہوا۔ دھرم راج نے اُس کا اعمال نامہ دیکھا۔ حکم دیا کہ گھوڑے کی جون میں ڈالا جائے چنانچہ وہ گھوڑا پیدا ہوا۔ ایک دن اُسے سوداگر اسپان نے خرید لیا اور اپنے راج کو دے دیا۔ راجہ اُس پر سوار ہو کر شکار کھیلنے کے لیے گیا۔ جنگل میں ایک سادھو کی جھونپڑی تھی۔ راجہ مہاتما کے درشن کرنے کے لیے اُس کے اندر چلا گیا۔ اور گھوڑے کو کٹیا کے باہر ایک درخت کے ساتھ باندھ گیا۔

سادھو اس وقت اپنے لڑکے کو شرید بھگوت گیتا کا پندرھواں اوصیلے پڑھا رہا تھا اُس نے اپنے لڑکے کو ایک پتہ پر گیتا کا ایک شلوک لکھ کر دیا اور کہا کہ اسے حفظ کر لو۔ لڑکا کھیلتا ہوا کٹیا سے باہر نکلا۔ پتہ اُس کے ہاتھ سے نکل کر زمین پر گر پڑا۔ جو نہی گھوڑے نے وہ پتہ دیکھا اور اُس پر لکھا ہوا وہ شلوک دیکھا تو اُس نے پرانے تیاگ کر دیو دیہی پائی۔ سوگ سے بمان آئے اور وہ اس میں سوار ہو کر سوگ کو گیا۔ راجہ جب اُس کو دھو کی کٹیا سے باہر نکلا تو دیکھا کہ گھوڑا مرا پڑا ہے۔ سادھو سے پوچھا تو اُس نے بتایا کہ میں نے ایک پتے پر شرید بھگوت گیتا کے پندرھویں اوصیلے کا ایک اشلوک لکھ کر اپنے لڑکے کو حفظ کرنے کے لیے دیا تھا۔ اس شلوک کو دیکھ کر اُس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ راجن! آپ اپنے گزشتہ جنم میں راجہ تھے۔ یہ گھوڑا آپ کا وزیر تھا اُس نے آپ کو مار کر آپ کی گدنی سنبھال لی تھی۔ اب یہ اس شلوک کے درخت سے مکت ہو گیا سو تم بھی اگر سنار ساگر سے ترنا جا رہے ہو تو آئندہ بھگوان شری کرشن چندر مہاراج کی بھکتی کرو۔ روزانہ بھگوت

گیتا کا پاٹھ کیا کروا راجہ نے سادھو کی ہدایت پر پورا پورا عمل کیا اور اُس کو بھی مرنے کے بعد بھگوان کا چہم دھام
(مقام اعلیٰ) پر اپت ہوا۔

سو پھواں ادھیائے

دیو اُسر سمیت و بھاگ یوگ

دیوتاؤں اور دیوتوں کی خصلتوں کا بیان

۴۴ شلوک

بھگوان نے فرمایا :- نہ بھیتا نہ ڈرتا (انتہ کر ن کی شدھی دیاک باطنی) گیان اور یوگ میں بھترتا د علم و عمل
س (استقامت) دان (فیاضی) دمن (منبط حواس) اگیہ، سوا دھیائے دست شاستروں کا مطالعہ)

سرلتا (بے ریائی)، اہنسا ستیہ (راستی)، اکرو دھ (کھل)، تیاگ (شائستگی)، راٹھیاں (نہ اندانہ کرنا) (عیب پوشی)،
 سب بھوتوں پر دیا۔ کو ملتا۔ لجا رھیا، اچھلتا۔ سنجیدگی، تیج (جلال)، اکشما (عفو)، دھیرج (استقلال)،
 پوترتار (پاکیزگی)، ابھمانتہ (یہ گن (خصالتیں) دیوتاؤں میں پائی جاتی ہیں۔ دھبہ (پاکھنڈ)، ریا کاری (دیر
 خود غنائی)، ابھیاں (غزور)، کرودھ (غصہ)، کھڑوتا (سنگدلی)، اوراگیاں (جہالت) یہ سب دیتوں (شیطان
 سیرت والوں) کی خصلتیں ہیں، دیوی (ملکوٹی)، صفات مکتی کا اورا سڑی (شیطانی) خصائل (استگی) (بندھن)
 کاباعث ہیں۔ مگر اسے ارجن تو رنج مت کر پیری عادات دیوتاؤں کی سی ہیں اس دنیا میں دھم کے لوگ ہیں
 دیوتا (فرشتہ خصلت)، اورا سڑ (شیطان خصلت) دیوتاؤں کا بیان تو دتار سے (مفصل طور پر) ہو چکا
 ہے اب برے لوگوں کی عادات کو سن! دیوتوں کی عادت والے لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ ہم کو کیا کرنا لازم
 ہے اور کیا نہ کرنا، نہ ہی اُن میں پوترتار (پاکیزگی) ہی پائی جاتی ہے اور نہ راستی ہی۔ وہ ہم کو دیا کونہ جانتے
 ہوئے اور اُسے جھوٹ مانتے ہوئے کہتے ہیں کہ پاپ، پنیہ کچھ نہیں اور نہ ہی دنیا کا کوئی مال کسے
 استری اور پُرش کے ملاپ سے یہ سب پیدا ہوا ہے سوائے کام و اسنا کے اور ہر ہی کیا بہ ایسے خیالات والے
 میلے دل والے اور بُرے گرم کرنے والے، کم عقل اور دھرم کے دشمن لوگوں کے ناش کے لیے ہی پیدا
 پیدا ہوتے ہیں مکاری، اکبر اور مستی، سے ہم نے ان خبیثات کا سہارا لیتے ہیں، جو کہ ہر ہی ہونے والی نہیں

ہیں اور جہل سے جھوٹے عقیدوں کے پیروکار بن کر، بڑے اعمالوں سے زندگی بسر کرتے ہیں وہ ایسے فکروں میں جن کی کوئی حد تک اور جو قیامت تک نہیں چھوٹے۔ گرفتار رہتے ہیں اوروشے بھوگوں کے بھوگئے (حظ نفس) کو ہی زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں۔ آٹھ روپ سینکڑوں کو پچاسوں میں بھینس کر، یہ لوگ کام اور کرودھ میں مبتلا ہو کر وشے بھوگوں کی پورتی کے لیے (لذات نفسانی کے حصول کے لیے) ناجائز وسائل سے دولت جمع کرنے کی سعی میں لگے رہتے ہیں۔ میں نے آج یہ پایا ہے۔ کل اس منور تھ کو پاؤں گا۔ میرا یہ دھن ہے پھر یہ بھی ہو گا۔ اس دشمن کو تو میں نے مار لیا اب باقی دشمنوں کو بھی ہلاک کروں گا۔ میں حکومت کرتا ہوں لذات دنیوی سے حظ اٹھاتا ہوں وجہ یہ ہے کہ قدرت اپنی ہے اور زور اپنا ہے، میں بڑا عالی خاندان ہوں اور امیر ایسا ہوں کہ دنیا میں کوئی میری برابر ہی نہیں کر سکتا۔ میں یگیہ کروں گا۔ دان دوں گا اور خوش بخت بنوں گا یہ سب آگیا نینوں کے خیالات ہیں ۵

عیش و عشرت کی غرض سے از روہ ظلم و جبر
مال و زر کی فکر میں رہتے ہیں ار جن سدا
یہ مہری دولت ہے اسکے بعد پاؤں گا وہ
کا پانی عیش و عشرت و قدرت سہمی

حسرتوں کے دام میں پابند ہو کر سر بسر
بندہ خواہش ہوئے غصہ میں مبتلا
آج یہ حاصل ہوا ہے اور کل پاؤں گا وہ
مارا اس دشمن کہ پانی عیش و عشرت و قدرت سہمی

یہ میری جاگیر ہے میرے برابر کون سا
 دانِ دوں گا یگ کروں گا اور اڑاؤں گا مرنے
 دامِ غفلت میں پھنسے فکرِ دوں کے مائے آدمی
 جاہ و دولت کے نشے میں چور ہو کر سر بسر
 محض دُنیا کو دکھانے کو کر دفر بہ سے
 بے طریقیہ یگ کرتے ہیں وہ شہرت کے لہو

انیک پر کار سے بھرت چہت والے (طرح طرح کے توہمات سے پریشان) موہ دُوپ (غفلت)
 جال میں پھنسے ہوئے و شے بھوگوں میں اتینت آسکت (لذاتِ نفسانی میں مبتلا رہنے والے) جہاں پو ترنگ
 (ناپاک جہنم) میں جاتے ہیں وہ کینہ ور، خودی، طاقت، نخوت، کام اور کرودھ سے مغلوب ہو کر مہری
 ذات سے جو اُن کے اور اوروں کے شریروں (اجسام) میں سختت (مقیم) ہے دولیش (لذت) کرتے
 ہیں ان دولیش کرنے والوں (کینہ وروں) پا پا چاری رہد خصلت (نرا دہوں رجو لواع انسان میں بیج
 ہیں سو میں بارم بار اُسری پو نیوں (ناپاک اور ناپاک نسلوں میں) پھینکتا ہوں وہ کم بخت منجہ
 کو حاصل نہ کر کے پھر بار بار منج گئی اُسری پو نیوں میں پیدا ہوتے ہیں کام، کرودھ اور لوبھ جیو اور آتما کا
 ناش کرنے والے گویا نرنگ کے ہیں وہ ورت ہیں اس لیے اس لیے وہ بے غافل بنا دینے والے

ان تین قسم کے دروازوں سے بچا ہوا انسان اپنی بھلائی کے لیے کوشش کرتا ہے وہ پریم گیتی راجے ترین مرتبہ کا حصول کرتا ہے جو آدمی شاستر کے اصولوں کے خلاف اپنی مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے وہ یہ سیدھی رکمال نہ پریم گیتی راجے ترین مرتبہ نہ ہی سکھ (آسانش کو ہی پراپت ہوتا ہے، اس سے تجھ کو لازم ہے کہ تو گرموں کی روھی اور نشیدھ کو دیکھتا ہوا شاستر کے اصول پر ہی چلے اور شاستر کے اصول مطابق ہی قائم کئے ہوئے کرم ہی تجھ کو کرنے لازم ہیں۔

دیو اشرمپد و بھاگ پوگ نامی سولہواں آدھیائے ختم ہوا۔

شرح و مہاسم

جو لوگ بُرے کام کرنے والے ہیں اُن کے دل اندر سے کانپتے رہتے ہیں اور ڈر کی وجہ سے اندر سے نکوچے رہتے ہیں۔ بر خلاف اس کے کہ نیک کام کرنے والوں کے دلوں میں بے خوفی جاگزیں رہتی ہے اور آٹھک بل والے رہتے ہیں اس لیے ہی تو اُن کو دیوتاؤں کی حضرتوں والے اور بے خوف طبع کہا گیا ہے۔ یعنی آزاد اور لا پر واہ، اپنی سچائی کے بھروسہ پر رہتے ہیں۔ دل میں کسی طرح کا راز چھپا کر نہ رکھنا یعنی جو کچھ دل میں ہو اس کا کوئی بھی راز نہ رکھنا، اس کے خلاف ہی کہنا ہے کہ گپان یوگ کے سادھنوں

میں شوق رکھتا اور شب و روز اس کے ابھیاں میں لگے رہتا، دان کرنا، یعنی فیاض طبع ہونا، موقع اور
 محل دیکھ کر غریب ہو یا امیر سب کی تکلیف میں کام آنا اور جہاں تک ہو سکے۔ تن من۔ دھن سے سب کی
 مصلحتی چاہنا۔ اندریوں کو ان کی لذات و محسوسات کی طرف جہلے نہیں دیتا۔ اگر بھوک ملیں بھی تو
 بھی اُن کو استعمال میں نہیں لاتا۔ یہی اصلی تیاگ ہے۔ نگیمہ کئی قسم کے ہیں جن کا بیان تیسرے ادھیائے میں
 ہوا ہے جن میں سے پران میں اپان، اپان میں پران کو ہون کرنے کا نگیمہ سب سے اعلیٰ تسلیم کیا گیا ہے
 سوا دھیائے یعنی روحانی لٹریچر کا باقاعدہ طور پر مطالعہ کرنا اور اُن کی تعلیم کے مطابق ہی اپنی زندگی
 میں عمل کرنا۔ بلکہ اپنی عادتیں بھی شاستروں کی تعلیم کے مطابق بنالینا، وصال ذات باری یعنی بھگوان
 تک پہنچنے کے لیے چاہے کتنی ہی تکالیف کیوں نہ برداشت کرنی پڑیں برداشت کرنا، سیدھا سادھا رہنا
 تاکہ غرور کی بو نہ آئے۔ من، بائی اور جہم سے کسی کو بھی کسی قسم کی تکلیف نہ دینا، اور نہ ہی دل سے کسی کا بُرا چاہنا
 اپنا کہلا تلے دل سے اور اندریوں سے جھگڑان میں آیا ہو ویسے کا ویسا ہی پیارے، اتفاق میں ادا کرنا
 سیتہ کہلاتا ہے اپنے ساتھ بُرائی کرنا واسطے پر بھی غصہ نہ کرنا نیز حتی الامکان اس کو شغل میں رہنا کہ غصہ
 کا مھوت سر پر سوار ہی نہ ہو، ہر ایک کام میں کسی قسم کا غرور پیدا نہ ہونا۔ مثلاً یہ کام میرا ہے اس کو میں کر
 رہا ہوں۔ ایسے خیالات سے بچنے کے لیے اس کا نام نیاک ہے جبب، اپ، پوک اور وچار کے بھیاں

سے روم، روم میں جو کیا نیت پیدا ہوتی ہے اُس کو سکون قلب کہتے ہیں کسی شخص کے نقص یا بُرے کاموں یا بُری عادتوں کو نہ ہی تو اپنے من میں سوچنا اور نہ ہی کسی دوسرے انسان سے ذکر کرنا۔ بغیر مطلب دوسرے کا کام کرنا۔ اُس کو فائدہ پہونچانا۔ دیا کہلاتا ہے لذات و محسوسات کے میسر ہونے پر دل کا نہ لچکانا اور بے تعلق رہنا آپا کہلاتا ہے۔ طبیعت کا نرم ہو، بات چیت بہت میٹھی ہو زبان کرخت نہ ہو، کسی کا دل دکھانے والی نہ ہو۔ شکوہ و شکایت والی نہ ہو۔ طعنہ اور بولی والی نہ ہو ایسی ہو کہ دوسروں کو بھی سکھ پہنچائے۔ آپ بھی سکھ میں رہے جن کاموں کو سنار اور شاستر تپا کہتے ہیں اُن کے کرلے میں حیا کا ہونا عادات میں کیا نیت ہو، استقلال ہو اور بُرہ دباری ہو اُسکو بخیرگی طبع کہتے ہیں حلال اس طاقت کا نام ہے جو نیک اشخاص میں اپنے کاموں کے کرنے سے پیدا ہوتی ہے جس سے دوسرے لوگوں کو بھی خود بخود سدھار کر اُتر پڑے اسی کو آتمک بل کا بھی بیج کہتے ہیں جو شخص اپنے ساتھ ہوائی کرے اُس بُرائی کو بھول جانا عفو کہلاتا ہے، سہارے کی طاقت، استقلال طبع ہونا، یا ہر جسم کی پاکیزگی، اندر دل و دماغ کی صفائی رکھنا اور کسی سے حسد نہ کرنا اور اپنے آپ کو بُرا سمجھ کر غور نہ نہ کرنا یہ سب دیوتاؤں کی خصائیں ہیں جنہیں خیر خصلتیں موعود ہوں سے دیوتا ہی خیال کرو۔

غصہ بیرحمی، تکبر، کراہے بھی غرور، اسری خصلت کے اساتوں میں ہوں ان کا ظہور

بولہ کلا سمپورن، آنند کند بھگوان شری کرشن چندر جی ہمارا ج فرماتے ہیں۔ ارجن! ریا کاری، خوشنما
غور، غصہ، سنگدل اور جہالت یہ سب شیطان سیرت انسانوں کی خصلتیں ہیں ریا کاری :- دھرم کا
نام لے کر مکاری کرنا، دھرم کا ناکارہ چننا جس سے دنیا یہ خیال کرے کہ یہ مہاتما ہے۔ تپو ہی ہے دانی
ہے، پوگی ہے، یگیہ کر لے والا ہے پنڈت (عالم ہے) گیارنی (عقل) ہے بھگت (عارف) ہے غرض دکھاؤ
کے لیے جو دھرم سپون کیا جاتا ہے اُسے دھرم دھو جتا کہتے ہیں۔ یہی ریا کاری یہ اُسری سمپدا کا پہلا بخش
ہے اس واسطے یہ بہت ہی ضروری ہے کہ میں 'میں'، 'میرا' کو ساتھ چٹا کر کوئی کام نہ کیا جائے جس دھرم
کا یہ (دکارٹو اب) میں یہ 'میں' ساتھ رہتی ہے وہ دھرم ہے پاکھنڈ ہے اور ریا کاری ہے جسے بھگوان
گیتا روپ میں سمجھتے رہتے ہیں ویسے ہی سادھک کا سادھن بھی گیتا رہتا ہے اسی طرح سے دکھاوے
کے لیے جو دھرم کا یہ کیا جاتا ہے وہ ریا کاری میں داخل ہے جسے اس دھرم کا یہ کہتے ہوئے جو پنڈت
کیا جاتا ہے اُس سے جو گھمنڈ پیدا ہوتا ہے وہ دھرم کہلاتا ہے

دنیا وی سارو سامان۔ استری۔ پتر، دھن سے جو گھمنڈ ہوتا ہے کہ میں بڑا دولت مند ہوں میرا کنسہ
بہت بڑا ہے، میں اعلیٰ خاندان کا فرد ہوں میرے برابر دوسرا اور کوئی نہیں ہے یہ گھمنڈ روپ کہلاتا
ہے اول الذکر تیاگ کا ناکارہ ہے گھمنڈ کرنا ہے اور آخر الذکر دنیا میں جس کا ہوا بڑپن کا ناکارہ کرنا ہے گھمنڈ

کرتا ہے ہیں دلوں ہی رہا کارا۔

سینہ میں گرے کینہ، مدفا کا نہیں مکان

دل میں اگر خود ہی ہے خدا کا وہ گھر نہیں!

اسری سمپدا کا تیسرا لکشن :- ابھی ان سے اپنے تین بڑا سمجھنا، اپنے دل میں خواہ مخواہ اپنے تیل
بڑا سمجھتے رہنا اور دوسروں کو حقیر خیال کرنا۔ حالانکہ بڑا نام صرف بھگوان کا ہی ہے۔

کبھی نہ مغرور ہو اسے نیکس بخت سزا ہر تکبر کی ہوتی ہے سخت

جو دانا ہیں کرتے نہیں وہ غرور تکبر سے ہر وقت رہتے ہیں دور

فقط جاہلوں کی ہے عادت غرور تکبر سے بچتے ہیں اہل شعور

عزرائیل کو خوار اس نے کیا وہ زندان لعنت میں قید ہی رہا

تکبر میں اعظم جو سرشار ہے گہنگار ہے وہ گہنگار ہے

اسری سمپدا کا چوتھا لکشن :- کرو وہ کارو وہ بھی میں کی وجہ سے ہوا کرتا ہے اسری سمپدا

جتنے بھی لکشن ظاہر کیے گئے سب میں "اور میرا" کی وجہ سے ہیں کرو وہی شخص میں اپنی بھلائی بُرائی کے

متعلق سوچنے کا وہ نہیں، واکو وہ اپنی کرو وہ کی ہیں ہی بتا رہے ہیں۔ پانچواں لکشن ہے کھڑا

یعنی کھڑو بانی بولنا۔ ایسی بات کہنا جس سے دوسرے کا دل دکھے یہ اپنے سنا ہو گا کہ تلوار کا زخم تو بھرتا ہے گردبان کا دھم نہیں بھرتا۔

دل کی بستی میں محبت کا اگر پاس نہیں

ایسی بستی سے تو ویرانہ بنایا ہوتا

چھٹا لکھن اگیان ہے۔ گیان کا نہ ہونا یا جھوٹے گیان کا ہونا۔ کسی بات کا نشیہ نہ ہونا یہ کام کروا یا نہ کروا، یہ بات کہوں کہ نہ کہوں۔ یہ چھ لکھن ہیں اسری سہیدا والوں کے۔ لیکن بہتر یہ ہوگا کہ کسی دوسرے کا امتحان کرنے سے پہلے اپنا دل ہی ٹوٹ کر دیکھ لیا جاوے کہ ہم کتنے پانی میں ہیں۔ ان لکھنوں کو دیکھ کر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہم نے کس سہیدا میں جہنم پایا ہے۔

اُس سو بھاؤ والے، پروردہ تی اور فوری بھی نہیں جانتے یعنی وہ یہ نہیں جانتے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کیا نہ کرنا چاہیے نہ اُن میں شوچ رہا ہے (پاکیزگی) ہوتا ہے اور نہ ستیہ (راستی) اور نہ ہی آچار (نیک اعمال) یہاں پہلا لکھن پروردہ تی کا نہ جاننا بیان کیا کیسا ہے جیسے دھرم کا یہ میں پروردہ تی ہوتی ہے اپنے فرض کی ادائیگی کا حیا رکھنا ہوتا ہے۔ مگر شیطانی خصلت والے لوگ یہ نہیں جانتے کہ ہم کو دھرم کا کام کرنا چاہیے یا وہ کو نہ سادھرم کا کام ہے۔ سبیلے کرنا کو اس بات کا گیان ہے کہ ہمیں ہر دور تی بھی نہیں

جانتے کہ ادھر م یا پاپ سے نورتی لازمی ہے کہ ہم کو یہ کام کرنا مناسب نہیں ہے ایسی سمجھ یا گیان اُن کو نہیں ہے مانو جائز یا ناجائز کو سمجھتے ہی نہیں سب سے بڑی بڑی خصلت اس قسم کے اشخاص میں اُن کا گیان یا جہل ہوتا ہے ایسے اشخاص ست سنگ صحبت نیکان ہیں تو کیا بھیٹیں گے ہاں موڑھ مشڈل میں ضرور بھیٹیں گے۔ یعنی صحبت جاہلان ضرور اختیار کریں گے۔

اگر ہوش رکھتا ہے اے ہوشیار
تو جاہل کی صحبت نہ کر اختیار
نہ ہوشیرو شکر تو مجہول سے
مگر جاہلوں سے تو بچ کر نکل
تو جاہل رفیقوں پر ترجیح دے
کوئی اس سے بڑھ کر مذمت نہیں
ہے اک بد کلامی کا اُس کو شعور
بڑا کام ہی کام جاہل کا ہے
بے بہتر کہ لعنت ہو کر دار پر
نہ جاہل سے ملے نہ شمشاد

شوہر :- شدھی پوترتا، یا پاکیزگی کو کہتے ہیں۔ بد خصلت انسان میں پاکیزگی نہیں ہو اگر تی۔ باہر سے بھی پوتر نہیں اور اندر سے بھی پوتر نہیں وہ ہر طرح سے غلیظ اور ناپاک رہتا ہے اُس کو صفائی کا خیال ہی نہیں ہوتا۔ غضب کا دور در می ہوتا ہے، شیطانی خصلت والا، انتریا می بھگوان بھی اس کو، اپنی طرف آنے ہی نہیں دیتے، اور ایسا شخص کام ہی ایسے کرتا رہتا ہے کہ اُسے سکھ یا شانتی نصیب ہی نہیں ہوتی آپ ہی بتائیے کہ ایک بد کو بھی کبھی چین نصیب ہوا ہے۔

جیسے کسی دریا کا پانی بہہ رہا ہو۔ لیکن وہ کھیت میں تب تک نہیں جا سکتا۔ جب تک کہ اُس کے راستہ میں سے بندھ نہ ہٹایا جاوے۔ اسی طرح سے پر ماتما روپی امرت سب جگہ بہہ رہا ہے مگر وہ قلوب میں نہیں جا سکتا جب تک کہ، گناہوں کے بندھ کو راستے میں سے ہٹایا نہ جاوے اور یہ بندھ صرف نیک اعمالوں سے ہی ہٹایا جا سکتا ہے جو انسانی نیک کام کرتا ہے یہ بندھ ایک طرف ہٹا جاتا ہے پھر انسان کے دل میں یہ خیالات پیدا ہوئے شروع ہو جاتے ہیں کہ نیک اعمال بھی کوئی حقیقت رکھتے ہیں اور کئی بھی کوئی چیز ہے۔ لیکن شیطانی خصلت والوں کا بندھ بہت مضبوط ہوا کرتا ہے وہ بُرائی کی طرف ہی مائل رہتے ہیں۔ بھگوان کا نام لینے کا کبھی خیال نہیں آئے، حواسوں کی لذات میں ہی ہر وقت غور رہیں گے۔ اُن کا تو یہ قول ہے کہ نہ پوچھنا نہ پوچھنا

ایشور، نیک اعمال، سیوا دھرم، کمٹی۔ . . . یہ سب شیطانی خصلت والوں کی سمجھ میں ہی نہیں آتے۔ کیوں؟ اس لیے کہ دل و دماغ پر تو ہر وقت گناہ چھایا رہتا ہے اُن کی عادت تو گنہ گاری اور رجوگنی جو بن گئی ہوتی ہیں اور اُن کی عقل لذات و محسوسات میں زنگ آلود ہو چکی ہوتی ہے وہ خود بُرائی مجسم ہوتے ہیں اور دوسروں کے لیے بُری مثال پیش کرتے ہیں اُن کی خصلتیں ہی ایسی ہوتی ہیں جن میں مکاری ہو، فضول خود نمائی ہو، سستی ہو، لذات کی خواہش سے بُری طرح سے چور رہتے ہیں اور یہ خواہشات دن بدن شیطان کی آنت کی طرح بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں اور پوری ہونے میں ہی نہیں آتیں اور یہ جہل سے جھوٹے عقیدوں میں پڑ کر عمر عزیز کو رائیگاں کھو رہے ہیں یہ سوچتے ہیں کہ فلاں کو کس طرح سے قابو میں کیا جائے اور فلاں شخص کو دھوکا کس طرح سے دیا جائے اور فلاں شخص کا مال کس طرح سے ہڑپ کیا جائے یہ افکار کے جال میں گرفتار تو ہو جاتے ہیں مگر اُن میں سے نکلنا اُن کے لیے بہت ہی مشکل ہوتا ہے کیا مجال جو اُن کی خواہشات قیامت تک بھی پوری ہو جائیں۔ یہ زندگی کا مقصد دُشے بھوگ تکمیل خواہش جوانی، ہی خیال کرتے ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لیے وہ شب و روز کوشاں بھی رہتے ہیں۔

ادھر ہے قیامت کی فکر غائب
 ادھر جام و سبواور میں ہوں
 ہوا ہے شوقِ بادہ جیسے مجھ کو
 اسی کی گفتگو ہے اور میں ہوں
 زبان پر ہیں محبت کے ترانے
 کنارے آج بھی ہے اور میں ہوں

اُمید کو سینے سے لگائے پھرتے ہیں آشاؤں کے بندھن میں پھنسے رہتے ہیں، دل میں پختہ یقین رکھتے
 ہیں کہ ہمیں فلاں شے کا حصول ہو گا۔ فلاں کا حصول ہو گا۔ مگر حصول کیسے ہو؟ بھگوان کے حصول کے
 لیے ست رنگ میں بچھ کر اگر کوشش کرتے تو بات بھی بھٹی۔ اچھے کام کی تمنا کرتے تب مزہ تھا۔ مگر وہ تو
 اُمیدوں کے پھیر میں کچھ اس طرح سے پڑ جاتے ہیں کہ ہر اُمید، اُمیدنا کام بن کر رہ جاتی ہے جب خواہشات
 پوری نہیں ہوتیں تو پھر کدو دھڑپا جالیتا ہے پھر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ کام کدو دھ کی جیبتی
 جاگتی دکراں (رہسب) مورتی ہوں، کام چمٹ جیسے تو پھر نفسانی خواہشات کی سیری کے لیے پیسے کی ضرورت
 ہوا کرتی ہے یہ پیسہ بھر کہاں سے آئے۔ بھلا آدمی ضرورتاً کر کے جوئے اُس میں اپنا زواہ کر لیتا ہے لیکن ایک

شیطان سیرت انسان کے لیے، اُس شخص کے لیے جو کہ شیطان کا محکوم ہے۔ پیسہ حاصل کرنے کے ذریعہ بھی گناہ ہی ہو کر گئے ہیں۔

وہ رہتا عصیان میں جکڑا ہوا	جو محکوم ہوتا ہو شیطان کا
وہ نیکی کے رستے کو بس کھو چکا	بنا جس کا شیطان ہی رہتا
میں ہونہ دوزخ ٹھکانہ ترا	نہ کہ قصہ ہرگز بڑے کام کا
نہ پانی میں آمیز ہو مثل قند	گناہوں کی نفرت کر لے ہوشمند
نہ دل پہ یہ چھا جائیں مثل سحاب	ہمیشہ کو گناہوں کو اجتناب
ہے دوزخ سے بچنے کا رستہ یہی	نہ کر نفس امارہ کی پیروی
تو دوزخ میں بھکوپے جائیگا	گناہوں کو اگر تو نہ باز آئیگا
گناہوں کے آئے گا سر پر عذاب	نہ کر اپنی تو دندگانی خراب
رہے گا نہ تو باغِ جنّت کے دور	جو ہو گا گناہوں کا اعظم نفور

اب گناہ کی سیری کے لیے گناہ پر گناہ کے جاتے ہیں دولت کے حصول کے لیے دنیا کو دھوکا دیتے ہیں حکومت کو دھوکا دیتے ہیں اور یہ ناجائز اندیشہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں کون دیکھتا ہے؟ اور یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ

دینے والا دیکھتا ہے اور اُن کی نسبت کہتا ہے ۵

وہ ذلیل و موزی و ہر رحم و بد کردار ہیں

اُسری اجسام دیتا ہوں انہیں ہر بار میں

ردِ پیہ کے حصول کے لیے جائز و ناجائز وسائل کا پھر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کہونکہ اندھے کو جائز و ناجائز دکھائی نہیں دیتا کرتا اور ایسے اندھے کو جو کہ عقل کا اندھا ہو جس کی عقل کام اور کردہ نے چھین لی ہو اب وہ ایک گناہ سے حفظ اٹھانے کے لیے دُہرا گناہ کرتا ہے اور اس طرح سے اُس کی زندگی ہی باپ سے ہو جاتی ہے اور جہاں انسان ایک بار باپ میں لپٹ ہوا، پھر اسے باپ، باپ پھوڑا ہی دکھائی دیتا ہے پھر تو باپ اپنے آپ ہی ہو جایا کرتا ہے۔ باپ سے تعلق رکھنے والے کو صبح شام یہ سوچ بچار دامنگیر رہا کرتی ہے کہ آج میری یہ خواہش پوری ہو گئی ہے۔ کل فلاں پوری ہو جائے گی۔ تین مکان تعمیر ہو چکے ہیں دو اور لوں گا۔ نئی کار بھی خرید لی ہے اور اس طرح سے پوری نہ ہونے والی خواہشات رات دن اُسے دکھ دیا کرتی ہیں وہ دُقم کی دبدبہا میں پھنس جاتا ہے ایک تو یہ کہ دولت جمع ہوتی رہے خزانہ بھرا رہے اور دوسری یہ کہ فلاں فلاں شے میں نے حاصل کر لی ہیں اب پیسہ حاصل بھی ہو رہا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ دامن ہوس بھی بڑھتا جا رہا ہے ہوس پوری ہونے میں ہی نہیں آتی

جو حرص و ہوس میں رہا مبتلا
 زرو مال میں عمر ضائع نہ کرے
 ہو احب کو سوائے حرص و ہوا
 اگر گنج قاروں بھی رکھتا ہے تو
 مگر کیا ہے آخر کو سب خاک ہو
 زرو مال میں دل بھینسا تا ہو کیوں
 تو کیوں رنج کرتا ہو زر کے لیے
 مٹنا میں جس زر کی تو خواہ ہے
 تو جس کے لیے سب سکوں کھو چکا
 اُسی زر کا ہوا تو شکار
 نہ بخشے گا اعظم اُسے پھر خدا
 تو سمجھو کہ وہ مرد بے عقل تھا
 کہ مٹی سے بالائے نرخ گھر
 تو سمجھو وہ زاد سفر کھو چکا
 شکوہ فریدوں بھی رکھتا ہے تو
 تری حرص دنیا خطرناک ہے
 کدھو کی طرح بوجھ اٹھاتا ہو کیوں
 تو کیوں آئیں بھرتا ہو زر کے لیے
 تو جس کا جہاں میں طلب گار ہے
 تو جس کے لیے رات دن رو چکا
 قیامت کے دن رے گا زار زار
 جو دنیا کے لالچ میں بے دیں ہوا

یہ شیطان سیرت والا انسان، اس طرح سے سوچتا رہتا ہے کہ اُس دشمن کو تو میں نے مار دیا ہے وہ دودھ
 جو میرے دشمن ہیں اُن کو بھی میں جلد ہی ختم کر دوں گا۔

بھگت تو یہ سوچتا ہے کہ سب بھگوان کا رُپ ہیں اور شیطان سیرت — بھگوان سے علیحدہ ہو کر دشمن بناتا پھرتا ہے۔ ہر ایک سے ہر مول لیتا پھرتا ہے۔ پہلے تو دشمن بناتا ہے پھر مار کے خوش ہوتا ہے گویا دشمن کو مار کر تسکین دل کا سامان مہیا کرنا ہے پھر اُس میں یہ ابھیمان پیدا ہوتا ہے کہ بس میں ہی میں ہوں اور جہاں یہ "میں" آئی۔ "تو" (بھگوان) دُور ہوا۔ میں غلیش اڑا رہا ہوں اور اس طرح سے ہی سوچا کرتا ہوں شیطان فی خصلت والا، اور جب یہ کہتا ہے کہ میں سیدہ ہوں تو لطف ہو جاتا ہے۔ سادھن تو کوئی ایسا نہیں۔ ہاں دکھاؤ خوب کرتا ہے۔ لمبے لمبے تھک بھی لگائے، گلے میں مالا بھی پہنی۔ ہر ایک کو دھوکا دینے کے لیے "ہر ہر" بھی کیا اور جھوٹا ابھیمان بڑھتا گیا۔ نرک، مول۔ ابھیمان — ناش کا کارن ابھیمان، جو کہ آہستہ آہستہ تباہی کی طرف لے جاتا ہے جو کہ شکر میں لپٹے ہوئے دہر کی مانند کام کرتا ہو سوچتا ہے کہ میرے پاس بہت دھن ہے۔ میں بڑا مالدار ہوں حالانکہ دولت تو دولت دُنیا ہی ہے یہ کسی ایک کی ہوتی نہیں اور نہ ہوگی اور پھر اس بات کا بھی تو غور ہو جاتا ہے کہ میں عالی نسبت ہوں میری برابری کون کر سکتا ہے۔ میں یگیہ کروں گا۔ میں دان دوں گا۔ اور یہ دکھا دے کے یگیہ اور دان جن گیتہ میں غور پہنا ہے کہاں لے جائیں گے۔ یہ تو اُس غلط فہمی کو بچختہ کرنے والے ہیں جس میں مبتلا ہو کر ایک شیطان سیرت میں پڑ جاتے ہیں جو خوش ہوتا ہے اور نہ خوش

جھوٹی خوشی اس کو ایک دن لے ڈوبتی ہے۔ یگیہ کیا، دل میں دکھاوے کا بھاور رکھ کر ہیں ہر دلعزیزین جاؤں میری شہرت ہو جائے۔ چار خوشامدی مل جائیں تو خیر ورنہ دنیا اتنی اندھی نہیں ہے کہ وہ سمجھ نہ سکے کہ یہ حقیقت ہے یا کہ حقیقت کا ناٹک ہے اور فرض کر لیجئے کہ اگر دنیا کو دھوکہ دے بھی لیا۔ مگر دنیا کے مالک کو دھوکہ دینا سہل نہیں ہے دنیا کی آنکھوں میں دھول بھونک دینا آسان ہے انسان کو آو بنا کر اپنا الو سیدھا کر لینا ایک شیطان سیرت انسان کے لیے آسان ہو تو ہو۔ مگر پر بھوکے ڈنڈے سے بچ کر کہاں جائے گا۔ ایک دن تو نرک میں پڑنا ہی ہو گا۔

تین بندھن

پہلا بندھن ہے مایا جال، جہالت میں گھر کر کئی قسم کے خیالات کا چکر یہ لے لوں وہ لے لوں، دوسرا بندھن ہے مومہ جال! تیسرا بندھن ہے وشے بھوگ کا یا سن کا، یعنی وشے بھوگوں میں بھنساؤ۔ مایا جال میں یہ مال ہوتا ہے کہ من ہر وقت مایا میں ہی بھرتا رہتا ہے۔ یہ لے لیا ہے وہ لے لیا ہے یہ لوں گا (دور وہ دوں گا۔ شیطان کی خصلت والا انسان بھاگتا ہے۔ پیسے کے پیچھے آنکھیں بند کر کے اور جہاں مایا نے ذرا سانس لیا ہے وہاں پہنچ کر لپٹ جاتا ہے۔) پھر تو جو ہیں

گھنٹے "مایا" "مایا" کی رٹ لگی رہتی ہے اب اُس میں اضافہ کرنے کے لیے مختلف تدبیروں سے کام لیا جاتا ہے۔ جائز و ناجائز وسائل سے اُسے حاصل کیا جاتا ہے اور پھر ایک، ایک پیسہ کر کے اُسے بڑھتے ہوئے دھن کو بڑھایا جاتا ہے۔ اور یہی مایا پھر اُن کو نرک میں گرانے کا سامان مہیا کرتی ہے جو بس گھنٹے وہ ننانوے کے پھر میں پڑے رہتے ہیں نہ دین کی ہوش ہے نہ دنیا کی، دوسرا بندھن ہے۔ موہ کا جال — جن سمبندھیوں سے اس شریر کا سمبندھ ہے اُن سے موہ — عورت کی محبت، بیٹے کی محبت گھر میں موہ، رشتہ داروں کا خیال، اب بھگوت بھجن کے لیے وقت کہاں سے آئے وہ تو بیوی بچوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں کو لھو کے بیل کی طرح جُت جاتے ہیں۔ بھگوت پوجا کے لیے نہ تو وقت ہی ہے اور نہ ہی خیال ہی آتا ہے اور وہ اس طرح موہ میں پھنس کر نرک کی تیاریاں کرتے رہتے ہیں، تیسرا بندھن ہے — دُشے بھوگ — ہر وقت حظوظ نفسانی کے پورا کرنے کی دھن لگی رہتی ہے ہزار بھوگ بھوگتے ہیں مگر تپتی یا سیری نہیں ہوتی۔ دماغ پر ہر وقت جذبات مغلی چھائے رہتے ہیں، مذاق کریں گے تو گندہ، لٹریچر پڑھیں گے تو مخمخ — اور یہ کام دانا اُن کو ایک دن نرک میں جا گراتی ہے اور ہماری رائے میں مرنے کے بعد تو جو جو ن نصیب ہو گا سو ہو گا ہی یہ تو جیتے جی ہی نرک میں پڑے ہوئے ہوتے ہیں — خواہشات کے غلام — ان کیوں بندھنوں میں بندھے ہوئے — نرک ہی تو بھوگتو

ہیں۔ اپنی بہتری و بہبودی کا کبھی خیال انھیں آتا ہی نہیں۔ اپنی حالت سے انھیں کبھی نفرت ہوتی ہی نہیں ہو بھی سکتی ہے و چار کے لیے، دشمنوں سے فرصت ملے تو تب وہ دُچار کریں نا۔ لیکن اگر یہ شیطان سیرت دُچار کریں تو پھر اُسری سمیٹا ہی کا ہے کی ہوئی، اُن کا اہنکار، اُن کا غور، اُن کو باقی دنیا سے الگ رکھتا ہے۔ اُن کی زندگی، علیحدگی کی زندگی ہوتی ہے اور یہی دُنیا جو ایک سدا چاری انسان کے لیے کلیان رُوپ ہے، اُن کے لیے بندھن رُوپ بن جاتی ہے۔ اِن اُسری سمیٹا والوں کو میں "اور ٹیرا" اس طرح سے جکڑے ہوئے ہیں کہ بڑپن کا غور انہیں باقی دنیا کے ساتھ ملنے نہیں دیتا۔ یہ اپنی دنیا علیحدہ بنا لیتے ہیں۔ غور کی دُنیا۔۔۔۔۔ خودی کی دُنیا۔۔۔۔۔ جس میں یہ اہنکاری۔۔۔۔۔ اہنکار کے نشے میں بدست پڑ رہتے ہیں اول تو کوئی بھلا کام کرتے ہی نہیں۔ اگر کرنے ہیں تو محض ناموری کے خیال سے، یگیہ کریں گے تو اُس میں شہرت کا جذبہ کام کرتا ہوگا۔۔۔۔۔ شاستر کی ودھی کا میں بالکل نہ ہوگی اور جس یگیہ میں شاستر کی ودھی ہی نہیں ہے تو پھر وہ یگیہ کیا ہوا؟ اس میں جذبہ تو کام کر رہا ہے ناموری کا شہرت کا، ہاں جگہ دکھاوا ضرور ہو جاتا ہے۔ چار نے اچھا کہہ دیا اور چار نے پیٹ پیچھے اصلی بات کہہ دی کہ بھئی یہ تو سب جگہ دکھاوا ہے ورنہ جیسا یہ آدمی ہے تم اچھی طرح جانتے ہو یہ جو نام نکیرن کروا رہا ہے اس کی بہتر تائیں کے لیے۔۔۔۔۔ اور بھگوان کی باتیں۔۔۔۔۔ دو متضاد چیزیں ہیں

اس کے لیے تو بھگوان کا نام لینا ہی مرنے کے مترادف ہے۔ یہ نائنک تو واہ واہ کے لیے رچایا گیا ہے۔ اور اتنا کچھ کرنے کے باوجود بھی وہ جواہنکار ہے وہ واہ واہ بھی ہونے نہیں دیتا۔ ابھگت بھی آتے ہیں اور بھگت بھی اور اپنا کام کر کے چلے جاتے ہیں اور یہ بیچارہ اس خوش فہمی کا شکار بن کر رہ جاتا ہے کہ میں بڑا آدمی ہوں۔ اب مجھے لوگ اچھا سمجھیں گے یہ کام میں نے بڑی آدمیوں والا ہی تو کیا ہے اور اُس کی خودی اُس کو خدا کی طرف دیکھنے نہیں دیتی۔ خدا دور ہوتا چلا جاتا ہے اور خودی بڑھتی چلی جاتی ہے یہ خودی پھر اُس کو دنیا سے علیحدہ کر دیتی ہے اور خدا والوں سے بچھڑ کر یہ خودی والوں میں شامل ہو جاتا ہے اور یہ کشیف اتمہ کرن والا بھگوان سے دور ہو کر، خودی میں چور ہو کر نرک کی طرف بھاگتا چلا جاتا ہے دانستی کے عالم میں، یہ اہنکار و ش ہو کر پاپ پر پاپ کرتا چلا جاتا ہے نہ ڈرتا ہے نہ گھبراتا ہے اور آخر میں نرک میں جا کر گھر بناتا ہے یہ کہتا ہے کہ میں بہت طاقتور ہوں۔ اب اپنی طاقت میں نازاں ہو کر یہ اپنے مقابلہ پر کسی دوسرے کو طاقتور سمجھتا ہی نہیں اور اس خیال کے مطابق پھر اُسے دوسرے کی طاقت دکھائی ہی نہیں دیتی دوسرے کی طاقت دکھائی دے تو اپنی کمزوری کا پتہ چلے۔ لیکن دوسرے کی طاقت دکھائی ہی کیوں کر دیے جیسا کہ آنکھوں پر اہنکار روپی ہی بندھ رہی ہے اور یہی اہنکار انہیں نرک میں لے جاتا ہے

آنند کند بھگوان شرعی کوئی پورہ جی ہمارا نہ لڑتا ہے میں پاپ پورے کو کرے اور وہوں کو سنائیں

بار مبارک سری یونیوں (شیطانوں اور ناپاک انسانوں) میں گرتا ہوں۔ اب ہم ان بیچ یونیوں کا مختصر حال بیان کریں گے پتیت کا دان لینے پر براہمن گدھے کی جون میں ڈالا جاتا ہے۔ پتیت کا یگیہ کرے والا دوج نرک سے ٹوٹنے پر کیڑا بنتا ہے۔ گورو کے دھن کو لپچائی ہوئی نظروں اور اس کی پٹنی کو بڑی نظر سے دیکھنے والے کو بھی یہی سزا ملتی ہے مانا پتا کی حکم عدولی کرنے والا، نیز ان کو برا کہنے والا مینا کی جون میں پڑتا ہے۔ بھائی کی استری کا اچان کرے والا کبوتر ہوتا ہے اور اسے تکلیف پہنچانے والا کچھوے کے جون میں پڑتا ہے جو مالک کا نمک کھا کر حرام کرتا ہے وہ مرنے کے بعد بانر ہوتا ہے۔ کسی کی امانت ہضم کرنے والا منس نرک سے واپس آ کر کیڑا ہوتا ہے دوسروں کے عیب دیکھنے والا شخص نرک سے آکر راکشش کی جون میں پڑتا ہے دشواس گھاتی منس کو مچھلی کی جون میں جہنم لینا پڑتا ہے جوش نادانستگی کے عالم میں، جو، تل، اڑو، سرسوں، چنا، سٹر۔ مونگ، چاول گیہوں وغیرہ کی چوری کرتا ہے وہ چوہے کے جون میں پڑتا ہے۔ پرانی استری کے ساتھ سمجھوگ کرنے والا بھڑیا ہوتا ہے اور اس کے بعد بالترتیب اس کو کتا، گیدڑ، بگلا، گدھ، سانپ نیز کو اکی جون میں ڈالا جاتا ہے جو ہا پنج اپنی بھادج کے ساتھ زبردستی کرتا ہے وہ نرک سے واپس آنے کے بعد کوئل بنتا ہے جو مکینہ، بھصلت انسان کام ویگ سے اندھا ہو کر دوست کی بیوی، راجہ کی بیوی کے ساتھ سماگم کرتا ہے وہ سوار بنتا ہے۔

یگیہ، دان نیز وہاں دین و گن ڈالنے والے کو نیز کیا کاروبار کرنے والے کو پونج کیڑا بنتا ہے جو دیوتا پر

اور براہمن کو دیئے بغیر ہی بھوجن کر لیتا ہے وہ نرک سے نکلنے کے بعد کو انتہا ہے براہمن کی استری کے ساتھ سماگم کرنے والا شودر بھی کیڑا بنتا ہے۔ اور اگر اُس سماگم کے نتیجہ کے طور پر سنتان اپنی ہو جائے تو وہ دیک بنتا ہے اس کے بعد سور، گندگی کا کیڑا نیز جنڈال بنتا ہے۔ احسان، فراموش کو نرک سے نکلنے کے بعد بالترتیب کیڑا پتنگا، بچھو، مچھلی، کوا، اور کچھو بنایا جاتا ہے۔ قاتل کو گدھا بنایا جاتا ہے۔ عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے والا کیڑا بنتا ہے۔ اناج چرانے والا منش پٹی کی جون میں ڈالا جاتا ہے۔ تل کی چوری کرنے والا چوہا۔ گھی چرانے والا نیولا، نمک چرانے والا کوا۔ وہی چرانے والا کیڑا، دودھ چرانے والا بگلا، تیل چرانے والا تیل پٹنے والا کیڑا بنتا ہے۔ نوہا چرانے والا، کوا، چاندی چرانے والا کبوتر، سونا چرانے والا کیڑا، ریشمی پارچہ جات چرانے والا چکوا نیز ریشم کا کیرا، پتیامبر چرانے والا طوطا، آگ چرانے والا بگلا نیز گدھا۔ ساگ چرانے والا مور، سرخ رنگ کا پارچہ چرانے والا چکوا، پھل چرانے والا نامرد اور لکڑی کی چوری کرنے والا گھن، پھول چرانے والا مفلس، پانی کی چوری کرنے والا پھیا، دوسرے کی زمین پر درستی قبضہ کرنے والا بالترتیب جھاڑی، بیل اور بانس کا درخت بنتا ہے، بیل کے خصے نکالنے والا پہلے اکیس بار تو نامرد بنتا ہے زراں بعد پتنگ پرندہ نیز ہرن بنتا ہے۔ اس کے بعد بیل کا جنم لیتا ہے پھر اُس کو جنڈال اور ڈوم بنایا جاتا ہے منش جون میں آکر وہ بہرہ، کوڑھی، مدقوق، لواسیر کا شکار، اسوبہ کیم کا بیمار، میر خواں دھن سے لاچار رہتا ہے۔ اتنے پرپی

بس نہیں اُسے مرگی کے عارضہ میں لاحق کر دیا جاتا ہے نیز اُسے شودر بھی بننا پڑتا ہے۔ گورو سے ودیا حاصل کر کے اُسے دکشنانہ دینے والے کا بھی یہی حال ہوتا ہے جو کسی کی بیوی کسی کے حوالے کر دیتا ہے اُسے نرک بھوگنے کے بعد بھڑانایا جاتا ہے جو منس آگ کو روشن کئے بغیر ہی اُس میں ہون کرتا ہے وہ امراض شکم سے سخت دکھ پاتا ہے۔

چغلی، احسان فراموشی، کسی کے پوشیدہ رازوں کا انکشاف کرنا، سنگدل، پر استری گمن، دوسرے کی دولت ہضم کر جانا۔ میلا، کھیلا رہنا۔ دیوتاؤں کا متخراڑانا، ڈھونگ کر کے عوام کو ٹھگنا، کجوسی، قتل و دیگر افعال ممنوعہ۔۔۔۔۔ یہ سب اُن منشیوں کے لکھن (علامات) ہیں جو کہ نرک سے لوٹ کر آئے ہوئے ہوں۔ یہ سب سے حد کرنے والے ہیں۔ سب سے بلا واسطہ دشمنی کرنے والے ہیں۔ کھوٹے اور کٹل ہیں اور ہر وقت بڑے کاموں میں ہی لگے رہتے ہیں دوسروں کا بُرا چاہنے ہیں۔ اُن سے کسی کا بھلا ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ بھلائی کے لیے انھوں نے جہنم لیا ہی نہیں وہ اپنی پر کرتی سے ہی اُسری یونی میں ہیں اسی وجہ سے وہ سب کی بُرائی چاہتے ہیں اُن میں بھلائی کا آنکر ہوتا ہی نہیں وہ اپنی عادت سے ہی کھوٹے ہوتے ہیں اُن کے کرم بھی کھوٹے ہوتے ہیں وہ ہر آدمی کا بُرا چاہتے ہیں اور بُرا کرتے ہیں ایسے شیطان سیرت انسان کے لیے بھگوان فرماتے ہیں کہ میں اُن کو اُسری یونی و شیطان بنائیں گا اور اُن کو نرک بھیجوں گا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھگوان نے ایسے اشخاص کو آسری یونیوں میں ڈالنے کا کام اپنے ذمہ کیوں لیا ہے کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے کرموں کے مطابق آپ ہی آسری یونیوں میں پڑے رہتے۔ اس کا جواب یہ ہے۔

الف :- جیو کے لیے کہا گیا ہے کہ وہ کرم کرنے میں سوا دھین (آزاد) رہے اور پھل بھوگنے میں آدھین لندا، باپ کرموں کا پھل دینے والے اور آسری یونی میں گرائے والے شری بھگوان ہی ہیں۔
ب :- ایسے کھوٹے اور پاپ کرنے والے انا تم گتی میں رہتے ہیں لہذا جو پرسٹ انا تم گتی میں بھکتا پھرتا ہے آتا بھی اُس کو پرے پرے ہی دھکیلے رکھتا ہے۔

دیوی سمپدا کو، دیوی سمپدا میں، اور آسری سمپدا کو آسری سمپدا میں بھگوان ہی رکھتا ہے بھگوان ہی اس ساری سرشٹی کے ذمہ دار ہیں جو اُن کا بھگت ہے اُن کی سرشٹی سے پیار کرتا ہے اس کو وہ دیوی سمپدا میں رکھتے ہیں جو اُن کی سرشٹی سے اُن کے جنوں سے دیر بھاؤ رکھتا ہے، دشمنی کرتا ہے وہ درحقیقت ان سے ہنی دشمنی کرتا ہے لہذا اُس کو وہ آسری یونی میں ڈال دیا کرتے ہیں۔

اب ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے اشخاص کی مخلصی کب ہوتی ہے؟ عرض ہے کہ جب سپیم مصائب کے بعد اُسے ہوش آتی ہے تو پھر وہ پتہ چلتا ہے کہ بھگوان کی طرف راغب

ہو جاتا ہے۔ اُس کی "میں" مر جاتی ہے اور اُس کی جگہ 'تو' لے لیتی ہے۔ پھر سچی اور حقیقی راحت کی تلاش شروع کرتا ہے اور حقیقی راحت تو پھر اُس پیارے کے آغوش میں ہی ہے اور بھگوان 'تو' دیا 'تو' ہیں وہ بھی اس کا بار بار دیکھ سہنا سہن نہیں کر سکتے۔ پھر وہ اس کو موقع بخشتے ہیں اپنی طرف آنے کا اور وہ آسری سمپدی والا دھیرے دھیرے کلیان مارگ کی طرف بڑھتا ہے۔ ایک ایک ڈنڈا کر کے سیڑھی چڑھتا ہے اور دنیا دیکھتی ہے کہ کل کا شیطان آج فرشتہ بن گیا ہے دنیا پھر اُس کو سر آنکھوں پر بٹھاتی ہے۔

جا پہ کر پا رام کی ہوئی
واپہ کر پا کرے سب کوئی

مہاتم

شری نارائن پوئے۔ اے کشمی! سورٹھ دلش میں کھڑاگ باہونا می راجہ راج کرتا تھا۔ کھڑاگ باہونا خود بھی ایشور بھگت تھا اور اس کی پر جا بھی، نڈر، پاک باطن اور فیاض ہتی۔ گھر، گھر ٹھا کر پوجا ست سنگ اور سوا دھیلے ہوتا تھا۔ مندروں میں ہر روز، ہر ہی کھتا ہوتی ہتی۔ راجہ کے پاس بہت سے ہاتھی تھے ان میں ایک ہاتھی بڑا ہی شہریت تھا۔ ہر وقت اُس کا نام چاٹا ہوتا تھا کسی کا نہ کسی کا نہ پچکنے دیتا تھا ایک دن وہ

ہاتھی بازار میں سے چلا جا رہا تھا۔ سامنے سے ایک سادھو چلا آ رہا تھا۔ لوگوں نے کہا۔ جہاں تا جی رہا جاتی ہے۔ یہ ہاتھی آپکو مار ڈالے گا۔ سادھو نے کہا۔ نہیں یہ ہرگز مجھے نہ مارے گا۔ اتنے میں ہاتھی وہاں آ پہنچا اور سر جھکا کر سادھو کو پر نام کیا۔ سادھو نے پیار سے اُس کے بدن پر ہاتھ پھیرا۔ پھر شری گھٹوت گیتنا کا سولہواں ادھیائے اُسے پڑھ کر سنا یا اور کنڈل سے اُس پر جل چھڑکا۔ ہاتھی نے اُسی وقت دیو دیسی پائی۔ آکاش سے بان آیا اور وہ اُس میں سوار ہو ہو کر وہاں سے چلا گیا۔ جب راجہ کو پتہ چلا تو وہ سادھو کے پاس آیا۔ اور اُس سے دریافت کیا کہ جہاں راج آپ نے کون سا منتر پڑھا تھا جس سے ہاتھی کو سیکھنے پر اپنی ہوئی ہے۔ سادھو نے کہا۔ راجن! یہ ہاتھی اپنے گزشتہ جنم میں ایک سادھو کا لڑکا تھا اور اپنے گورو کے آشرم میں رہتا تھا۔ جب یہ اچھی طرح سے فارغ ہو گیا تو اُس کا گورو اس کو آشرم میں چھوڑ کر تیرھ پاترا پر چلا گیا۔ گورو کے جانے کے بعد بھگت منڈل اس کی دیسی ہی عزت کرنے لگا جیسی گورو کی کیا کرتا تھا۔ جب کچھ عرصہ کے بعد گورو تیرھ پاترا سے واپس آیا تو اُس کے پاس بہت سے پریمی درشن نیز ہری چرچا کے لیے آئے ہوئے تھے۔ اُس نے گورو کو دیکھ کر سوچا کہ اگر اس وقت میں گورو کو پر نام کرنے کے لیے اُٹھوں گا تو میری عزت میں فرق آئے گا لہذا اس نے اُس کو دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں گورو نے یہ دیکھ کر اُس کو شراب دیا کہ اے مورکھ! کیونکہ تو گورو کو پر نام نہ کرنے میں اپنی بڑائی سمجھتا ہے اس لیے جاتا تو ہاتھی ہو گا۔

چنانچہ اُس کو ہاتھی کی جون ملی، پھر تو یہ بہت رویا۔ گڑ گڑایا اور سر ہٹکا۔ تب اُس کے گورو کو دیا آگئی اور اُس نے کہا۔ جب تجھے کوئی شرید بھگوت گیتا کا سولہواں ادھیائے کے پاٹھ کا پھل دے گا تب تیرا دھار ہو جائے گا۔ ہاتھی کی کھٹا سنکر راجہ نے اپنے راجکار کے حوالے اپنا راج پاٹ کر دیا اور خود بھگوت سمجھنے کے لیے بن میں چلا گیا۔

سترھواں دھیائے

شردھاترے، وبھاگ یوگ

۲۸ شلوک

ارجن نے دریافت کیا :- بھگوان جو شاستر دھمی چھوڑ کر شردھا (حسن عقیدت) کے ساتھ اپنا کرتے ہیں ان کی بھاونہ کیسی ہوتی ہے۔ ستوگنی، رجوگنی یا متوگنی؟ بھگوان شری کرشن چدرجی ہمارا ج لے فرمایا۔ ارجن ! منشوں کی شردھا (عقیدت) اُن کے سوبھا و رطعی (خواص) کے مطابق ساتوگ راجس اور تامس تین قسم کی ہوتی ہے اُس کا حال سنو۔ ہر شخص کی شردھا تینوں گنوں کے مطابق ہوتی ہے یہ انسان بھاونہ سے بھرا ہوا ہے جیسی کسی کی بھاونہ عقیدہ ہوتا ہے ویسا ہی وہ خود ہوتا ہے۔ ستوگنی، دیوتاؤں۔ رجوگنی، یکمشیوں کا اور راکشیوں کا اور متوگنی اخلاص بھوت پریت ادبی کا پوجن کیا کرتے ہیں ترگن شاستر کے مارگ

کو تباہ (تڑک) کر جو لوگ بدھی سے رہتے (گھورتے) سخت ریاضت کرتے ہیں وہ کم عقل شریر ہیں رہتے
 والوں بھوتوں (عنصر) کے ساتھ مجھ سرد و پاکست ایشور کو بھی دکھ دیتے ہیں ایسے لوگوں کو آسری نہجائو
 شیطانی عقیدے) کے پابند سمجھنا چاہیے سب لوگوں کی دل پسند خوراک بھی سہ قسم کی ہوتی ہے اور یکہ، تپ
 اور دان بھی مین پر کار کا ہوتا ہے۔ سب ان کے بھید سنو۔ زندگی شانتی، بل (طاقت) اور گیتا (صحت) سکھ
 (آسان) بڑھائے واسے ریلے (خوش ذائقہ) چکنے اور سرت بڑھائے واسے پرارہ ستوگن واسے اشخاص کو
 پرہ (مرغوب) ہوتے ہیں۔ کر دوی۔ کھٹی۔ نکلیں۔ اگر ما گرم، چو پڑی اور دھکی نیز حلین، دکھ۔ رنج اور بیماری
 پیدا کرے والی غذا میں (جو گن) واسے کو اچھی لگتی ہیں۔ گندھے۔ بے رس، ورگندھ واسے (مستحق) یا سی۔ جھوٹے
 اور اپوتہ (نا پاک) کھائے تامل پُرش کو پرہ (مرغوب) ہوتے ہیں جو یکہ نتیجہ کی امید رکھ کر شستروں کے
 فرمان کے مطابق دھمی پور وکسا کیا جاتا ہے وہ ستوگنی یکہ ہوتا ہے لیکن جو یکہ پھل کی خواہش سے محض
 دکھاوے کے طور پر کیا جاتا ہے اسے رجوگنی یکہ سمجھو، جو یکہ شاستر دھمی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بنا منزلوں
 اور بنا دکھنا کے کیا جاتا ہے وہ متوگنی یکہ کہلاتا ہے، دیونا، برہمن، گورو، ودوانوں کی پوجا۔ پاکیزگی
 برہم چریہ، اہنسا، شاد ویک تپ (زہد) جانی، کہلاتا ہے پرہ اور بہت کارک بانی (دل پسند اور مفید گفتگو)
 سواہ

بھاؤ خاموشی۔ من کا نگہ (ضبط) اتنے کرن کی شدھی (باطن کی) صفائی (مالنسک تپ) زہد قلبی کہتے ہیں پھل کوند
چاہنے والے نش کا می پوگی پرشوں کے ذریعے شروع کر دیا ہوا تپ جس کی تینوں قسمیں اُپر بیان
کی گئی ہیں ستوگنی تپ کہلاتا ہے۔ مان اور بڑائی اور پوجا پر نشٹھا کی خواہش کو مد نظر رکھ کر ریاکاری سے جو
تپ کیا جاتا ہے وہ رجوگنی کہلاتا ہے۔ ہٹ کر کے، اپنے سیتل دکھ دے کر یا کسی دوسرے کے ناش کی اچھا سے
جو تپ کیا جاتا ہے وہ موگنی کہلاتا ہے جو دان، کر تو یہ سمجھ کر، اور پھل کی کامنیاگ کر کیا جاتا ہے، اور
کال اور پاتر دیکھ کر کیا جاتا ہے اُسے ستوگنی دان کہتے ہیں۔ پھل کی خواہش رکھ کر یا کجوسی سے جو دان کیا
جاتا ہے وہ رجوگنی دان کہلاتا ہے جو دان بے عزتی سے یا تواضع کے بغیر دین اور کال کا لحاظ نہ کرتے ہوئے
کیا کر کو دیا جاتا ہے اُسے تامسی کہتے ہیں۔

اوم تپ ست

جس برہمن کو اوم تپ ست کہا گیا ہے اُسی نے شروع میں برہمن وید اور یگیہ رچے اس لیے دیں
کے جاننے والے شاستری اصولوں کے مطابق قائم کئے ہوئے یگیہ، دان اور تپ کے کرموں کو ہمیشہ ”اوم“
شبد بول کر ہی کرتے ہیں شبد تپ کہہ کر پوجا کرنا کہہ کر تپ کے پوجن تپ دان کرتے

ہیں ست "کاشید سچائی۔ نیکی اور ست کر موں (افعال حسنہ) کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ینگہ، تپ اور دان کے لیے بھی "ست" کاشید استعمال کیا جاتا ہے اور اُس پر مانتا کے لیے کیا ہوا کرم یقیناً ست ہے بنا یقین کے کیا ہوا ہوں، دان اور تپ یا کوئی اور کرم وہ است (باطل) کہلاتے ہیں وہ نہ تو یہاں ہی فائدہ مند ثابت ہو سکتے ہیں اور نہ ہی پر لوک میں

شرمواں ادھیائے شروہا رے و بھاگ یوگ نامی ختم ہوا

شرح و ہدایہ تین قسم کی شروہا

بھگوان فرماتے ہیں کہ شروہا تین قسم کی ہوتی ہے ساتو کی، راجسی اور تامسی۔ جو ساتو کی شروہا والے ہیں وہ دیوتاؤں کو پوجتے ہیں چونکہ ساتو کی شروہا والوں میں دیو بھاؤ بنا ہوا ہوتا ہے اس لیے وہ دیوتاؤں کو پوجتے ہیں راجسی شروہا والے یکیشوں نیز راکششوں کو پوجتے ہیں اور تامک شروہا والے بھوت پریٹوں کو پوجتے ہیں۔

تین قسم کے تپ: جو اُسری سوہاؤ والے ہوتے ہیں وہ کھوڑ تپ کرتے ہیں مثلاً زبردستی مون رہنا

آگ جلا کر اس کے درمیان بیٹھنا۔ و رختوں کے ساتھ لٹکنا۔ سردی میں پانی میں بیٹھنا۔ اس قسم کے تپ کا شاستروں میں ذکر نہیں ہے اس قسم کے تپ دھند (ریا کاری) کیا جاتا ہے یعنی اس مقصد کو مد نظر رکھا جاتا ہے کہ دیکھنے والے ہیں بڑا بھاری تپسوی خیال کریں اور شیطانی خصلت والوں کے لیے شیطانی خصلت والے ہی جن کو اچانک تپ کی ضرورت ہوتی ہے یا دولت و استری کے پھیر میں پڑے ہوئے ہوتے ہیں غلام بنجایا کرتے ہیں اور یہ شیطانی خصلت والے اپنے خواص کو سخت نقصان پہنچاتے ہیں۔

بھوجن

وہ کھانا جو کہ عمر، جوہر، طاقت، صحت، آسائش اور مسرت کو بڑھاتے خوش ذائقہ، مرغن اور مقوی ہوتا ہے سا تو کہ پرکرتی والوں کو مرغوب ہوتا ہے ایسا بھوجن جو کہ رس بڑھانے والا ہو ویدک شاستروں میں بھی بیان کیا ہے کہ دن میں جو بھوجن کیا جاتا ہے وہ بدن میں رس بڑھانے والا ہوتا ہے۔

چکنا: — چکنے سے مراد ہے جو کہ لگی سے تیار شدہ ہو۔ جو دیر تک خراب نہ ہو اور نشی کارک ہو یعنی قوت کو بڑھانے والا ہو۔ جو دیکھنے میں بھی اچھا ہو۔ جس کے دیکھنے سے اشتہا پیدا ہو۔ ایسا کھانا سا تو کہ بھو۔ والوں کو مرغوب ہوتا ہے۔

کڑوے کھٹے، نمکین، بہت گرم، تیز مصالحہ دار کھانے راجسی لوگوں کو پسند ہوتے ہیں۔ کچا۔ پکا۔ باسی اور بدبودار کھانا۔ غلیظ اور ناپاک خوراک، ناپاک خیالات اور ناپاک جسم والے تامسی استیخاص کو مرغوب ہوتے ہیں

یگیہ

یگیہ تین پرکار کے ہوتے ہیں — ساتوک یگیہ :- آتما انتی کے لیے بغیر کسی پھل کی اچھا کسے لیے کئے جاتے ہیں۔

راجس یگیہ :- جو یگیہ غرض کو سامنے رکھ کر کیا جاوے۔ مثلاً لوگ میری عزت کریں۔ مجھے دھرماتما بھیر اور اس طرح سے بھگت (بناسپتی بھگت) بنکر میں اپنے بہت سے کام نکال لیا کروں گا۔ ساکھ چلنے پر میرا بہت سے کام چل سکتے ہیں۔

تامس یگیہ :- بغیر کسی ودھی کے اور شر و مہار عقیدت) کے یہ یگیہ تاسک سو بھاؤ والے منس کیا کرتے ہیں۔ بغیر دان کے بغیر ہوں خستروں کے — کسی پنم ود دان کو تبا لیا اور یگیہ کا جو اگلے سے اُتار کر پکھنیکا دیا۔

تپ

شاریرک تپ :- کھٹا بار تاس سنگ کے لیے چل کر جانا، نیز برہمن، گورو جنوں کو دندوت پر نام کرنا، سرل سو بھاؤ سے اٹھنا بیٹھنا۔ چلنا۔ بولنا وغیرہ، نہ ہی بُرا فعل کرنا اور نہ ہی کسی کو بُری نگاہ سے دیکھنا۔
 واپک تپ :- سوچ بچار کر بولنا (شیریں بیانی) سوا دھیائے (دھارماک لٹریچر کا مطالعہ، ست سنگ، بھگوت، بھگوتوں سے ہری چرچا۔

مانسک تپ :- ہر وقت غم و غمش رہنا اور دوسروں کو غم و غمش رکھنا، من کو وشیوں کی طرف نہ ڈولنے دینا۔

راجس تپ :- جو اپنی عزت و مان کے لیے ریاکاری کے ساتھ کیا جاوے۔
 تاسک تپ :- جو ضد کے ساتھ کیا جائے۔ دشمن کو زیر کرنے کے لیے، افسر کو رام کرنے کے لیے کسی عورت کو قابو کرنے کے لیے۔

دان

سانوک دان :- بونہ دیں کال اور پامرو کو دیکھ کر دیا جاوے جس کے دیئے اور لینے والے کو سکھ

راحسی دان۔ جو کسی غرض کو مد نظر رکھ کر کیا جاوے، سنتان کے حصول، بیماری کے دفع کرنے کے لیے یا سورگ کی خواہش رکھ کر جو دان کیا جاوے وہ راجسی دان کہلاتا ہے۔
تامسی دان: سینچ آدمی بغیر کسی شروہا کے اس قسم کا دان کیا کرتے ہیں۔ ولین کالی اور پاتر کا دھیان رکھے بغیر مستحق لوگوں کو دیا ہوا دان، تامسی دان کہلاتا ہے۔

اوم تہ ست برہم کا ہے نام تین اقسام کا
یگ، تپ اور دان اور دیگر فرائض اس لیے
تہ کہہ کر موش کے طالب، تمنا چھوڑ کے
ست کہتے ہیں اسے جو نیک ہو اور راست ہو
یگ، تپ اور دان میں لگتا بھی ارجن ست ہے
ہوم، تپ اور دان اور دیگر بھی افعال کو
اس جگہ اور بعد میں لے کے بھی ان افعال کا

یگ، برہمن اور ویدوں کی ہے اس سے ابتدا
برہم کے قائل سدا کرتے شروع ہیں اوم سے
یگ، تپ اور دان کے کاموں میں رہتے ہیں لگے
ست کہتے ہیں نہیں بھی نیک ہیں افعال جو
اُن کی خاطر کرم کا کرنا بھی ارجن ست ہے
کہتے ہیں ارجن است گراعتقاد اس میں نہ ہو
پونچھ سکتا نہیں ارجن کسی کو فائدہ

یہ برہم کا نام مانو برہم روپ بھی ہیں برہم اپنے ان تین ناموں کو لے کر بڑھتا گیا۔ یہ بڑھنا پورب کال یعنی شروع سے ہے۔ برہمنے وید اور یگیہ دونوں کو دھارن کر لے والا ہے وید گیان روپ ہے اور یگیہ کرم روپ ہے۔ اگر برہم کے تین ناموں سے ان تین کا سمبندھ دیکھا جائے تو ست کا سمبندھ براہمن سے ہے اوم کا سمبندھ وید سے ہے اور ست کا سمبندھ یگیہ سے ہے جو کچھ بھی کرموں کی سرشٹی ہے وہ یگیہ روپ ہے اور یگیہ کے ہی اثر سے ہے اور کرموں میں ست کا لٹا اس ہے۔ مانو کرموں کی ست میں ست بناتا ہے۔ کرموں کے بغیر ست ہے ہی نہیں اور پھر یگیہ کی ست بھی برہمن اور وید کے اثر سے پر رہتی ہے براہمن اور وید کے بغیر یگیہ کرم ہی نہیں، سرشٹی کے شروع میں براہمن، وید اور یگیہ کا رچنا صاف ہے۔

اور پھر جس قدر بھی سرشٹی کا پھیلاؤ ہے وہ ان تینوں کے ساتھ ہی ہے براہمن سرشٹی کا روپ ہے یعنی سرشٹی میں جو روپ کی ست ہے وہ برہمن کے واسطے کہی گئی ہے براہمن کی سرشٹی ست سرشٹی ہے۔

وید اور سرشٹی کا نام گیان ہے۔ ان دونوں کا ملاپ یا ایکتا ————— یگیہ یا کرم ہیں چونکہ برہمن کی سرشٹی ہی ست سرشٹی ہے اس کے علاوہ دوسری شکتی بھی پر تیت ہوتی ہے لیکن جب اس میں وید اور یگیہ کی دھارنا نہیں تو مانوہ سرشٹی ہی نہیں۔ اگر دوسری سرشٹی کا نام رکھا بھی جاوے تو وہ نام وید سے باہر ہونے کے سبب گیان روپ نہیں ہوتا اور جو پیر گیان کے باہر ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ جس چیز کا گیان ہی

اوم خید سے گیان یا نام کی سرشٹی کا پھیلاؤ ہوا ہے روپ کی سرشٹی یا کرموں کا ہونا ظاہر ہی ہے مافوق برہم گیان اور کرم کے روپ سے سرشٹی میں پھیلاؤ ہوا ہے اور اُس کا پھرتا پد دولوں کو ملانے والا ہے یا اپنا کاسدھی روپ ہے۔ پر برہم پر ماتما اپنے تینوں ناموں کو اپنے اندر دھارن رکھتا ہے جس پرش میں وید یا گیان اور کرم کی دھارنا ہے وہ براہمن پر ماتما کا ساکشات روپ ہے اس وجہ سے یہ تپا پد، اوم اور ست پد دولوں کے درمیان ہے جہاں اوم اور ست دولوں کی پورن سیدھی پاتا ہے وہاں پر ماتما میں سمایا ہوا ہوتا ہے کرموں کے بغیر اکیلے گیان میں بھرم اور بھول بنی رہتی ہے مطلب یہ ہے کہ کرموں کے بغیر جو گیان کی باتیں ہیں وہ تھوٹا گیان ہے اور اسی طرح سے بغیر گیان کے جو کرم ہیں وہ بھی بندھن روپ ہیں۔

اور بھی

ویدوں نے برہم کا بیان "اوم تپ ست" روپ میں کیا ہے۔ اس لیے شر دھا والے لوگ گیان کا تپ وغیرہ سب کام "اوم تپ ست" کہہ کر کریں اوم یعنی برہم (پر ماتما) تپ (وہ) ست (سچ) یعنی ایشور ایک ہے، وہی ہے، وہی حق ہے وہی کائنات کے والد ہے جس طرح کے خیال کے ساتھ گیان وغیرہ

سنت کرم، پر پاتا کے نام پر کرتا ہے اُس کی شر دھا (عقیدت) ساٹو کی ہے۔ لیکن جو کرم ایشور اپن کے بغیر کئے جاتے ہیں وہ بغیر شر دھا کے تسلیم کئے جاتے ہیں۔ لہذا وہ است (جھوٹے) ہیں نیز نمائشی ہیں۔

مہاتم

شرعی نارائن بولے۔ اے لکشی۔ مہا راجہ سنگد پ کے پاس ایک ہاتھی تھا وہ کچھ کھاتا پیتا نہ تھا بڑا ادا اس رہتا تھا۔ ایک دن، ایک برہمن نے راجہ کو شلوک سنایا۔ راجہ نے خوش ہو کر اُس سے کہا جو مانگنا ہے مانگ لے۔

برہمن نے کہا۔ مجھے ایک ہاتھی کی ضرورت ہے۔ راجہ نے وہی ہاتھی براہمن کو دے دیا۔ براہمن ہاتھی کو گھر لے گیا۔ کھان پر باندھا تو معلوم ہوا کہ ہاتھی کچھ کھاتا پیتا نہیں، چپ چاپ کھڑا رہتا ہے براہمن بڑا حیران ہوا اُس نے راجہ کو خبر دی۔ راجہ بہت سے پنڈتوں کو ساتھ لے کر وہاں آیا اور ہاتھی سے دریافت کیا کہ کیا چاہتا ہے۔ ہاتھی نے کہا میں نے اچھے کرم نہیں کئے ہیں پیچ کر سوں کا کرنے والا ہوں اس براہمن کے گھر کا پوتر بھوجن کوئی اچھے کرموں والا نہیں کہتا کہ اس کے ہاتھ پر گیتا لکھی ہے اس کے ہاتھوں میں ادھیائے کا پاتھ

اُسے سنایا جسے سنکر اُس نے دیو دہی پائی اور اُس کے لیے بکینٹھ سے جان اُسے وہ اُس میں سوار ہو گیا جب اُس نے اُس سے دریافت کیا کہ کیا ماجرا ہے تو اُس نے کہا کہ میں گزشتہ جنم میں راجہ تھا۔ میں نے ایک راجہ سے شرط لگا کر اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ سے لڑایا تھا۔ لڑتے لڑتے میرا ہاتھ مارا گیا۔ مجھے اس کے مرنے کا اتنا مصدہ پہنچا کہ کچھ عرصہ کے بعد میں بھی اُس کے غم میں گھل گھل کر مر گیا۔ دھرم راج نے مجھے ہاتھ کی جون میں ڈالا میں ہر وقت اپنے مرنے کے نتیجے کے متعلق سوچ کر دکھی رہنے لگا۔ آج اس براہمن نے میرا کلیان کیا ہے جو کہ شرید بھگوت گیتا کے سترھویں ادھیائے کا پانچواں مجھے سنایا ہے جس سے میں نے دیو دہی پائی ہے اور اب بکینٹھ کو جا رہا ہوں۔

اٹھارھواں دھیائے

سنیاس یوگ

یعنی

موکھش سنیاس یوگ

۸، ۷ شلوک

ارجن نے کہا۔ اے مہاباہو! سنیاس اور تیاگ کے تئوں (ماہیت) کو پر تھک پر تھک (علیحدہ علیحدہ) جانتا چاہتا ہوں۔ بھگوان شری کرشن جی ہمارا ج نے فرمایا۔ گیتا، کامیہ، کرموں کا مناس سے بھرے ہوئے کرموں کے تیاگ (ترک) کو سنیاس کہتے ہیں اور دودوان، سب جو کرموں کے پھل کو تیاگ دیکر اُسے تباگی کہتے ہیں۔ کئی دودوان کہتے ہیں کہ کو تیاگ ترک کر دینا سنیاس کہتے ہیں کہ تپ، یگیہ، دان

یہ کرم کبھی نہ چھوڑو۔ تیاگ کے متعلق میرا تشبیہ (عقیدہ) منو۔ تیاگ تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک دان اور تپان
تینوں سے پنڈت لوگ پوتر ہوتے ہیں۔ ان کو تیاگنا نہ چاہیے۔ بلکہ، تپ اور دان اس قسم کے دیگر کرم بے
تعلق ہو کر اور پھل کی خواہش چھوڑ کر کرنی چاہیے۔ ایسا میرا تشبیہ (یعنی) کیا ہوا۔ اُتم (نیک) مت ہے
جن کرموں کا کرنا شاستروں میں لکھا ہے ان کو چھوڑنا درست نہیں اگر ادویا یا انہکار سے ان کو چھوڑ بھی
دیا تو یہ تیاگ تاس کہلائے گا۔ کرم دکھ دیئے والے ہیں۔ اب سمجھ کر جو ان کا تیاگ کرتا ہے وہ رجو
گنی تیاگ ہے کرم کرنا فرض ہے اس وجہ سے ابھیمان اور پھل کو تیاگ کر جو شاستروں کہے ہوئے کرنا
ہے وہ تیاگ ستوگنی ہے جو اکلیبان کا رک رکھ دینے والے کرموں سے نفرت نہیں کرتا اور غیبت
والے کرموں میں پھنستا نہیں وہی ستوگنی پر مشکیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ یہ دھاری پر مش تمام کرموں کا تیا
نہیں کر سکتا۔ اس لیے جو کرم پھل کا تیاگ ہے وہی تیاگی کہلاتا ہے اسٹ اسٹ اور ملا ہوا اچھا
بڑا اور مخلوط، غرض کہ ساتھ کام کرنے والوں کو یہ مشن طرح کا پھل مرے کے بعد ملتا ہے لیکن مینا سیول
کے لیے کرموں کا پھل کسی وقت بھی نہیں ہوتا۔ سارے کرموں کے سمپورن ہوئے کے لیے (تکمیل کے لیے)
سانکھ سدھانت میں جو پانچ کارن (رباعث) بیان کئے گئے ہیں وہ منو شریر (جسم) جو "حائل" ہو اس
کرم اندریاں، چیشٹا، من، دھرم، شانت اور دھرم، ان کی بعد اودھتیاں (جسم) یا پھر سے کرموں کے جو

جو کہ شریر، بانی اور من سے کئے جاویں یہ پانچ کارن ہیں جو اپنے جیو آتما کو ہی کرتا (فاعل) سمجھتا ہے اس کم سمجھ کو کچھ بھی نظر نہیں آتا جو اپنے تئیں کرتا (فاعل) نہیں سمجھتا وہ دانتا ہے۔ اگر وہ سب لوگوں کو مار بھی دیکو تو اصدیت میں نہ تو مارتا ہے نہ گناہ سے باندھا جاتا ہے۔

گیان (علم) جس سے اچھے بُرے کی پہچان - گمبہ (معلوم) جو گیان کے ذریعہ جانا جاتا ہے پری گیتا (عالم) جو جاننے والا پُرسش ہے یہ ہر ایک کرم (فعل) کی ترغیب ہوتے ہیں اور کرن (سادھن) کرم (دکریا) کرتا۔ (کرم کرنے والا پُرسش) یہ تین قسم کا کرم کا سہارا ہوتا ہے گیان (علم) کرم (فعل) اور کرتا (عامل) کی تین قسمیں شاستروں میں بیان کی گئی ہیں سنو!

جو انسانوں تمام بھوتوں (موجودات) میں ایک اکھنڈ (لاتنیر) اور انباشی (غیر فانی) ہستی دیکھتا ہے۔ اس گیان (علم) کو سا توک گیان کہتے ہیں اور جس میں ساری مخلوق کو علیحدہ علیحدہ کر کے جدا جدا دیکھا جاتا ہے وہ گیان راجی گیان کہلاتا ہے اور جو گیان (علم) اس شریر (جسم) کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے اور اسی میں آسکتا (محو) رہتا ہے وہ تامس گیان کہلاتا ہے ایسے گیان والے کو تحقیق اور دلیل کی ضرورت ہے محسوس نہیں ہوا کرتی جو کرم شاستروں کے اصولوں کے مطابق کرتا ہیں کے ابھیمان کو تیاگ (فاعلی غرور کو ترک کر کے) پھل کی رچنے کے وقت ہو کر (نشرہ کا نیل رنگ کر کے) رنگ اور رویش کے بغیر بنا رغبت اور

نفرت کے بغیر کیا جاتا ہے اُسے ساتوک کہتے ہیں جو کرم پھل (ثمرہ) کی خواہش رکھ کر اس کا رد و غور نہ کرے ساتھ
 کیا جاتا ہے اور اُس میں تکلیف بھی بہت اٹھانی جاتی ہے وہ راجسی کہلاتا ہے جو کرم پورس (دھمت) ہنسنا،
 (دل آزاد می) کشتے (نقصان) کو نہ دیکھ کر صرف مودہ (مہل) سے کیا جاتا ہے وہ تاسی کہلاتا ہے۔

کرتا پرش کے بھید

وہ کرتا جو خودی سے الگ ہے جس نے خواہشات کو ترک کر دیا ہے اُتساہ (حوصلہ) اور ہرش
 (خوشی) سے بھرا ہوا ہو وہ ساتوک کہلاتا ہے راگی (تعلقات والا) پھل (ثمرہ) کی کامنا کرنے والا، لوبھی
 (طمع کی کامنا کرنے والا) ہنساک (دوسروں کو نقصان پہنچانے والا) اپوتر (ناپاک) ہرش، شوک (خوشی
 دہنی) سے یکت (بلوس) کرتا (فاعل) راجسی کہلاتا ہے شر و صاہین۔ مودہ رکھ، اکڑ باز، دھوکہ باز، کسی کا
 احسان نہ ماننے والا کامل یعنی سست الوجود، ہمیشہ دل میں جلتا رہنے والا کرتا (فاعل) تاسی کہلاتا ہے

بُدھی کے بھید

ارجن! ابدھی (عقل) اور دھیرج (استقلال) کے تین پرکار کے بھید جو گنوں کے اعتبار سے تین قسم کے

ہیں، سنا پرورٹی اور نورتی، کاریہ اور کاریہ، بچے اور ابجے (خوف اور دلیری) بندھن اور موکش (مید اور نجات) کو جو بدھی (عقل) جانتی ہے وہ ساتوک ہوتی ہے۔ جو بھل کی خواہش رکھ کر دھرم کرم کرتی ہے وہ بدھی راجس کہلاتی ہے۔ جس بدھی پر اگیان کا پردہ پڑا ہوتا ہے تمام باتوں کو الٹا سمجھتی ہو اور دھرم کو دھرم مانتی ہو وہ بدھی متوگنی ہوتی ہے۔

دھیرج کے بھید

دھیان یوگ کے ذریعہ پر ماتما میں جڑا ہوا مستقل مزاجی سے من، پران اور حواسوں کو ضبط میں رکھنے والا استقلال ساتوک ہے، مگرہ کی خواہش والا جس استقلال سے دھرم کرم کو کیا جادے وہ راجسی ہے۔ مگرہ جس دھیرج سے نیند، خوف، غم، دل کی جلن اور خودی ترک نہیں کرتا اور اس دھیرج را استقلال کو متوگنی کہتے ہیں۔

تین پرکار کے سکھوں کے بھید

جو سکھ بھجن، ابھیاس، پرکار سے وصل ہوتا ہے جو شروع میں تو ذہن کی مانند ہوتا ہے اور آخر

میں امرت ایسا۔ وہ آتم دھیان کی برکت سے حاصل کیا گیا سکھ (راحت) سناؤ کی کہلاتا ہے جو سکھ اندریوں کے بھوگوں سے حاصل ہوتا ہے وہ شروع میں امرت (آبجیات) دکھائی دیتا ہے۔ مگر اس کا انجام دہرے کم نہیں ہوتا۔ اسے رجوگنی سکھ کہتے ہیں جس سکھ کا نتیجہ مصیبت، مگرہی، نینر، مدہوشی اور خمار ہو اسے متوگنی کہتے ہیں۔ پر تھوی (دنیا) اور دیو لوک میں کوئی دیوتا اور جیو ایسا نہیں جو کہ ان تینوں گنوں (صفا) سے چھوٹا ہو، مو، برہمن، کھشتری اور شودر روں کے سوا بھاوک گنوں سے کرم الگ الگ کئے گئے ہیں من اور اندریوں کو قابو میں رکھنا۔ ایثار بھگتی، گیان، وگیان، تپ، دیا، سراجاری ہونا یہ برہمن کے گن ہیں۔

بہادری۔ تیج (جلال) دھیرج (استقلال) یدھ (جنگ) سے نہ بھاگنا، دان، انصاف اور اچھی طرح سے حکومت کو سنبھالنا۔ یہ کرم کھشتری میں سو بھاوک ہیں۔ تجارت، پرورش حیوانات اور کھیتی یہ پیش کے سو بھاوک کرم ہیں، شودر کا کرم سیوا اُڑوپ ہے۔ اپنے اپنے کرم میں لگا ہوا انش سیدھی (کامیابی) کا حصول کرتا ہے۔ لیکن جس طرح سے اپنے سو بھاوک کرم میں لگا ہوا سیدھی کو حاصل کرتا ہے وہ مجھ سے سُنو جس طرح پر ماتما سے ساری مخلوق کی پیدائش ہوتی ہے اور جس سے یہ سارا جگت پورن ہے اس کی اپنے سو بھاوک کرم سے پوجا کر کے انسان پر م سیدھی (سمی) حاصل کرتا ہے اس کا مہم و گن (گنوں کے بغیر)

ہونے پر بھی، دوسرے کے دھرم سے اچھا ہے کیونکہ عادت کے مطابق ایشوری گیان کے ذریعہ مقرر کیا ہوا، اپنے ذاتی دھرم کرم کو کرتا ہوا انسان کبھی بھی گنہگار نہیں ہوتا۔ ایشوری حکم کے مطابق کرم کرنے سے تکلیف بھی ہو پھر بھی اسے چھوڑنا نہیں چاہیے۔ کیونکہ ہر کرم خرابی سے اس طرح سے گھرا ہوا ہوتا ہے جس طرح سے دھوئیں سو آگ! جس کی بدھی کسی چیز میں آسکتی (غلطی)، نہیں اور من بس میں ہے ایسا تیاگی پرش پر مہیش کرم سدھی کو حاصل کرتا ہے۔ سدھی کو حاصل کیا ہوا گیان دان پرش جیسے برہم کو حاصل کرتا ہے اور گیان کی پرانٹھا (آخری درجہ) ہے تو اسے شکشیپ میں (مختصر) مجھ سے سن! وشرہ بدھی سے یکیت ہو کر (اپنی عقل صافی کو جلا دے کر) دشیوں کو تیاگ کر (محموسات پر غالب آ کر) راگ دوش سے الگ ہو کر۔ الپا ہاری ہو کر (چھوڑا بھوجن کر کے) مستقل (مزا جی سے) وبراگ کو حاصل کر کے کام، کر و دد، لوبھ، مود، اہنکار سب کو تیاگ کر (ترک کر کے) زیادہ مال و اسباب نہ رکھ کر میرے اور تیرے پن کو چھوڑ کر منش برہم پد کو حاصل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے پورن گیانی پر سن چت دغوشد ل! کھوئی ہوئی چیز کا افسوس نہیں کرتا۔ غم نہیں کرتا۔ نہ خواہش ہی رکھتا ہے ساری مخلوق میں ایک آتما دیکھتا ہوا وہ میری پراگھبتی کو پراپت ہوتا ہے بھگتی کے ذریعہ وہ مجھے، میں جلیا ہوں اور جو ہوں، جان کر مجھ میں روپن کرتا ہے واصل ہو جاتا ہے میرا سہارا لیتا ہوا وہ منش کام بونگی میری کرپے سے بچنے والی چیز ہے۔

کرم جو کرتا ہے سب لے کر میرا ہی آسرا
کرم کر میری نذر دل سے تو ہو طالب میرا
میری کر پاس لگا کر دل کو مجھ میں اس طرح
یاں تکبر سے گر نہ مانے گا میری بات کو
تو تکبر سے جو ہوتا جنگا سے معذور ہو
موہ کے باعث جسے کرنے کی تجھ کو عار ہے

میری خوشنودی سے پا جاتا ہے لافانی جنگ
لوگ کالے آسرا، محبوب میں ہمیشہ من لگا
مشکلوں سے پار ہو جائے گا ار جن بے شبہ
بے شبہ یہ خود سری تجھے دے گی ڈبو
یہ غلط ہے جنگ پر خصلت سے تو مجبور ہے
اپنی خصلت سو وہی کرنا سچھے لاچار ہو

سب کرموں کو میرے اردن کر کے بدھی یوگ کا سہارا لے کر میری طرف ہمیشہ اپنے من کو لگائے رکھ
تو مجھ میں دل لگا۔ میری کرپا سے تو سب کھٹنا یوں (دُشوار یوں) سے تر جائے گا۔ اگر (سنگار (غور) کو
میری بات نہ سنے گا تو پھر یقین رکھ کہ تیری بربادی میں کوئی شک نہیں اگر (سنگار (غور) کے بس ہیں یا
ہو تو یہ کہے کہ میں نہیں لڑوں گا تو تیرا یہ شچہ (یقین) مہتیا (دھوٹا) ہے کیونکہ تیرا کھتری پن کا سبھاؤ تجھے
زبردستی جنگ میں لگا دے گا۔ جس کرم کو تو مومہ سے نہیں کرنا چاہتا وہ تجھے اپنی عادت سے مجبور ہو کر بلے
اختیار کرنا پڑے گا۔ ایشور ساری دنیا میں لو اس کرتا ہے سبھی پرانیوں کے ہر دے میں سمکت ہے اور اپنی
مایا سے اُن کو، کرموں کے لیے کستا ہے تو اُس کی مشن میں جانا کس کی خاطر ہے ہی تو یرم شانتی حاصل

CC-0 Kashmiri Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

کرے گا۔ اب میں نے تجھے پوشیدہ سے پوشیدہ اور گور گور سے گور گور کیاں بتا دیا ہے اس پر وچار کر کے چلنا چاہے عمل کر، یہ گیت (محض) سے بھی بہت محض، اُدب سے اُدب پانچا اُدب پانچا پھرتی۔ چونکہ تو میرا بندھو ہے عزیز ہے اس لیے میں یہ بھلائی کی بات کہہ رہا ہوں۔ مجھ میں ہی من لگا۔ میرا بھگت ہو، میری پوجا کر اور مجھ کو ہی منکار کر، میں تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں تو مجھ کو ہی پہونچے گا۔ کیونکہ تو مجھے بہت پیارا ہے ۵

بھگتی کر میری ہمیشہ اور مجھ میں من لگا
اس طرح مل جائے گا محبو ہی ارجن بے شبہ
چھوڑ کر سارے عقیدے کو فقط میری پناہ
سننے کا طالب نہیں اور تپے جو بزار ہے
اُس کو اسرارِ حقیقت نہ سنانا چاہیے
راز یہ اعلیٰ مرے بھگتوں کو جو بتائے گا
نیکاروں میں ملے گا مرتبہ اعلیٰ اسے
جو کرے گا پانچ ہم دولوں کی اس تقریر کا
جو عقیدت سے سنے گا عجب جو کی جھوٹا کر

گیت کر میرے لیے میرے ہی آگے سر جھکا
تو میرا پیارا ہے میرے قول پر ایمان لا
سارے پالوں کو چھڑا دوں گا مت خوف کھا
کہتا ہے نیندا میری بھگتی سے جس کو عار ہو
بہتر ہے یہ راز اُس کو نہ بتانا چاہیے
میری بھگتی کے سبب مجھ میں وہ مل جائے گا
اس سے بڑھ کر ہو نہیں سکتا کوئی پیارا مجھے
کیاں یاب سے وہ میری پوجا کرے گا بے شبہ
ہو گا اس کا نیک اعمالوں کی منزل تک گذر

سارے دھرموں کو چھوڑ کر صرف ایک مجھ واسد یو کی شرن میں آ، تجھ کو سب پاپوں سے نکت کر دوں گا۔
 یہ شا ستر تجھے، کبھی، کسی تپ ہن، بھگتی ہن، کو نہ سنانا چاہیے۔ جو مجھ سے دولیش رکھتا ہے اور میری مندا کرتا
 ہے کیونکہ وہ اس گیان کا مستحق نہیں ہے جو اس پر م گپت (مخفی) شا ستر کو میرے بھگتوں کو سنائے گا وہ
 میری بھگتی حاصل کر کے مجھ تک رسائی حاصل کرے گا اور نہ اس سے بڑھ کر کوئی مجھے پیارا ہی ہے۔ ہم
 دولوں کے اس سنواد (مکالمہ) کا جو ادھین (مطالعہ) کرے گا۔ اس کے ذریعہ میں گیاں گیتی سے پوجت ہوں گا
 ایسا میرا مت ہے جو شخص نشچہ (یقین) کے ساتھ مندا سے مہبت ہو کر اسے سنے گا وہ بھی پاپوں سے چھوٹ
 کر مینہ کر لے والے، لوگوں کو پراپت ہو گا۔ کیا تو نے یہ اپدیش (پکا گرچہ) (کیسوی) سے سنا ہے اور کیا
 اڈویا کے کارن جو موہ پیدا ہوا تھا وہ رفع ہو گیا ہے۔

ارجن نے کہا۔ ہمارا ج آپ کی کرپا سے میرا موہ لٹٹ ہو گیا ہے۔ مجھے اپنا کر تو یہ دھرم یاد کر گیا
 ہے اور میں سندھیہ رہت (بغیر کسی شک و شبہ کے) آپ کا بچن پالنے کے لیے (حکم بجالانے کے لیے) تیار
 ہوں۔ آگیا کیجئے (فرمائیے) سنیے نے ہمارا جہ دھرت را شتر سے کہا۔ ارجن اس پر کار
 ارجن کا یہ ادبھت (عجیب و غریب) رومانچکاری (رونگٹے کھڑے کر دینے والا) سنواد (مکالمہ) میں نے
 سنا ہے اور بار بار یاد کر کے، بار بار مرست (دوش) ہو رہا ہوں۔ مگ ان شری کرشن اور ارجن کے اس مولک

پن کا رک سنو اور مکالمہ کو یاد کر کے بار بار خوش ہو رہا ہوں اور بھگوان کے وشو روپ، روپ بھی مجھے بار بار یاد آ رہا ہے اور میں دل ہی دل میں خوشی حاصل کرتا ہوں جہاں یوگیشور کرشن جہاراج ہیں اور دھنش دھاری ارجن ہے اُدھر ہی شری اقبال، دجے رنج، دہبھو تی (جلال)، اور اچل ینی (راٹل انصاف) ہے الیا میرا ست ہے۔

شرح و مہاتم

جیسے ندیوں میں شری گنگا جی سب سے اتم ہیں ویسے ہی شریدھگوت گیتا کے تمام ادھیائوں میں سے اٹھارہواں ادھیائے سب سے اتم ہے۔ اس کا مہاتم سن!

ایک دن دیوراج اندر اپنے دربار میں بیٹھے تھے۔ اسپر اپنی ناپج کر رہی تھیں کہ وہاں پر شری نارائن کے دوت، ایک چتر بھج دھاری منش کو وہاں لائے اور دیوراج اندر سے کہا کہ بھگوان کا ادیش ہے کہ آپ اس منش کے حوالے اپنا راج پاٹ کر دیں۔ دیوراج اندر کی کیا مجال تھی کہ بھگوان کا حکم ٹالتے انھوں نے اسی وقت سنگھاسن خالی کر دیا اور وہ چتر بھج دھاری منش اس پر بیٹھ گیا۔ اندر ول میں بڑے حیران تھے کہ کیا جبر کیا ہے۔ چنانچہ وہ بھگوان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ آپ نے جس چتر بھج

دھارمی ہنس کو بھیجا تھا۔ میں نے ارشاد کے مطابق اپنا راج پاٹ اُس کے حوالے کر دیا ہے۔ مگر ناتھ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ اندر کی بات سنکر بھگوان نے فرمایا۔ اندر اُس شخص نے شریک بھگوت گیتا کے اٹھارہویں ادھیائے کا پاٹھ کیا تھا۔ اُس کے دل میں خواہش تھی کہ وہ راج سکھ بھوگے۔ لہذا اس کے شیر تیاگنے کے بعد میں نے حکم دیا کہ اس کو اندر پوری کا راج دیا جائے جب اس کو راج پاٹ سے سیری ہو جائے گی تو تب ہمارا راج تمہیں واپس دے دیا جائے گا۔

شرح اصل تیاگ

اٹھارہویں ادھیائے میں بھگوان شری کرشن چندر جی مہاراج سنیاں اور تیاگ کی مفصل تفریق بتاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کرموں کا تیاگ کرنا تیاگ نہیں ہے۔ بلکہ کرم کرتے، اُن کے پھل کا تیاگ کرنا ہی اصل تیاگ ہے۔

جو چیز سب سے بڑھ کر صفا فی قلب کا باعث ہے اور جس کے بغیر پرا بھگتی کے اونچے طبقے میں کوئی آدمی داخل نہیں ہو سکتا وہ تیاگ ہے۔ تیاگ کے سبب جس شخص سے ڈرتے ہیں مگر یاد ہے

کہ تیاگ کے بغیر روحانی ترقی نہیں ہو سکتی۔ یوگ کی تمام اقسام میں تیاگ کی ضرورت لاحق ہوا کرتی ہے
تیاگ تربیت روحانی کا پہلا زینہ۔ اصل مرکز اور دل ہے۔ اسی کا دوسرا نام مذہب ہے جب روح
انسانی دنیوی چیزوں سے ہٹتی ہے اور گہری چیزوں کی طرف رجوع کرتی ہے اور جب آدمی جو کہ در
اصل گیان سروپ آتا ہے۔ مگر اگیان کے سبب اپنے تئیں شری تسلیم کرتا ہے جب یہ سمجھنے لگتا ہے
کہ اپنے تئیں شری مار لے سے میرا ناس ہو جائے گا اور میں مادی چیز بن جاؤں گا اور یہ سمجھنے کے
بعد وہ مادے کی طرف سے منہ پھیرتا ہے تو اس وقت تیاگ کی ابتدا ہوتی ہے اور اصل روحانی ترقی
کا آغاز ہوتا ہے۔ کرم یوگ کا تیاگ ہے کہ وہ کرموں کا پھل چھوڑ دیتا ہے اور اپنی محنت کے ثمروں کے
غل میں نہیں پڑتا۔ نہ ہی اسے دنیا میں جزائے اعمال کی ضرورت ہے اور نہ ہی عفتی میں، راج یوگ سمجھتا
ہے کہ تمام پرکرتی صرف پُرش کے بھوگ یا تجربے کے لیے ہے اور اس تجربے کا نتیجہ یہ ہے کہ پُرش پر کرتی
سے اپنی ددامی علیحدگی سمجھ لے۔ سالک کے لیے یہ سمجھنا اور کشف کر لینا ضروری ہے کہ ابدالاباد سے میں
گیان سروپ آتا ہوں نہ کہ جڑ مادہ، نیز یہ کہ مادے سے میرا تعلق چندے ہی ہے۔ غرض راج یوگ،
تیاگ کا سبق اپنے تجربہ پر کرتی سے سکھتا ہے۔ گیان یوگ کو سب سے سخت تیاگ سے کام کرنا پڑتا ہے کیونکہ اسے
شروع سے ہی اس ٹھوس دنیا کو نفس کو اب کی طرح چھوڑنا پڑتا ہے اور یہی بڑا تیاگ ہے کہ خانہ قدرت میں

جتنا کچھ ظہور و طاقت ہے وہ آتما سے علاقہ رکھتا ہے نہ کہ پر کرتی یا مایا سے۔ اُسے شروع سے ہی یہ ذہن نشین کرنا پڑتا ہے کہ تمام علم و تجربات روح میں ہیں نہ کہ مادے میں۔ پس اُسے عقلی یقین کے دور سے پر کرتی کے تمام بندھنوں کو یک دم توڑنا پڑتا ہے وہ قدرت اور قدرت کی ہر شے کو چھوڑتا ہے اُن سب کی طرف سے منہ موڑتا ہے اور تنہا اکیلا کھڑا رہ جاتا ہے سب سے بڑھ کر قدرتی تیاگ بھگتی یوگ کا ہے یہاں نہ کشمکش کرنی پڑتی ہے اور نہ ہی کچھ چھوڑنا پڑتا ہے۔ نہ ہی اپنے تئیں زبردستی کسی شے علیحدہ ہی کرنا پڑتا ہے۔ بھگت کا تیاگ آسان، صاف، بے روک اور ایسا ہی قدرتی ہے جیسا کہ ہم اور چیزوں کو اپنے گرد و پیش دیکھتے ہیں۔ اس تیاگ کا ظہور ہم روزمرہ مشاہدہ کرتے رہتے ہیں آدمی ایک عورت سے محبت کرنا ہے کچھ عرصہ بعد دوسری سے کرنے لگتا ہے۔ پہلی کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہ اس کے من سے اس آسانی اور صفائی کے ساتھ اتر جاتی ہے کہ پھر اُس کی ضرورت ہی نہیں پڑتی اسی طرح کوئی عورت کسی مرد سے محبت کرتی ہے بعد میں کسی اور سے کرنے لگ جاتی ہے پہلا مرد قدرتی طور پر اس کے من سے اتر جاتا ہے۔

ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیے:- ایک شخص اپنے شہر سے محبت کرتا ہے اور بعد میں اپنے دلش سے محبت کرنے لگتا ہے تو چھوٹے شہر کی وجہ سے قدرتی طور پر اس کے من سے

جاتی رہتی ہے۔ اگر وہ سارے سنار سے محبت کرنے لگتا ہے تو اُس کی محب وطن قدرتا آسانی سے اور بلا تکلیف دیئے دل سے اُتر جاتی ہے۔ خیر تربیت یافتہ آدمی لذات حواس کا والد و شیدا ہوتا ہے۔ اسے عقلی مشاغل میں لطف آنے لگتا ہے۔ کوئی انسان ایسے مزے لے لے کر کھانا نہیں کھا سکتا۔ جیسا کہ کہتے اور بھیرتے کھاتے ہیں۔ مگر جو لطف انسان کو عقلی و علمی مشاغل میں آتا ہے وہ بھلا کتوں اور بھیرٹیوں کو کہاں آ سکتا ہے خوشی اول حواسوں کے تعلق سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر حیو جب ذرا زندگی کے اُوچے طبقوں میں آ جاتا ہے تو اُس ادنیٰ درجہ کی خوشی میں وہ زور نہیں رہا کرتا۔ نوع انسانی میں جو آدمی حیوانوں کے قریب تر ہیں انہیں لذات حواس میں زیادہ مزہ آتا ہے۔ جتنا آدمی اُوچا اٹھتا ہے اور تربیت پا جاتا ہے اتنا ہی اُسے زیادہ لطیف اور عقلی و علمی مشاغل میں زیادہ لطف آتا ہے جب آدمی طبقہ تجلیل سے بھی زیادہ اُٹھ جاتا ہے اور طبقات روحانی میں پہنچتا ہے جہاں الہام ہونے لگتے ہیں تو اسے وہ آئندہ نصیب ہونے لگتا ہے کہ لطف، حواس و عقل کی اس کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں۔ دیکھئے چاند نکلتا ہو تو ستارے مدھم پڑ جاتے ہیں جس طرح سے تیز روشنی کے سامنے کم تیز روشنی مانند پڑ جاتی ہے اور ہولے ہولے بالکل غائب ہو جاتی ہے بعینہ اسی طرح لذات حواس الیشور کے پریم کے سامنے مانند پڑ جاتی ہیں اور ریٹ جاتی ہیں یہ پریم ترقی پا کر ایشور پر عجبی کی صورت میں نمودار ہوتا ہے جو آدمی الیشور سے پر اعلیٰ رکھتا ہے اُس کے

سائنس سے صورتیں ہٹ جاتی ہیں رسوم مذہبی بھاگ جاتی ہیں۔ کتابیں اٹھا کر طاق میں رکھ دی جاتی ہیں۔
 موریتیں، مندر، معبد، مذہب، پنپتہ، ملک، قوم غرض سب چھوٹے چھوٹے بندھن خود بخود گر جاتے ہیں
 کوئی بیڑی ایسے شخص کے پاؤں میں رہنے نہیں پاتی۔ جہاد یکا یک کوہ مقناطیس کے پاس آ جائے
 تو وہ کھینچ کر آ جاتا ہے اور تختہ جہاد ہوا کر بے روک ٹوک سطح آب پر بہنے لگتے ہیں۔ اسی طرح تیاگ
 بھگتی کا معاون و مددگار ہے اس میں سختی، خشکی، کشمکش اور زبردستی دبانے اور اکھاڑنے کا کچھ کام نہیں
 پڑتا۔ بھگت کو اپنے جذبات میں سے ایک کو دبانا نہیں پڑتا۔ بلکہ اُن کو تیز کر کے بھگوان کی طرف رجوع
 کر دینا ہوتا ہے۔

بھگتی کا سروپ

بھگتی کا روپ کیا ہے؟ بھگتی کیسی ہونی چاہیے۔ ہم اب یہ مختصراً بیان کریں گے، مندروں میں
 جانا، درشن کرنا، تناک لگانا، گیسوے کپڑے پہننا۔ اسٹانان کرنا۔ بھجن، پوجا، پاٹھ کرنا۔ یہ سب
 بھگتی کی ظاہری علامتیں ہیں یہ ایک ریاکار بھی کر سکتا ہے۔ لیکن بھگتی کا سمبندھ (تعلق) ہر دینے والے سے
 ہے جب تک ہر دے میں شدہ پاکیزہ ایسوپریم کی اپنی (پیدائش) میں ہو جاتی تب تک شدہ بھگتی

بھی نہیں ہو سکتی، منشیہ کے جیون زندگی میں انیک پرکار (مختلف قسم) کی وپتی (مصیبت) آتی ہے
 لیکن جو شخص سچے دل سے بھگوان کا بھگت ہوتا ہے اس کے دل میں اتنی شانتی اور دھیرج ہوتا ہے کہ
 وہ مصیبت کو مصیبت نہیں سمجھتا۔ سچا بھگت بُرائی کر لے والوں کا بھی بھلاہی چاہے گا اپنے دشمن سے بدلہ
 لینے کا موقع ملنے پر بھی بدلہ نہ لے گا۔ بھگوان نرسنگھ نے وکرا ل روپ بنا کر دڑاؤنا بھیس بنا کر ہرنیہ کشیو کو
 مار ڈالا اور بھگت شرومنی پر ہلا دے کہا کہ ورمناگ، میں تجھ سے بڑا پرسن ہوں کیونکہ اس دشت کشش
 نے تجھے انیک پرکار کے کشٹ دینے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ پھر بھی تیرے ہر دیہ میں میری بھگتی جاگرت
 رہی۔ پر ہلا دے کہا۔ بھگوان! اگر آپ مجھ پر پرسن ہیں تو مجھے یہی وردان دیجئے کہ مجھے دکھ دینے والے
 کا کلیان ہو۔ آپ تو دیا کے ساگر ہیں۔ اگر آپ دشمنوں پر دیا نہ کر سگے تو اور کون کرے گا۔ اسی طرح
 نرسی بھگت بھارج جلی کٹی سنکر بن میں چلے گئے۔ لیکن جب شدھ بھگتی پیدا ہوئی تو بن سے واپس آکر سب سے
 پہلے بھارج کو ہی گوردمان کر اُس کے چرنوں میں گر پڑے، بھگتی سوتر میں مہرشی شانڈالیہ نے لکھا ہے۔ کہ
 ایٹور میں پر م انوراگ ہونا ہی بھگتی ہے، جس کے ہر دے میں کپٹ نہیں ہوتا۔ سنارک موہ میں بڑ کر جس کا
 ہر دے وچلت نہیں ہوتا۔ جس کے ہر دے میں بھگوان کا سچا پریم ہوتا ہے۔ اسی کے ہر دے میں شدھ بھگتی کا
 سچا ہوسکتا ہے جس طرح دریائے گنگا کے کنارے اپنے آپ میں پس پوس ہوتا ہے اسی طرح جس

نش کے ہر دے میں اُس انتر یامی کر پاؤ، پر م پتا پر مشور کی شدہ بھگتی ہوتی ہے اس کی سزا کا منہ ہمیشہ
 سیدھ ہوتی رہتی ہے۔ بھگوان نے گیتا میں فرمایا ہے جو مجھ کو سب پرانی مائیں دیکھتا ہے اور سب پرانی
 مائیں کو مجھ میں دیکھتا ہے اُس سے نہ تو میں ہی دور ہوں اور نہ وہ ہی میری نظروں سے دور ہے۔

بھگوت بھگتوں کی ہمسا

جب طرح ست سنگ سے نش میں تبدیلی آ جاتی ہے اسی طرح سے بھگتوں کی سیوا کر نے سے بھگوان ملتے
 ہیں بھاگوت کے ایک ادش سکندھ میں لکھا ہے کہ سنار ساگر سے تر نے کے لیے ہری بھگت نائو ہیں بھگوان نے
 خود کہا ہے کہ بھگت تو سو منتر ہیں مگر میں بھگتوں کے بس میں ہوں پر اور ان میں لکھا ہے جو میرے بھگتوں کا بھگت ہو
 وہ میرا بھی بھگت ہو اسی طرح سے بھاگوت میں لکھا ہے کہ بھگتوں کے کیوں سمرن مائیں سے نش سکھتے تر جاتے
 ہیں ایسی ہی بھگتوں کی ہمسا ہے کہاں تک بیان کریں دفتر درکار ہو سکے لے کیونکہ بھگوان اور بھگتوں میں کوئی فرق نہیں ہے

بھگتی اور گیان

پراچین کمال کے ریش من جو صحیح منور ہیں سست پر گیا کہ بائیں ہیں جنہوں نے دیر گھ کا لک

تپسیا کر کے ست و ستو کی پراپتی اور سناری نشیوں کے لیے اس سار و ستو کے پالنے کا ایسا سیدھا مارگ
استھاپت کیا جس پر چلنے میں کوئی ہانی نہیں ہے جو اس پر م پد کو پراپت کرنے میں ہمارا سہا یک رہا ہے
رہا ہے اور رہے گا۔ ایسا دھرم ہی ہمارے لیے گرھن کرنے کے یوگیہ ہے اور وہی ہمیں پر م سیدھی
اور پر م شانتی کے مندر تک لے جانے میں سمرکت ہے ہر شئی وید و یاس۔ بھگوان شکر آچار یہ جو کہ پورن
گیان وان تھے انھوں نے جہاں برہم گیان کی ویدیا کو اپنے ادبجت گرنتھوں دوار پر گٹ کیا ہے وہاں بھگتی مارگ
اور یوگ مارگ پر آڈھ ہونے والے پرشوں کی نیند انہیں کی۔ بلکہ گیان کی پراپتی کے لیے بھگتی مارگ اور دیوتاؤں
کی اپانت کے لیے پہلے درجہ کے جگیا سوڈں کے لیے آتی اوشیک کہا ہے۔

لیکن آج کل کے گیانی (۹) جن کی درشتی میں دیگر تمام لوگ موڑھ اور اگیانی ہیں جن کو شانتن گرنتھوں پر
شروہا نہیں لیکن مغربی فلاسفروں کے دل دادہ ہیں وہ ایشور اپامنا اور بھگتی مارگ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے
ہیں جب کوئی بھگت منڈلی کیرتن کرتے ہوئے نظر آتی ہے یا کوئی بھگت دیو مندر میں بیٹھا ہوا پوجا کرتا دکھائی
دیتا ہے تو وہ ان کو اگیانی، موڑھ اور جاہلانہ عقیدوں میں پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں۔ اگر اُن کے سامنے ایشور کا
نام بھی لیا جاوے تو اسے بھی جہالت سمجھتے ہیں ہوں، یکہ کرنا بھی ان کے لیے نیشیل کرم ہے اُن کی نظر میں گنی
میں دیو منتر دں دوارا لکھی اور سارگرمی و غیرہ ڈال کر ہوں، ایشیہ کرنا کو یا ایشی پدارتھوں کے ضائع کرنے کے

مترادف ہے۔ ایڈور اپانا۔ دیو پوجا۔ شرادھ، ترین سندھیا۔ گورو پوجا وغیرہ وغیرہ جتنے بھی سمجھ کر مہاری جاتی میں چلے آ رہے ہیں وہ سب اُن کی نظر میں جہالت ہیں ایسے گلیانی (۹) اپنے تئیں ادویت مت کے پرچارک خیال کرتے ہیں لیکن وید ویاس اور سوامی ششکر آپاریہ جی جو کہ ادویت مت کے پرگٹا کرے، واسے تھے ان جہا پرشوں پر ان لوگوں کی نہ ہی کوئی شر دھا ہی ہوتی ہے اور نہ ہی اُن کے باوجود ان سب باتوں کے وہ آتشک بھی ہیں برہم گلیانی بھی، اور ادویت مت کے معلم بھی۔

آپ ہی دچار کیجئے جو لوگ اپنی پراچین دھرم پر نالی کا انگٹھن کر کے تمام ویدک کرموں کا تیاگ کر کے اس برہم استھنی کو پراپت کر لینے کے دعوے کرتے ہیں وہ کہاں تک صحیح ہیں ویدانت شاستروں کی رچنا کرنے والے رشیوں نے برہم پراپتی کے لیے جو سادھن بتائے ہیں۔ ان میں سے ایک سادھن شرودھا بھی ہے یعنی گورو اور شاستر پر پورن شرودھا کا ہونا ایک لازمی چیز ہے جن ویدوں اور شاستروں سے ویدانت کے انمول رتن نہیں پراپت ہوا ہے۔ اُن پر شرودھا رکھنے سے ہم اُس آخری منزل پر پہنچ سکتے ہیں جو کہ منشا کا دھیم ہے ہرشی وید ویاس اور بھگوان شری کرشن چندر جی جہا راج نے گلیان کی پراپتی کے لیے بھگتی کو بھی ایک سادھن مانا ہے کہ ہاتھ بھگتی مارگ کی کبھی بھی نیند انہیں کی۔ کیونکہ ہر قسم کی بُرائیاں من سے ہی اچھلتی ہیں اور جب تک دنیا خود غرضی اور لعصب کے جھکڑوں سے رہی ہو کہ الشور بھگتی کا سبق نہ سیکھے گی تب

بلکہ وہ پورن شائنتی کو پراپت نہیں ہو سکتی۔

ست دستو کو گرہن کرنے کے لیے بھگتی ایک ضروری چیز ہے۔ بھگتی سے ہی تمام انسانوں میں پریم بڑھتا ہے بھگتی سے ہی انتہ کرنے کی شدھی ہوتی ہے اور انتہ کرنے کی شدھی سے ہی گیان کی پراپتی ہوتی ہے۔ گیان صرف علم کا ہی نام نہیں ہے۔ بلکہ ست دستو کو صحیح طور پر اٹھو کا نام گیان ہے پستکوں کے پڑھ لینے سے علمی لیاقت تو ضرور ہو جاتی ہے جس سے انسان لکچرہ یا اچھا لکھکا بنکر سنار میں شہرت حاصل کر لیتا ہے لیکن عملی زندگی میں وہ صفر کے ہی برابر ہے دنیا کو گیان دنیا آسان ہے لیکن اپنے من اور اندریوں کو راہ راست پر لانا مشکل ہے۔

واچک گیانی اپنے نہایت قیمتی وقت کو، اپنی تھوڑی سی شہرت کے لیے صنایع کر دیتے ہیں اور آخری وقت پر پچھتائے ہیں کہ ہم نے اس انمول منہش جنم کو عبث کھو دیا نہ ہی دنیا کا عدا ہوا اور نہ ہی کچھ اپنا بنا۔

افسوس ہے کہ دنیا نشکام ایثار بھگتی کو نہیں سمجھتی اور عش و عشرت کے حاصل کرنے میں لگی ہوتی ہے جو کہ فانی ہیں بفس کے پسندے میں پھنس کر، رنج و الم سے بھن کر وہ معرفت حقیقی کے خالص اور دیر پا پائند سے محروم رہتے ہیں جو شخص اس پریم آئند کو پالنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کے لیے لازم ہے کہ اپنے من، اور اندریوں کو بس میں کر کے سنار کے غم اشات سے بے شائستہ رک کر مول لینی سڈھا۔ گائتری، ہون، یگیہ،

دان اور دیو پوجن کو ہمیشہ جاری رکھے اور جب تک اُس کی منوورتیاں پورن روپ سے شدہ نہ ہو جائیں اور سوپن میں بھی اشہ چنن نہ کریں تب تک ان کرموں کا تیاگ نہ کرے۔ بٹھ اچھا اور بٹھ وچار ناگیاں مارگ کی پہلی سیڑھی ہے کرم کے بعد اپنا کا درجہ ہے دیوتاؤں کی اپاسنا سے بھگتی اور پریم جیسی انمول وستوپرپتا ہوتی ہے یہ بھگیا سو کے لیے دوسری سیڑھی ہے۔ کرم، اپاسنا اور بھگتی سے انتہ کر نرمل اور شدہ ہو جاتا ہے اور شستوگنی بدھی سے آتم گیان پر اپت کر لیتا ہے۔ ایسی شدہ اوستھائیں ہی ہنچکر وہ ست چت آنند سروپ آتما کا اذ بھا کرتا ہے اور کرت کرت ہو کر کہتا ہے۔ میں شیو ہوں۔ میں شیو ہوں، چھ اندھن ایسی پورن اور شانت اوستھائیں ہی وہ اپنے سے ابھن اذ بھو کر تا ہے یہی

بھگتی کی سچلتا

ہے اور یہاں ہنچکر بھگت اور گیانی ایک ہو جاتے ہیں ہی ادویت ہے۔ یہی ویدانت ہے اور یہی آخری منزل ہے۔

جو لوگ کرم اور بھگتی کو تیاگ کر کے گیان حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کرم اور بھگتی گیان کے مخالف نہیں بلکہ مہائیائیں بشرطیکہ وہ شاستر دھرم کے مطابق کئے جائیں۔ اگر کہیں ویدانت گرہتوں میں بھگتی

کی مخالفت نظر آئے تو محض جگیا سو کی ورڈ مٹا کے لیے۔ کیونکہ جو شخص ایم۔ اے میں پڑھتا ہے اس کے لیے میٹرک کا کورس پڑھنا لا بھدا میک نہیں۔ لیکن جو میٹرک میں پڑھتا ہے اُس کو اُن لپٹکوں سے درجہ ت کرنا بھی عقل مند ہی نہیں جب تک کہ وہ میٹرک پاس کر کے کالج میں داخل ہو کر الین، اے، بی۔ اے کے امتحانات پاس نہ کر لے اُس کو ایم۔ اے میں داخل نہیں کیا جاسکتا اسی طرح جس پرش نے اس جنم میں یا گذشتہ جنموں میں کرم اور اُپاسنا سے اپنے انتہ کر ن کے مل دکھشیا اور آدرن دور نہیں کیے وہ گیان مارگ پر چلنے میں اسمرت ہو گا۔ اگر اس ادویت سدھانت سمجھنے کی کوشش کی جائے گی تو وہ ناکام رہے گا اور وہ کرم ہین ہو کر پرت ہو جائے گا۔ اُس کا گیان و اچک ہو گا، انوبھوی نہیں ہو گا۔ ایسا شخص، وید شاستر اور الیشور سے مخرف ہو کر اندر لوں کے دشمنوں میں پھنس جائے گا اور ناش کو پراپت ہو گا جیسے کہ بدھ مت کے انویائی بھر شٹ ہو کر دام مارگی بن گئے تھے۔

آتم گیان تو امرت ہے۔ اس کے لیے شدھ پوتر سونے کا پاتر تلاش کرنا دشیک ہے وشیوں میں لین سنار میں آسکت، دیہم ابھیانی اور ملین انتہ کر ن والے اگر ادویت سدھانت پر چلنے کی مور کھتا کریں گے تو وہ ناستکتا کو پراپت ہو کر اپنا ناسن کر لیں گے یہ ادویت گیان شیرنی کا دودھ ہے اس کو کوئی ورلا برٹن (سوامی رام تیرتھ) ہی مضمر کر سکتا ہے جس کو سنار سے اور اپنی دہ سے پورن ویراگ ہو چکا ہو

لیکن آجکل اوستھ یہ ہے کہ ہم دھیان اور سنسار کے کامناؤں کے اپوتر چھترے پہن کر رام یا شاد کے تخت اہم برہم اسمیٰ پر بٹھینا چاہتے ہیں جو کہ انوجست ہے۔

سمجھو! ہمارے ویدوں اور شاستروں کی یہ آئم گیان روپی دیا۔ جہاد اکیہ اہم برہم اسمیٰ۔
 تات تو م اسمیٰ۔ انیگ آتا برہم۔ پر گیا نم آند گ برہم۔ سب صنج ہیں اور عش کے لیے ہی دیا
 امرت ہے اور اس کی پراپتی کے لیے ہی ہیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے پر نہ غلط راستہ چھوڑ دینا چاہیئے
 اور اپنے پراچین رشیوں، مہرشیوں کی تیار کردہ جرنیلی سڑک (دھرم شاستر) پر آروڑ نہ ہونا ہوگا ورنہ
 کامیابی مشکل ہے۔

تیاگ سے پرہم

قدرت میں ہر طرف پرہم کا ظہور ہے سماج میں جو چیز نیا چھپی اور خوبصورت ہیں سب پرہم کا ہی نتیجہ ہیں جو
 بُری اور شیطانی ہیں وہ بھی جذبہ محبت سے ہی ظہور میں آتی ہیں۔ مگر اس محبت کا رخ بُری طرح سے پلٹ
 دیا گیا ہے۔ اسی پرہم سے سچی اور پتی کی متبرک محبت نکلتی ہے اور وہ محبت بکلی جو ہوا ہو اس اور جذبات
 نفسانی کے متعلق ہے دونوں میں سے تو ایک پرہم ہی۔ مگر اس کے ظہور کے لیے مختلف صورتوں میں ہر سی ایک

پریم کار خ اچھی با بری طرح پھیرا جائے تو ایک آدمی کو یہ تحریک ہونی ہے کہ وہ بھلائی کرے اور جو کچھ پاس ہے وہ غریبوں کو بانٹ دے اور دوسرے کو یہ کہہ کر وہ اپنے بھجنوں کے گلے کاٹے اور جو کچھ اُن کے پاس ہے سب جھین لے۔ یہ پہلا آدمی اور اول سے پریم کرتا ہے اور دوسرا اپنی ذات سے کرتا ہے پس دوسرے آدمی کے معاملہ میں پریم کار خ بڑا ہے اور پہلے کی صورت میں اچھا اور مناسب! دیکھتے آگ ہمارا تو کھانا پکا دیتی ہے اور بچے کا ہاتھ جلا دیتی ہے۔ مگر اس میں آگ کا مطلق قصور نہیں ہے فرق صرف اُس طریق کار کا ہے جس میں آگ کا استعمال کیا گیا ہے اس لیے پریم جو یوگ کا میلان ہے اور دو آدمیوں کی خواہش ہے کہ ہم مل کر ایک ہو جائیں۔ ایک دوسرے میں سما کر ذات واحد بنائیں۔ اُونچے اور نیچے سبھی طبقوں میں میں اپنا ظہور کر رہی ہے

بھگتی یوگ

اُونچے پریم کا شاستر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پریم کار خ کس طرف پھیرنا چاہیے کس طرح اس پر قابو رکھنا چاہیے۔ کس طرح اس کا انتظام و استعمال کرنا چاہیے؟ کس طرح اُس کا مددنا یا بنادیتا چاہیے تاکہ سب سے اچھے اور سچے انسان بن سکیں۔ کس طرح ہمیں اس کی مدد سے روحانیہ بننا

کی برکتوں پر پہنچنا چاہیے۔ بھگتی یوگ ہم سے یہ نہیں کہتا کہ فلاں چیز چھوڑ دو، بلکہ کہتا ہے کہ پریم کر داور سب اُونچے وجود یعنی

بھگوان سے پریم

کرو، جسے یہ پریم ہو جاتا ہے اُس سے سچی اور اعلیٰ چیز اپنے آپ چھوٹ جاتی ہیں۔ پریمی کا مقولہ یہ رہا کرتا ہے کہ میں تیرے بارے میں اس کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ تو میرا پیارا ہے اور حسین ہی نہیں بلکہ خود حسن ہے پس بھگتی یوگ میں جو کچھ درکار ہے کہ اپنے مذاق حسن پسندی کا رخ

بھگوان کی طرف

پھیر دیا جائے، چہرہ انسانی، اکاش، تاروں اور چاند میں حسن کیا ہے محض ایک دیا پاک حسن الہی کا ایک جزو حشف! اس کے نور سے سب چیزیں نورانی ہو رہی ہیں وہ چمکتا ہے تو اس کے ساتھ اور سب چیزیں چمکتی ہیں۔ بھگتی کا یہ ادب و نچا اور شہنشاہی نظر رکھو۔ تمہاری جھوٹی ٹمونی شخصیتیں سب آنکھ کے سامنے آٹھ جائیں گی۔ دنیوی خود غرضی کے جھوٹے چہرے کا خیال چھوڑو محض و نظریہ اعلیٰ بنے ہوئے طہوراتِ قدرت

کا مشاہدہ کئے جاؤ۔ آدمی کے متعلق ہر اک کا خیال دل میں جماؤ۔ پھر بہتیں معلوم ہوں گا کہ متاری بھگتی کا بڑا
جذبہ کل دنیا پر کیونکہ حاوی ہوتا ہے اس میں شک نہیں کہ بعض وقت تھوڑی سی کشمکش محسوس ہوتی ہوگی۔
مگر اسی کشمکش سے آدمی بھگتی کے اُونچے درجہ پر پہنچتا ہے بعض وقت تھوڑی سی بہت لڑائی بھی لڑانی پڑے
گی۔ پاؤں بھی پھسلے گا۔ مگر راتے میں ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ تم علیحدہ کھڑے ہوئے ان تماشوں کو دیکھا کر د
یہ جھکڑے محسوس تو اس وقت ہوا کرتے ہیں۔ جب تم دنیا کی رو میں بہتے پھر دو۔ جب علیحدہ کھڑے ہو کر
ناظر یا طالب کی طرح صرف تماشہ دیکھو گے تو تم پر راز کھلے گا وہ طریق بے شمار اور لاتعداد ہیں جن میں بھگوان
اپنے تینس، بھگتی میں ظاہر کرتا ہے۔

جہاں جہاں آنند ہے خواہ رذیل سے رذیل نفسانی ہوا وہوس میں ہی کیوں نہ ہو وہ اسی
دوامی آنند کی چنگاری ہے جو آنند روپ، برہم کا سر روپ ہے۔ نیچے سے نیچے درجہ کی محبت میں لیثوری
پریم مضمرو مخفی ہے سنسکرت میں لیثور کا ایک نام

ہری

بھی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہر چیز کو اپنی طرف ہر تار یا کھینچتا ہے پس اسی کی کشش ہر طبع انسانی کو کرنی
چاہیے۔ بخلا روح کو درحقیقت کوئی کوچنگنگل ہے نہ صرف جو اس اور کوئی نہیں مردہ ناوہ بھی کہیں روح

کو پہنچ سکتا ہے نہ کبھی ایسا ہوا ہے اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے جب تم کسی مرد کو کسی حسین عورت کے چہرے کی طرف
 کھینچتا ہوا دیکھو تو سوچو کہ کہیں ذرات مادی کا مجموعہ بھی اُسے اپنی طرف کھینچ سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں۔ ان
 مادی ذروں کے پیچھے الیشوری اثر اور الیشوری پریم بھی ہے گلیائی اُسے جانتا تو نہیں۔ مگر واسۃ یا نادانۃ اس
 کی طرف کھینچتا ہے۔ پس ردیل سے ردیل کشش بھی اپنی طاقت الیشور سے لیتی ہے
 مہرشی یا گیہ و لگیہ نے میترشی کو اپدیش دیتے وقت کہا تھا: پتی کی خاطر پتی پیارا نہیں ہوتا بلکہ آتما کی خاطر
 آکو سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ مگر سچی بات تو یہی ہے کہ پتی کی خاطر پتی پیارا نہیں ہوتا۔ آتما کی خاطر ہوتا ہے
 اسی طرح کوئی بچے یا دنیا کی کسی اور چیز سے اس کی خاطر محبت نہیں کیا کرتا بلکہ آتما کی خاطر کیا کرتا ہے
 آتما یا بھگوان تغافل سے ہے اور ہم سب لوہے کی چیزیں اُس کی طرف ہمیشہ کھینچی رہتی ہیں اُس کے پاس
 پہنچنے کی کوشش میں رہتی ہیں دنیا میں یہ سب ہماری کشش خود غرضی پر تو محمول نہیں ہو سکتی مگر انہوں کو
 بے شک نہیں معلوم ہوا کرتا کہ کیا کر رہے ہیں۔ مگر اُن کی زندگی کی کشش کا اصل مدعا یہی ہے کہ ہم بھگوان
 میں داخل ہو جائیں۔

بھگت کشش زندگی کے معنی سمجھتا ہے اور جانتا ہے کیونکہ وہ اُن کے سلسلہ ہائے دراز میں سے گذرتا
 گذرتا ہے۔ اُن کے معنی سمجھتا ہے۔ اُن کے سلسلہ ہائے دراز میں سے گذرتا ہے وہ تمام کشش

دکشت سے چھوڑ کر کھنچاؤ کے اصلی مرکز یعنی ہری کی طرف جانا چاہتا ہے یہی

جھگت کا تیاگ

ہے ایشور کی طرف پُر زور کشش ہوئی اور طرف کی سب کششوں کو روک دیتی ہے ایشور کا ہمہ گیر پریم جب کسی کے دل میں داخل ہوتا ہے تو اس میں اور کسی پریم کے رہنے کی جگہ ہی نہیں رہتی۔ سوچئے تو یہی کہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ جھگتی اس کے پریم کو

پریم ساگر

کے پوتر جل سے بھر دیتی ہے یہ بھگوان ہے۔ اب چھوٹی موٹی محبتوں کی جگہ کہاں؟ غرض جھگت کا تیاگ وہ دیراگ ہے جس میں ایشور کے سوا دوسری چیزوں میں راگ نہیں رہتا صرف ایشور میں ہی انوراگ یا پریم رہ جاتا ہے پرا بھگتی کی تیاری یہ ہوتی ہے کہ جب تیاگ ہو تا ہے تو روح کے لیے وردادہ کھل جاتا ہے کہ اس میں سے گزرے اور پرا بھگتی کے بلند مقام پر پہنچے۔ اس وقت جا کر سمجھ آتا ہے کہ پرا بھگتی کیا چیز ہے جو آدمی اس درجہ کو پہنچ چکا ہے اس کو یہ کہنے کا حق ہے کہ تسنن کے لیے بے صورت یا صورت کی ضرورت نہیں

اس کو محبت کا آؤنچا درجہ نصیب ہوتا ہے جس پر پہنچ کر تمام انسان بھائی بھائی ہو جاتے ہیں۔ پریم کا حاکر بھگت کے دل میں موجیں مارا کرتا ہے وہ آدمی کو آدمی کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ بلکہ اپنے پیارے ایشور کی نظر سے دیکھتا ہے اسے ہر چہرے میں "ہر" نظر آتا ہے آفتاب و مہتاب میں ہری کالور دیکھتا ہے جہاں حسن و جلال ہے سب ہری کا ہے ایسے بھگت اس وقت بھی ہیں دنیا ان سے کبھی خالی نہیں ہوتی۔ انہیں سانپ بھی کاٹے تو کہا کرتے ہیں کہ پیارے کا پیغام آیا ہے ایسے بھگتوں کو ہی انسانی برادری کہا جاتا ہے انہیں کبھی نہ غصہ آتا ہے نہ حسد و رشک ستاتا ہے، بیرونیات و نفسیات — جب سدا کے لیے دور ہو گئیں تو پھر غصہ کہاں سے آئے وہ تو پریم میں لگن ہو کر ہر نظارے کے پس پشت ہر کو دیکھتے ہیں

آپ کی دل سے عبادت ہے کسی کا مشغلہ

پوجتا ہے کوئی ذات بے نشان و لا فنا

چاہتا ہوں جاننا میرے لیے یہ راز ہے

کون سا ان دولوں میں لوگ ممتاز ہے

از جن کے اس سوال کے جواب میں بھگوان شرعی کرشن چندر جی ہماراج نے فرمایا ہے

دل میں ہو شر و ماح بھی لوگ کا عامل بھی ہو
 جانکر سب کو مساوی اندریوں کو روک کر
 پوجتا ہے جو بشر وہ ذات بے نام و نشان
 ابتداءے آفرینش، لا ذوال و لا فنا
 دل لگانا را دسر لبتے مشکل ہے مگر
 کرم جو کرتا ہے رجن! فقط میرے لیے
 اس طرح مجھ میں لگا دست ہے دل کو جو بشر
 اس طرح مجھ کو جو بھتا ہے بشر افضل وہ
 کل جہاں کی بہتری رکھتے ہوئے مد نظر
 دائم و قائم، محیط کل برتر از بیان
 وہ بشر بھی پاتا ہے مجھ کو رجن بے شبہ
 پہنچنا منزل پہ اس رستے سے دشوار تر
 مجھ ہو کر لوگ میں بھتا ہے مجھ کو پریم سے
 اس کی کشتی بھر دنیا سے دیتا ہوں پار کر

آد پر کے اشلو کوں میں گیان یوگ اور بھگتی یوگ دونوں کا ہی ذکر ہے اور دونوں کی ہی تعریفیں
 دی گئی تھیں۔ گیان یوگ بڑی چیز ہے بڑا ادبنا فلسفہ ہے۔ مگر کیا تماشہ ہے کہ ہر شخص سمجھتا ہے کہ یہ فلسفہ
 جو چاہتا ہے۔ میں کر سکتا ہوں مگر اصول کے عین مطابق زندگی بسر کرنا سخت مشکل کام ہے اور اس میں خطرات
 عظیم ہیں اس دنیا میں بعض آدمی شیطانی فطرت والے پیدا ہوتے ہیں اور تن آسانی کو ہی ماک زندگی سمجھتے
 بعض فطرت بلکوتی پر پیدا ہوتے ہیں جو جسم کو خاص غرض پورا کرنے کے واسطے یعنی تر بیت روح کو ایک لار
 سمجھتے ہیں شیطان اپنے مطلب کو کتب مذہبی کی اسناد بے شک دے سکتا ہے اور دیا کرتا ہے۔ پس

گیان یوگ

بڑوں کی بُرائی کو اچھا دکھانے میں اسی طرح کام آ سکتا ہے۔ جیسے بھلوں کی بھلائی میں چھا دکھانے میں کام آتا ہے۔ یہی گیان یوگ میں خطرہ عظیم ہے بھگتی یوگ قدرتی چیز ہے۔ یہی چیز ہے اس میں نرمی و خلیسی ہے بھگت اتنا اوجھا نہیں اڑا کرتا۔ جتنا گیان اڑا تلے اور اسی لیے گرنے میں اُس کی ہڈیاں بھی چکنا چور نہیں ہوا کرتیں۔ یاد رکھیے۔ مذہب میں آدمی کوئی طریق کار اختیار کیوں نہ کرے روح کے بندھن جب تک نہیں ٹوٹتے اسے آزادی مطلق بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

گوبیوں کے پاپ و بُن دونوں کے بندھن کس طرح سے ٹوٹ گئے اور ہری کو نہ پالنے کے دکھ سراپوں کی تمام میل دھل گئی وہ نکت ہو گئیں پس بھگتی یوگ کا مرکز خیال یہ ہے کہ دل انسان کے تاثرات و جذبات خاص بُرے نہیں ہوتے ہیں۔ ہاں اُن کو احتیاط سے رکھنا لازم ہے نیز اُن کا رُخ اُوپر کی طرف کرنا چاہیے یہاں تک کہ بہتری و عمدگی کی سب سے اونچی حالت کو پہنچ جائیں سب سے اُوپر کا رُخ وہی ہے جس سے ہم الیہور کے قریب تر پہنچتے ہیں۔ باقی تمام رُخ نیچے کی طرف کے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ دکھ اور سکھ عام چیز ہے اور زندگی بار بار ہوتی رہی ہیں دولت یا کسی اور چیز کے نہ ہونے

سے آدمی کو دکھ ہو تو یوں سمجھ لو کہ وہ اس جذبہ کو غلط رخ کی طرف پھیر رہا ہے دکھ بھی فائدے سے خالی چیز نہیں۔ اگر دکھ آدمی اس وجہ سے محسوس کرتا ہے کہ سب سے اُوپنے آدرش یعنی بھگوان کے قریب میری رسائی نہیں ہوئی۔ تو یہ دکھ

رہنمائے نجات

ثابت ہو گا۔ اس طرح سے جب ننھی دو مٹھی روپے ملنے سے ہمتیں سکھ محسوس ہو تو یہ اس جذبے کو غلط رخ کی طرف مائل کرتا ہے اس کا رخ اوپچائی کی طرف بدلو اور اس کے ذریعہ اُوپنے سے اُوپنے آدرش پر پہنچنے کی کوشش کرو۔ تو یہی پریم آئندہ ہو کہ جلوہ گر ہو گا اور جذبات انسانی کو بھی اسی پر قیاس کر لو، بھگت کہتا ہے کہ ان جذبات میں ایک بھی بُرا نہیں ہے وہ ان سب کو لیتا ہے اور سب کا رخ بھگوان کی طرف پھیر دیتا ہے۔

اندری دمن اور تیاگ

یہی دل جو کہ ہے تاریکی امکان کا باعث
یہی ہونہ و غفلت کا کاشمیر ہے

ہر ایک جو کو اس کی حفاظت اور ترقی کے واسطے بے شمار طاقتیں ملی ہوئی ہیں انسانی جامہ میں وہ طاقتیں مکمل موجود ہیں اور وہ جملہ طاقتیں۔ اپنی حفاظت اور ترقی کے واسطے ہر وقت خوراک چاہتی ہیں اور اس خوراک کے ملنے پر ایک خاص قسم کی خوشی ہوتی ہے مثلاً انسان کو اندریا یعنی حواس کی طاقت ملی ہوئی ہے کان ہر وقت خواہش کرتے ہیں کہ کچھ سنتے رہیں۔ آنکھیں دیکھتی رہنا چاہتی ہیں وغیرہ وغیرہ، جس قسم کے الفاظ اچھے ہوں یا بُرے کانوں میں پڑتے رہتے ہیں اسی قسم کے الفاظ کو سننے کی خواہش بڑھتی رہتی ہے اور ان کو سُکر خوشی محسوس ہوتی ہے اور جس قسم کے نظاروں کو آنکھیں اکثر دیکھتی ہیں انہیں کو دیکھنے کی خواہش کرتی رہتی ہیں اور ان کو دیکھ کر خوشی محسوس کرتی ہیں ناول کو بُرے شب دوں سے ہٹا کر اچھے شب دوں کے سننے میں لگانے کی عادت ڈالنی چاہیئے اور آنکھوں کو بُرے نظاروں کے دیکھنے سے ہٹا کر، اچھے نظاروں کو دیکھنے میں لگانا

پہلا تیاگ

سمجھنا چاہیئے۔ جن مہاپرشوں نے اس تیاگ کے درجہ کو حاصل کر لیا ہے وہ اس پھل کو چکرورتی راج سے کم نہیں سمجھتے یعنی شریوڑنی نگر میں جو اندریوں کے ذریعہ کرم کا چکر چل رہا ہے اس کو وہ اپنے قابو میں لیتے ہیں

اندریوں کے آئندہ کوسن کے ذریعہ ہی حاصل کیا جاتا ہے اگر سن حاضر نہ ہو تو آئندہ پر اپت نہیں ہوتا
چنانچہ تجربے سے دیکھا جاتا ہے کہ جب انسان خیالات میں خواہ وہ اچھے ہوں یا بُرے محو ہوتا ہے اُس
وقت پاس کی آواز مطلق سنائی نہیں دیتی۔ ان خیالات کو اگر وہ بُرے ہوں اچھوں میں تبدیل کرنا

دوسرا تیاگ

ہے عرصہ تک اچھے خیالات میں مصروف رہنے سے بد بھی نرمل اور سا توک یعنی صاف اور لطیف
ہو جاتی ہے اور وہ باطل خیالات کو ہرگز قبول کرنا نہیں چاہتی۔ اس حالت کو تیاگ کا تیسرا درجہ سمجھنا
چاہیے جس کے ذریعے

۳۔ اتم آئندہ

کی پراپتی ہوتی ہے اور اس میں گن رہنا ہوتا ہے اور اس بدھی کے بل سے جس علم و ہنر کی طرف توجہ
لگائی جاتی ہے اس میں پوری ترقی ہونے لگتی ہے اور بے شمار صد اقیات ظاہر ہو جاتی ہیں۔
جب بدھی ایشینہ کو شری عیشی کے ذریعے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کو سہارا دینے

دالی ایک چیتن شکتی ہے جس کو

آتما

کہتے ہیں اس چیتن شکتی تک پہنچ کر بڑھی شانت ہو جاتی ہے اور آتما کے سو بھادک گن پر گٹ ہو جاتے ہیں اور یہ تیاگ کا چوتھا درجہ سمجھنا چاہیے۔ برہم سرور پر ماتا، جو سب جگہ دیا یاگ اور پری پورن ہے۔ اس کا انو بھو ہر دے میں ہو کر اندر مایا ہر سب جگہ اسی کا ظہور دکھائی دینے لگتا ہے اسی کو مہا نند اور

برہما نند

وغیرہ ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے کے سارے آتمہ کو شش کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن یہ دائی یعنی ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں کیونکہ جس وقت کو شش بند کی جائے تو وہ بھی جاتے رہتے ہیں اگر لگاتار کو شش جاری رکھی بھی جائے تو بھی ایک خاص مقررہ وقت کے بعد وہ ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ آخری آتمہ ہے جو بھادک گنوں سے حاصل ہوتا ہے۔

داصح رہے کہ مذکورہ بالا آئندوں کا تیاگ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ نہایت ہی مشکل کام ہے اور صرف عرصہ دکان کی جدوجہد سے جو نہایت جواخردی اور مستقل مزاجی سے کی جائے کامیابی ممکن ہے۔ کیونکہ اول تو او دیار دینی غفلت کے پردے کے سبب یہ یقین رہتا ہے کہ ہر ایک آئند جس میں اس آتا ہے وہ ہی سب سے اچھا آئند ہے اس وجہ سے اس کے چھوڑنے کی خواہش نہیں ہوتی اور جب تک یہ چھوڑا نہ جاوے اس سے زیادہ درجہ کے آئند کا حاصل ہونا ناممکن ہے زیادہ درجہ کے آئند کی خواہش کی جاوے تو موجودہ آئند کا رس سدا رہا ہو جاتا ہے اور اپنی طرف سے توجہ کو ہٹنے نہیں دیتا۔ کیونکہ اس کی عادت پڑی ہوئی ہوتی ہے۔

بھرتی جی نے راج کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ ایک روز، رات کے وقت جنگل میں جا رہے تھے چاندنی چھٹکی ہوئی تھی رات میں کسی مسافر نے جو ان سے پہلے اس طرف سے گذرا تھا۔ پان کی ہیک عقو کی ہوئی تھی وہ چاندنی میں خوبصورت لال کی مانند معلوم ہوتی تھی بھرتی کی نگاہ اس پر پڑی تو لالچ کے بس ہو کر اسے اٹھانا چاہا۔ مگر یہ خیال کر کے کہ سارا راج تو چھوڑ دیا ہے ایک لال اٹھا کر کیا کریں گے دیر لگ کے دیگ میں آگے بڑھ گئے۔ لیکن من نے پھر زور دیا کہ لعل کو لینا چاہیے۔ آخر چند قدم چلنے کے بعد بھروسہ آگے بڑھ کر لعل کو لے کر پلٹے۔ لیکن اس کی اصل حقیقت معلوم ہوئی اور اگلی پیاک

کی غلامت سے ناپاک ہو گئی۔ اُس وقت بھرتی جی نے من کو بہت سنت طاعت کی۔ اُن کا واکہ یہ ہے۔

رتن جڑت منڈیا تھے، تجھیں سہسرنار
اجھوں کا منانہ تھی اسے من تو ہے دھکار

بلو انگل جی براہمن کل میں پیدا ہوئے تھے۔ مگر کونگ صحبت بد کے باعث ایک ویشیا سے دوستی کر کے رات دن اُس کے مکان پر پڑے رہتے تھے۔ ایک روز کسی نہایت ہی رقم ادا کرنے کے سبب دن بھر گھر میں رہنا پڑا۔ رات کو فرصت ملی۔ اسی وقت ماڈھی رات کو ویشیا کے مکان کو چل پڑے راستے میں دیا حاصل تھا۔ اُس وقت اتفاق سے ایک لاس بہتی چلی آ رہی تھی یہ سمجھ کر میری محبوبہ نے میرے لیے کشتی بھیجی ہے اس پر چڑھ بیٹھے اور دریا کے پار ہو گئے۔ مکان کا دروازہ بند تھا اور کسی طرف سے گزرنا ناممکن تھا۔ مکان کے چاروں طرف گھومنے لگے۔ اتفاق سے ایک سانب دلاڑ سے ٹک رہا تھا یہ اپنے جذبہ عشق کے سبب سمجھے کہ محبوبہ نے کند ڈال رکھی ہے فوراً اُس کو پکڑ کر مکان پر پہنچے اور جب نیچے اترنے کا کوئی راستہ نہ ملا تو صحن میں کود پڑے۔ کودنے کی آواز سکر ویشیا اور اُس کے متعلقین جاگ پڑے۔ بلو انگل جی کو دیکھ کر اُن سے دریافت کیا کہ دریا کس طرح سے عبور کیا اور کس طرح سے صحبت پر چڑھے۔ اُن کا جواب سن کر ویشیا کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ رت جی کی محبت اگر بلو انگل کو

پر مانتا ہے ہو جاوے تو بہت ہی اچھا ہو۔ یہ خیال اس نے بلو منگل جی سے ظاہر کیا۔ ظاہر کیا۔ ظاہر کرتے وقت ایسا جوش آیا کہ اُس نے بلو منگل جی سے کہا کہ تم کو اختیار ہے۔ مگر میں تو اسی وقت بگوان سے پریم کا سمندر شروع کرتی ہوں۔ بلو منگل جی پر بہت اثر ہوا۔ راستہ کا باقی حصہ ہر دو نے

ہری چیرچا

میں گزار دیا اور صبح ہوتے ہی دنیاوی تعلقات کو چھوڑ کر جنگل کی طرف، ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر چلے گئے۔ بلو منگل جی عرصہ دراز تک پر مانتا کے پریم میں گن ہو کر بھرمن کرتے رہے۔ ایک روز کسی نگرہی میں پہنچے چند مستورات ندی کے کنارے اٹھان کر رہی تھیں۔ اُن کی نگاہ ان پر پڑی اور ان باوجود سچے تیالگ اور عرصہ تک سرت سنگ میں رہنے کے ایک خوبصورت عورت پر دل فریفتہ ہو گیا۔ وہ نہا کر چلی وہ ان کے پیچھے ہو لیے جب عورت اپنے مکان میں گئی تو یہ ڈیوڑھی میں بیٹھ گئے۔ بھوڑی دیر میں اُس عورت کا شوہر آیا۔ وہ بڑا مہاتما اور سادھو سیو می تھا۔ اُس نے بلو منگل جی کو دروازے پر بیٹھا دیکھا اور عورت سے جا کر پوچھا کہ سادھو کو بھکشا کیوں نہیں دی۔ عورت بھتی پتی ورتا اور سرت دادی تھی۔ اس نے سارا حال بلو منگل جی کے دریا سے اُسے کے پیچھے پیچھے بیان کر دیا۔ اس نے سرت دادی کو بلو منگل جی کی

بہت خاطر کی اور اپنے بالا خانہ پر لے گیا۔ گفتگو کی تو ان کو سچا سادھو پایا۔ دل میں بہت حیران ہوا کہ کیا کیا جاوے۔ ایک طرف سادھو سیوا کا خیال تھا دوسری طرف اپنی ننگا ونا موس کا آخر دنیاوی چیزوں کو عارضی ونا پائدار سمجھ کر سادھو سیوا کو مقدم خیال کیا اور شام کو عورت سے کہا کہ عمدہ طرح سے سنگار کر کے کھانے کا تھال لے کر بلو منگل کے پاس جاوے۔ عورت یہ سن کر حیران رہ گئی۔ اگر خاوند کے حکم کی تعمیل نہ کرے تو بیتی ورت دھرم ٹھنڈن ہو جاوے اور تعزیر کرے تو جہاں پاپ میں پھنسے۔ آخر اس نے بیتی کے حکم کو مقدم سمجھ کر سب طرح سے سنگار کیا اور اچھے اچھے بھوجن تھال میں سجا کر بلو منگل کے پاس گئی۔ مگر دل ہی دل میں بھگوان سے پرارتھا کرتی جاتی تھی کہ جس طرح سے درویدی کی لاج رکھی تھی کج میری بھی سہاٹا کرنی ہوگی۔ جب وہ بلو منگل جی کے پاس پہنچی تو وہ اس کی اور اس کے بیتی کی بھگتی اور نشے کو دیکھ کر حیران ہو گئے۔ اپنے دل خود رختہ کو لعنت ملامت کر کے قابو کیا اور عورت سے کہنے لگے دو سوئے لے آئے، جس وقت وہ سوئے لے آئی بھگوان نے ان دو لوں سوؤں کو اپنی آنکھوں میں دھرا لیا۔ خون کے فوارے جاری ہو گئے۔ عورت نے گھبرا کر سارا حال اپنے بیتی سے کہا۔ وہ دوڑا ہوا بلو منگل کے پاس آیا اور منایت عاجزی سے کہنے لگا کہ بہاراج جو کچھ قصور مجھ سے یا میری عورت سے ہوا ہو وہ کشا کر کے آپ سب بتائیں گے۔

کے بھگت ہو۔ ہمارے ست سنگ سے اور ہتھاری سچی بھگتی کو دیکھ کر میرا پچھل من قابو میں آ گیا تم دونوں کو پا کر کے میرے اپرا دھ کو کشما کرے اور کیونکہ اس سارے فساد کا سبب آنکھیں بھٹیں۔ اس وجہ سے اُن کو سزا دینی مناسب تھی۔ ان کو سزا دینے میں جو کچھ کلینش مجھ کو ہوا۔ اس کا میں سزاوار بھی تھا۔ کیونکہ میں نے اپنے کا آگیا پالنے نہیں کیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہمیشہ بڑائی کے کارن کو سوچ سمجھ کر روک دینا چاہیے۔ اور یہ شکشا دینے وقت انہوں نے اپنے ایک ہاتھ کا اتنا سنا یا تھا جو مختصر طور پر اس طرح سے ہے

ایک سنپاسی ہاتھ کسی ساہوکار کے گھر بٹھڑے ہوئے تھے۔ ایک روز ساہوکار کے پاؤں میں ہنایت عمدہ جوتا دیکھ کر اُن کے منہ سے نکلا کہ یہ جوتا بہت عمدہ ہے ساہوکار نے اسی وقت اسی قسم کا جوتہ بنا کر اُن سے التجا کی کہ اُس کو قبول کریں۔ ہاتھ مانے کہا۔ اپنا بیش قیمت اور خوبصورت جوتہ پہن کر ضروری ہے کہ اسی اندازہ کی ساری پوشاک ہو۔ ساہوکار نے کہا۔ پوشاک فوراً تیار ہو سکتی ہے ہاتھ مانے کہا۔ جب پوشاک عمدہ ہوگی تو بیٹھنے کا مکان اور فرش عمدہ ہونا چاہیے۔ ساہوکار نے کہا وہ بھی تیار کیا جاسکتا ہے۔ ہاتھ مانے کہا۔ جب عمدہ پوشاک اور عمدہ مکان ہوگا تو خوراک بھی عمدہ ہونی چاہیے۔ ساہوکار نے اُس کا بھی ذمہ لیا۔ ہاتھ مانے کہا جب یہ سب سامان ہوں گے تو وشے بھوگ کی کا منا ہوگی۔ ساہوکار نے کہا۔ اس کا انتظام بھی ممکن ہے۔ پھر لڑکے بالے پیدا ہوں گے ان کی بیماری اور

موت کے وقت شوک پر اپت ہو گا۔ اُن کا ذمہ بھی، تم سے لو۔ ساموکار نے کہا۔ اس شوک اور رنج کا ذمہ میں کیسے لے سکتا ہوں۔ تو ایک جوتے کے سبب اس قدر جھگڑا پیدا کرنا اور پھر تکلیف اور رنج اٹھانا ہم کو منظور نہیں۔ اس واسطے تم اپنا جوتہ واپس لے جاؤ۔

بلو منگل نے کہا۔ اس اتہاس کے مطابق ہمارا پہلا فرض یہ تھا کہ جس وقت ہتھاری استری پر نظر پڑی تھی۔ اس وقت سارے نتجوں کو سوچ کر درستی کو ہٹا لیتے۔ دوسرا فرض یہ تھا کہ اُس کے ہمراہ نہ جاتے، تیسرا فرض یہ تھا کہ ہتھاری خاطر تواضع کو دیکھ کر دلی میں شرمندہ ہو کر چلے جاتے۔ چونکہ متواتر غلطیاں کی گئیں۔ پس اُن کی سزا بھگتی ضروری تھی۔

ہندوستان کے رشیوں نے کرم بھل کے تیاگ کی اچھیا تیاگنے کو اصلی تیاگ کہا ہے اس تیاگ کو وہ آہستہ آہستہ کیا کرتے تھے کہ جب کوئی کرم کرنے لگتے تھے تو ایشور سے پرارٹھنا کیا کرتے تھے کہ اگرچہ ہم اچھیا یعنی خواہش کے پتلے ہیں اور اس خواہش سے زہت نہیں ہو سکتے۔ تاہم اس موجودہ کرم کا پھل ہم آپ کی سیوا میں اربن کرتے ہیں۔ اس طرح سے ایک ایک کرم کا پھل لکھوا ان کے اربن کرنے کرتے ان کو عادت پڑ جاتی تھی کہ کرم بھل کی اچھیا کو تیاگ سکیں جب اس تیاگ کی اچھی طرح سے عادت ہو جاتی تھی تب ان کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ کرم بھل کے تیاگ کی اچھیا کے ساتھ ہی تیاگ کے اچھیاں کو بھی تیاگ

دیوے۔ جب اس طرح سے اچھی طرح سے کامیاب ہو جاتے تھے تب ان کو تیاگی مانتا کہا جاتا تھا۔
 ذکر ہے کہ جب مہرشی یاگیہ نگ نے بن میں جانے کا ارادہ کیا تو اپنی استری گارگی اور میتری کو
 بلا کر روپوں، اثرفیوں اور دیگر بیش قیمت صندوقوں کی کتھیاں ان کے حوالے کیں اور کہا۔ تم آدھا آدھا
 دھن بانٹ لو۔ یہ سن کر گارگی نے دل میں سوچا کہ یاگیہ نگ جی ہمارا دو ان اور بدبھیاں ہیں جب یہ سارا
 سارا دھن سوٹ کر بن کو جاتے ہیں تو ضرور اس جگہ سے آدھا ک دھن ان کو دیاں پراپت ہوگا چنانچہ
 ان کو ان دنیاوی خزانوں کے چھوڑنے سے ضرور ان کو اس سے بدرجہا زیادہ عمدہ روحانی خزانے
 حاصل ہیں یہ سوچ کر گارگی نے جواب دیا کہ ہمارا ج سارا دھن میتری کو دے دو، میں بن میں آپ کے
 ساتھ چل کر ست سنگ کی دولت لینے کی آرزو مند ہوں۔

چنانچہ گارگی اُن کے ساتھ چلی گئی اور میٹری سارا دھن لئے کر گزارا کر لے لگی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اُن کو بھی ویراگ ہوا۔ وہ مہرشی پراشور کے پاس گئی اور اس سے دھن آدی سنا رک پدا تھوں کے کالمش بیان کرنے کے کالمیتوں سے چھوٹنے کا اُپائے دریافت کیا۔ انھوں نے فرمایا۔ جس دستوں میں کالمش پر تبت ہوتا ہے وہ تیاگنے پر تبت ہے۔ میٹری نے اپنے دھن آدی کو مہرشی پراشور کی بھینٹ کر کے جنگل میں ایک کٹیابانی اور اُس پر بیٹھ کر پڑھنے لگا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور حال دریافت کیا۔ مہتری نے کہا۔ مہاراج آنند پراپت نہیں ہوا۔ مہرشی پراشر نے جواب دیا کہ ہمارا تیاگ پورا نہیں ہے

یہ سنکر مہتری نے کٹیا کا بھی تیاگ کر دیا پھر بھی مہرشی نے فرمایا۔ کہ ابھی تک پورن تیاگ نہیں ہوا مہتری نے کہا۔ اب تو دیہہ باقی ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اس کو بھی اگنی میں جلا دوں۔ مہرشی پراشر نے جواب دیا۔ اس کے جلائے سے بھی پورن تیاگ نہیں ہوگا۔ ایسی دیہہ دوسری پیدا ہو جائے گی۔ اس پر مہتری نے نہایت عاجزی سے دریافت کیا جس طرح سے

پورن تیاگ

ہو سکے وہ بتائیے۔ مہرشی پراشر نے جواب دیا کہ تیاگ کا ابھی مان تیاگ کر جو کچھ دھن آدی ہے اس کو بھگوان کا سمجھ کر تن، من اور دھن سے پردہ چاکر کر و۔ اسی کو پورن تیاگ کہتے ہیں اور اسی میں مہا آنند ہے یہ کہہ کر مہتری کا دھن آدی اُس کو واپس کر دیا۔

اسی طرح سے ایک راجہ نے جو پراشر جی کا شیشہ تھا اُن سے آکر کہا کہ مہاراج میں سنار کے دکھوں سے بہت تنگ آ گیا ہوں۔ ان کو لور تی کا کوئی آبا سے شاؤ۔ مہرشی پراشر نے کہا۔ سنار کو چھوڑ دو

دکھ بھی ساتھ ہی چھوٹ جائیں گے۔

راجہ نے کہا۔ ہمارا ج۔ میں تو بہت دلوں سے چھوڑنے کے متعلق غور کر رہا ہوں مگر میرا لڑکا ابھی چھوٹی عمر کا ہے۔ جس وقت وہ راج سلجھانے کے لائق ہو جائے گا۔ فوراً راج اُس کو سپرد کر کے سنا کو تیاگ دوں گا۔ مہرشی پر اثر نے جواب دیا کہ اگر واقعی ہی تم کو سنسار دکھ، کلش دے رہا ہے اور تمہارا ارادہ اس کے چھوڑنے اور راج تیاگ کرنے کا ہے تو لڑکے کے جوان ہونے کا انتظار کرنا مناسب نہیں ہے اور نہ معلوم وہ جوانی کی عمر تک زندہ رہے یا نہ رہے۔ اگر زندہ رہا تو کیا معلوم راج کے لائق ہو یا کہ نہ! بس بہتر یہی ہے کہ تم راج ہم کو دے دو اور سنسار کے دکھوں سے نوری حاصل کرو۔ راجہ نے فوراً راج مہرشی پر اثر کے نام منکلیپ کر دیا اور خوشی خوشی وہاں سے اٹھ کر جنگل کو جانے لگا۔ اس وقت مہرشی پر اثر نے کہا۔ کہاں جاتے ہو؟ راجہ نے کہا۔ ہمارا ج! آپ نے گریہ کر کے راج کے بوجھ سے مجھ کو سبکدوش کر دیا ہے اب میں جہاں چاہوں لگا رہوں گا۔ صرف دردنی کی ضرورت ہے اور وہ تھوڑی سی محنت کر کے گھڑی دو گھڑی گھاس کھو دکر بھی حاصل کر سکتا ہوں۔ مہرشی پر اثر نے کہا۔ راجن! تم نے گھاس کھی کھودی نہیں ہے۔ اسی لیے تم کو اس نئے کام میں زیادہ محنت، اور تکلیف ہوگی۔ کیونکہ ہر ایک کام کے شروع میں کلش ہوتا ہے اس طرح کے کام کو بھی نہیں کیا اس سے

ہمیں راج کرنے میں تکلیف ہوگی۔ اس لیے ہم کسی نہ کسی آدمی کو راج کا کام سپرد کر کے کریں گے تم سے
 دیا وہ تجربہ کار آدمی ہمیں نہیں مل سکتا۔ پس تم ہماری طرف سے راج کرو۔ جو کچھ ہائی۔ لا بھ ہو۔ وہ
 ہمارا صرف دور دوری کے اندازے سے اپنی مزدوری لے لیا کرو۔ اور راج کا حساب کتاب ہمیں سمجھا دیا
 کرو۔ راج نے ایسا ہی کیا چونکہ راج اپنے گوردھرستی پر اشر کو سمجھاتا تھا۔ اس لیے مناسبت محنت جانفشانی
 انصاف اور رحمتی سے اپنا کام شروع کر دیا جس کے سبب سے چاروں طرف ترقی اور خوشی کے
 ہی سامان دکھائی دینے لگے اور پراشر جی کی دانائی کا بار بار یادگار یہ اور تعریف کیا کرتا تھا اور سوچا
 کرتا تھا کہ راج، ہمارا بے سیٹھ اور سادہ کار اسی طرح سے اپنا دھن آدمی اپنے پرہم گورو پرہماٹما کا
 سمجھ کر اپنے ستیس چھن ملازم سمجھ کر جیسا کہ درحقیقت وہ ہیں۔ انصاف اور ایمانداری سے برتاؤ دیکھ کر
 تو خود بھی دنیاوی نکالینے سے محفوظ رہیں اور دنیا کے دھگدھ بھئی سکھ میں تبدیل ہو جائیں۔

پراچین کال میں تمام ہندو اپنے اپنے ورن اور آشرموں کے دھرم کا پالن کرتے تھے یہن
 کھتری اولیش اور شودر اپنے اپنے کرموں میں نش کام بھاؤ سے پروردت تھے۔ کسی کو بھی جاتی ابھیمان
 نہ تھا ان کا جیون پرہار تھا کہ جیون ہوتا تھا۔ ان کے اندر سواکھ نام کو بھی نہ تھا۔ آج بھی اگر ہم سواکھ
 کو چھوڑ کر پرہار بھائی پائیش تپا پائیش بن جائے

لیکن ہے کہ ہمارے لیڈر اپنی پراچین

ہندو سمجھتیا

اور ویدک تعلیم پر شروہا نہیں رکھتے اور ابھی تک وہ مغربی تہذیب اور مغربی تعلیم کا ہی پرچار کر رہے ہیں۔ اسکولوں میں رامائن، مہابھارت اور اپنشد پڑھانے کی بجائے مغربی فلاسفوں کے ہی گن گائے جاتے ہیں۔ ان حالات میں جبکہ دھارماک تعلیم کا کوئی پر بندھ ہی نہ ہو پراچین دھارماک مراد کا ستھاپن ہونا کیسے ممکن ہے؟ ہمارے دلش کا اخلاق کیسے سدھر سکتا ہے؟ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے دلش میں سکھ اور شانتی ہو، مگر اس کے سادھنوں سے ہم نفرت کرتے ہیں۔

گیان گنگا

آنند کشد بھگوان شری کرشن چندر جی ہمارا ج نے ار جنت سے یوں کہا— گیان میں بھی جو بہت اعلیٰ گیان سے اس کو کہتا ہوں جس کی برکت سے تو جلد ہی ہی راز حقیقت کو جان لے گا یہ وہ عرفان ہے جس کو حاصل کر کے بہت سے نیکو دل گنگا میں نہ چھوڑیں

وہ ہاتھ جنوں نے اس سے پہلے یہ گیان حاصل کیا ہے۔ یوں سمجھ لو کہ وہ میری ہی ذات میں قائم ہو گئے ہیں۔ پھر اس طور پر جن کو میرا حصول ہو جاتا ہے ان کو نہ ہی ٹوکھ کے شروع میں نہ پڑتا ہے اور نہ ہی پرے میں ہی کسی قسم کا دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔ بلکہ وہ تو ہمیشہ کے لیے سکھ اور شانتی حاصل کر لیتے ہیں

بھگوان کی مایا جب اویکت روپ شیدہ سے ویکت (ظہور) میں آتی ہے تو اس میں چتین کا عکس پڑتا ہے جس سے مخلوق پیدا ہوتی ہے چونکہ پرکرتی میں رج، سم اور کئی قسم کے خواص ہوتے ہیں اس لیے ایک چتین سے ہی وہ کئی قسم کی جوہنوں کی شکلوں کو اختیار کرتی ہے کیونکہ یہ سرشتی سب کے نزدیک تر ہے اس لیے نوراقتی ہے اور پرماٹما بھی طاقتیں بھی اس قسم میں بہت ہے اور اس کا قیام بھی بہت دیر تک ہے جس کو برہم لوک کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ لیکن جوں جوں لذات و عسوسات میں مخلوق بھنتی جاتی ہے توں توں نیچے گرتی جاتی ہے۔ جیسے پہاڑوں سے نکلا ہوا پانی شروع شروع میں نہایت ہی صاف و شفاف ہوتا ہے اور جوں جوں نیچے اترتا جاتا ہے۔ گدلا میلا کھیلا ہوتا چلا جاتا ہے اسی طرح سے یہ سرشتی بھی جب مندرگرموں سے نیچے اترتی چلی جاتی ہے تو ان کی طاقتیں بھی ذابل ہوتی ہیں۔

میں پھر گندھرب لوک میں، پھر پتری لوک سے اُترتی ہوئی اس مات لوک تک پہنچتی ہے چونکہ پھر یہاں سے اسے اچھے اور بُرے کرموں کے مطابق اُدھر بھی جانا ہوتا ہے اور نیچے بھی آنا ہوتا ہے یہ مات لوک پھر اس کے لیے سب لوگوں کا ہیڈ کوارٹر یا صدر مقام بن جاتا ہے۔ جب تک پرانی پریم گئی حاصل نہ کر لے وہ اس طرح سے اس لوک سے کسی دوسرے لوک کو جا کر پھر واپس آتا ہے گا اور سلسلہ تب تک جاری رہے گا جب تک کہ وہ موکش پد کو حاصل نہ کر لے گا۔

شروع شروع میں ترگن مٹی مایک کے خواصوں کے مطابق ایک ہی چیز کے کئی ایک عکس دکھائی دینے لگ جاتے ہیں یہ عکس ہی بیج کا پڑتا ہے۔ خواصوں کے مطابق شکلوں کے جدا جدا ظہور ہونے سے جو مفہوم ذہن میں آیا۔ اُن سب کو پرکرتی میں گر بھاسنھان کے نام سے موسوم کیجئے۔ نیز اس سے ماما اور پتا ہونے کا مطلب بھی سمجھ لیجئے۔

قدرت تین گنوں سے مل کر بنی ہے جب یہ گن سامیہ اوستھا (مادیتا) میں ہوتے ہیں تب قدرت میں مخلوق پیدا کر لے کے کوئی اسباب نہیں ہوتے۔ اس حالت کو اوکیت پوشیہ کہتے ہیں۔ مخلوق اس حالت میں پیدا ہوتی ہے جب قدرت وکیت (ظہور) میں آتی ہے اور گنوں کی کئی بیشی کے لحاظ سے قدرت کئی درجوں پر تقسیم ہوتی ہے جو کئی بیشی ہر درجوں کا حساب

سین رہتا۔ اس لیے حیوانوں کا بھی کوئی شمار نہیں یہی وجہ ہے کہ ایک شکل و عادات دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ یہی اختلاف حیوان کا کو پر کرنی پر شیداکر کے اور موہ میں بھنا کر لذات کو بھونگنے کے لیے جسم میں باندھتے ہیں اور بار بار جنم مرن کا باعث ہوتے ہیں۔

یہ بات تو پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ قدرت میں جیتن کا جو عکس ہے وہی مختلف قسم کی جانوں میں قدرت کے خواص (سبحاؤ) کے بموجب تبدیل ہوا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اصل میں بالکل الگ تھلک ہے۔ بھگوان کہتے ہیں کہ جیسے آئینہ واسے کا ہو ہو عکس آئینہ میں ہوا کرتا ہے ایسے ہی حیوان میرا عکس ہے اس لیے اس کو یہ غور ہونا لازم تھا کہ میں شدد، است، جیت، آئند، عکس والا ہوں۔ لیکن یہ اُلٹا حواسوں کے ساتھ مل کر اور مادی و لذات و محوسات میں پھنس کر، جاننے والا ہو کر بھی کرتا اور بھونگنے کے غور میں بندھ جاتا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ اس وقت سنوگن پر دھان ہوتا ہے جو روکار اور نرمل پرکاش والا ہے وہ جلدی ہی حواسوں کے ٹکھ کے غور میں موہ کو حاصل کر لیتا ہے۔

دنوی مسکھوں میں پرستی کرنے سے خواہش پیدا ہوتی ہے اور خواہش سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔ تعلق سے کرم کرنے پڑتے ہیں اور کرموں سے مژدہ کی اُمید پیدا ہوتی ہے جس سے حیوان تاملد جاتا ہے یہ سب رجولن کے غلبے کے نشانات ہیں۔

تو گنی اشخاص کے جسم میں غرور بہت ہوتا ہے اور ادویا کی وجہ سے وہ اندریوں اور من کی حرکات سے خوش رہتے ہیں۔ ماضی مستقبل اور حال کو نہ سوچتے ہوئے اور نہ ہی اپنے نفع نقصان کی پرواہ کرتے ہوئے سستی میں پڑے رہتے ہیں اور میند کے مرنے لینے میں سکھ مانتے ہیں ان سب فضول حرکات کی محبت میں باترہے جاتے ہیں ستوگن والے کی عقل پاکیزہ ہوتی ہے جو بُرا، بھلا سوچ سکتی ہے فضول جھگڑوں میں نہ پڑتا ہوا دنیوی سازد سامان سے سکھ بھی بھوگتا ہے اور کسی وقت پر ماتا کا بھجن بھی کرتا ہے اور اسی میں اپنا سکھ بھی مانتا ہے رجوگنی انسان رات دن دنیاوی کاروبار میں دولت اکھٹی کرنے اور بال بچوں کو پالنے میں ہی خوشی مانتا ہے اور تو گنی شخص کی عقل کم ہوتی ہے وہ اپنی زندگی من اور اندریوں کی فضول حرکات میں سستی اور نیند کے غلبہ میں اپنا عزیز وقت کھوٹا ہے کیونکہ اس کے اصل گیان کو ادویا نے ڈھک رکھا ہے۔

گیان گودڑی

جب رجوگن اور توگن کا اثر کا فور ہو

ہوتا ہے ستوگن ظاہر تب اسے رجن جان لو

جب رجوگن کا اثر ہو تو گن کے اثر سے رجن کا اثر

جب ہیں دب جاتے سنو گن اور تو گن ہر طرح
تب ہوا کرتا ہے رجو گن انسان میں روکنا

ہر شخص میں یہ تینوں گن کام کرتے ہیں اور جب تک یہ جسم ہے تب تک کام کرتے رہتے ہیں۔ لیکن
انسان ان میں کمی بیشی تو کر سکتا ہے اب سالک کی بھلائی اسی میں ہے کہ پہلے من ٹوٹے اور دیکھے کہ کس گن
کا غلبہ زیادہ ہے۔ پھر تو گن اور رجو گن کو دبانے کی کوشش کرے اور سنو گن کو بڑھایا جائے
اس کا علاج اس طرح ہے کہ فضول حرکات کو ترک کر دے۔ اپنے مطلب سے مطلب رکھے سستی اور
نمینہ کو زیادہ پاس نہ آنے دے اور دنیاوی کاموں میں اس قدر حصہ لے جتنا کہ ضروری اور مناسب
ہے اپنا باقی وقت سست اور است کے چار میں دیرا لگے میں۔ بوگ دھیان۔ سندھیہ۔ آپاسنا میں صرف
کرے اس طرح سے سنو گن میں اضافہ ہوگا۔ ساتویں راحت نصیب اور آخر میں نردان پد کا بھاگی ہوگا۔

گیان پرکاش

جب بشر کی اندریوں میں گیان اور پرکاش ہو

تب سنو گن کی ہوا کرتی ہے شش حال ہو

جب انسان اپنے اندر اس قسم کی تبدیلی محسوس کرے کہ نہ تو فضول حرکات میں وقت رائیگاں جاتا ہے نہ نیند اور سستی میں ہی اور دنیاوی دھندوں میں! اور دل میں یہ شوق پیدا ہو گیا ہے کہ گیان کا حصول ہو، سوا دھیائے ہو، ست سنگ ہو بھجن میں اضافہ ہو تو قاری بن کر ام - سمجھ لیجے کہ ستو گن کا غلبہ ہو۔ جب دل میں اس قسم کی خواہشات پیدا ہوں کہ کن ذرائع سے دولت اکھٹی کی جائے۔

اور مکان بنواؤں - باغ و باغیچہ اور کاریں خریدوں۔۔۔ اولاد کی شادی کروں۔۔۔ فلاں کارخانہ کھولا جائے۔۔۔ فلاں ایجنسی حاصل کی جائے وغیرہ مشابہہ روزا سی ادھیڑ بن میں لگا رہے۔ حتیٰ کہ نیند بھی حرام ہو جائے جو اس لذات کے متعلق سوچتے رہیں تو سمجھ لیجئے رجو گن کا غلبہ ہے۔

ستو گن کے بڑھنے پر دل اور حواسوں میں سستی سما جاتی ہے نہ ہی دنیاوی کاموں میں دل لگتا ہے اور نہ طبیعت روحانیت کی طرف ہی مائل ہوتی ہے۔ بلکہ فضول ہنسی مذاق، غم و غصہ میں طبعیت مجھلتی رہتی ہے یا فضول لوگوں سے لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں یا جھلی اور نندا اس وقت عزیز کو رائیگاں کھوتے ہیں اور اگر ان فضولیات سے بچتا رہے تو نیند آکھیرتی ہے۔ پھر پیرسپار کر ایسے سوتے ہیں کہ کبھی کرن کو بھی مات کر دیتے ہیں ایسے لوگ نہ دنیا کے کام کے ہوتے ہیں نہ دین کے۔ اگر ایسی حالت ہو تو سمجھ لیجئے کہ ستو گن کا غلبہ ہے۔

علم عربی

وقتِ رحلت ہو سنیو گن گزشتہ میں بیشتر

عاقلوں میں پیدا ہوتا ہے وہ قالب چھوڑ کر

اگر انسان، نشی کام کرتا ہوا، عرفان کے راز حقیقت کو جانتا ہوا۔۔۔ دیراگ کی حالت میں مرے گا تو وہ برہم لوگ کو جانے گا جہاں سے پھر بازگشت نہیں ہوتی اور پھر کلپ کے اخیر تک۔ برہم کے ساتھ وہیں رہتا ہے پھر برہم کے ساتھ ہی موکش پاتا ہے۔ اگر نشی کام کرے تو پھر سورگ کو جاتا ہے اولاً اگر ایک عام دنیا دار کی طرح نیکیا چلنی کی زندگی بسر کرتا ہوا رحلت کر جاتا ہے تو اپنی آخری خواہش کے مطابق کسی شریف اور مغزز خاندان میں آکر پھر جنم لیتا ہے۔ اور اگر بار بار نیکی کی زندگی بسر کرتا ہے تو پھر بار بار ہی اُس کا اچھے گھرانوں میں جنم ہوتا ہے

رجو گئی شخص مرکز ان سیٹھ سا ہو کاروں کے گھر جنم لیتا ہے جہاں ہر دن رات تجارت اور لین دین ہوتا ہے۔ اب رہ گیا۔ تو گئی۔ ————— قارئین کرام وہ تو مرنے سے پہلے مرا ہوا ہے۔

راز حقیقت

نیک اعمال کا ثمرہ، ساتوک اور پاک ہے
 راجسک کرموں کا پھل تکلیف دہ غمناک ہے
 تاسک کرموں کا بھی انجام چاہیے جاننا
 عقل پر پڑتا ہے پردہ جہل اور اگیان کا
 دُنیا کو پاس کے ساز و سامان کو انسان مرے پر اپنے ساتھ باندھ کر نہیں لے جاتا۔ اگر انسان کے
 ساتھ جاتا ہے تو اچھے اور بُرے کرم جن کو وہ یہاں کرتا رہا ہے۔
 ساتوک انسان کا دل، بیشیز بھگتی گیان اور ویراگ میں لگا رہتا ہے۔ جس کا ثمرہ، نیک
 جذبات، سکھ ہے۔

راجسی انسان چونکہ، رات، دن، پنج، بیوپار اور حصول دولت میں مصروف رہتا ہے لہٰذا
 اول درجہ کا ہوتا ہے۔ مگر بیوپاری پتکا ہوتا ہے اور بیوپار کے معاملہ میں اس کی عقل بھی بہت تیز ہوتی ہے۔
 متوکنی انسان بہت کم عقل ہوتا ہے جس کا تہ نام بھی نہیں لیتا۔ بس دو کام

ہیں مرکز نیچی جو نیوں میں پڑتے ہیں۔

جب انسان دھیان یوگ وغیرہ کے سادھنوں سے اندریوں کی لذات پر قابو پا لیتا ہے اور دنیاوی سادو سامان اور عیش و آرام سے طبیعت عام طور پر متنفر رہنے لگتی ہے تو پھر وہ اپنے تئیں گیان کی مدد سے دنیا میں اس طرح سے رہتا ہے جس طرح سے آدمی کو رہنا چاہیے۔ اس طرح سے جس طرح کہ کنول اپنے تئیں پانی سے الگ سمجھتا ہے۔ پھر اس پر یہ راز کھلتا ہے کہ میں تو صرف درشتا ہوں یعنی کہ دیکھنے والا ہوں۔ ————— بس جہاں یہ اُس کا نظریہ ہوا وہ ذات باری میں داخل ہوا

جن متوڑوں سے سوکھتہ شریر یعنی اندریاں اور یہ انتہ کرنا بنتے ہیں۔ جب طالب حق اُن پر عبور پا کر نروکھپ سادھی میں پہنچتا ہے اور آتما کا درشن ہوتا ہے تب پورے طور سے ان سب دونوں کو جیت جاتا ہے اور جہنم بڑھا پا۔ راگ دولیش، خواہشات نفسانی وغیرہ ہر قسم کے دکھوں کو نجات حاصل کر کے پریم گتی کو پہنچتا ہے۔

رغبت افعال کی روشنی اور تیرگی

جس عارف کو نہ تو کسی چیز سے رغبت ہے اور نہ نفرت! دل اس کا پر ماتما سے جڑا ہوا ہے۔ اگر ساقیہ
 جذبات کے دور سے دکھ دینے والے امور پیش آجی جائیں تو وہ سمجھتا ہے کہ گن گنوں میں ورت رہے ہیں اور
 آپ اُن سے بے تعلق رہتا ہوا اور سب حالات میں ایک رہتا ہوا کاموں کو کئے جاتا ہے اور اپنی
 مستقل مزاجی کو ہرگز ترک نہیں کرتا۔ اور پر ماتما کے دھیان میں لگا رہتا ہے ایسے دھیان میں
 جڑے ہوئے عارف کو یہ رجو گنی اور تو گنی حالتیں اپنے آتما کی قافی سے جلا سمان نہیں کر سکتیں۔
 جو عارف آتما کی قافی والا ہے۔ اگر اُس کو سکھ مل جائے تو سکھ حاصل نہیں ہوتا۔ اگر دکھ
 کا حصول ہو تو ناراض نہیں ہوتا۔ دونوں کو آئے جانے والا سمجھتا ہے روپے، پیسے کو ہاتھ نہیں لگاتا
 اُس کے واسطے کیا سونا کیا مٹی سب برابر ہیں۔ شانت سے ہوتا ہے۔ غور رکھے بغیر مستقل مزاج رہتا ہو
 خواہ اُن کی کوئی تعریف کرے یا مذمت، سب سے بے پرواہ ہو کر آتما سے جڑا رہتا ہے کیونکہ
 وہ سمجھتا ہے کہ یہ تمام آوازیں آسمان کے دھرم ہیں اور تعریف اور مذمت جسم کی ہو سکتی ہے نہ کہ آتما
 کی جسم تو آگے ہی تھا لہٰذا سے بھرا پڑا ہے جو چیز بھی مل جائے خواہ وہ حسب مرضی ہو یا نہ ہو وہ اسے
 سے ہی اپنا گزارہ چلا لیتا ہے یہ سوچ کر کہ ان چیزوں میں قیام نہیں ہے اور تھا ہونے والی ہے میں
 کیوں اُن کے لیے حیران ہوں۔ لہٰذا عارف دنیا کے وبال سے بچتا ہے اور اپنا جڑا ہوا آتما سے اپنے

آتما میں استھت ہوتا ہوا پر ماتما کے برہما نند میں مگن رہتا ہے۔

جو عارف گناہوں سے بلند ہو جاتا ہے۔ اس کی عبادت اس قدر نرم اور سادہ کی ہو گئی ہوتی ہے کہ ان میں ذرا سے دکھ کو بھی پھرنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ لیکن اس کی عبادت اجادت ہی نہیں دیشیں کہ راستی کو ترک کر کے قصب کو دل میں جگہ دے۔ اور چونکہ وہ سب میں اپنی آتما دیکھتا ہے اس لیے دوسرا کوئی اس کو دکھائی نہیں دیتا۔ اگر کوئی اس کی عزت یا بے عزتی کر دے تو اس کو ان دونوں کی پرواہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اس بات کو جانتا ہے کہ اگر عزت سے خوش ہوں گا تو بے عزتی کے سبب درج بھی مجھے ہی اٹھانا پڑے گا۔ اس لیے وہ ان دونوں سے بالاتر ہوتا ہے اگر کوئی اسے نا جائز تکلیف بھی پہنچاتا ہے تو وہ مجھٹ اُس کو معاف کر دیتا ہے اور اپنے دل کو کینہ و دشمنی سے صاف کر لیتا ہے، کیونکہ اُس سے پاک دل، دل میں کدورت رکھنے کی اجازت ہی نہیں دیتا وہ اول تو کسی کام کا بیڑا ہی نہیں اٹھاتا۔ کیونکہ ہر وقت اپنے آتما میں غور رہتا ہے۔ لیکن اگر کوئی کام کرنا بھی پڑ جائے تو وہ اس خیال کو ترک کر دیتا ہے کہ میں فاعل ہوں۔ یہ کام پورا ہو گا یا کہ نہیں یا یہ کیسے پورا ہو گا وہ نتیجہ کی طرف نگاہ کئے بغیر بے تعلقی اور سرگرمی سے سدا کا م کئے جاتا ہے۔ ایسا عارف متیوں گوں سے بالاتر ہوتا ہے۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کبھی تو بھیرو کو پوچھتے ہیں۔ کبھی دلوئی کو اور کبھی بھگوان شیو کو
 لیکن بھگوان کہتے ہیں کہ ان سب میں جو میری ذات ہے۔ طالب حق صرف اُس ایک کا ہی
 اپنا سگ ہے یا میری مورتی کا ہی دلدادہ ہو کر اس میں میری ذات کو کشف کرتا ہے اور جو لگاتار لوگ
 کے ذریعہ، یقیناً اور دلی بھگتی سے مجھے بھیجنے والا ہو۔ ایسا طالب بھی تینوں گنوں کو اچھی طرح سے عبور
 کر جاتا ہے اور میری جو ذات پاک اور لافانی ہے اس کو حاصل کرنے کے قابل ہوتا ہے۔

لافانی ایک پرہم برہم ہی ہے جو سب کا آتما ہے اور جس کے سہارے پر تمام نام روپ والی
 مخلوق قائم ہے جسے عام طور پر پتھر کی شبیہ پر مورتیاں کندہ ہوتی ہیں جو پتھر سے جدا نہیں ہوتیں
 بلکہ پتھر کا روپ بھی ہوتی ہیں۔ ایسے ہی یہ نام روپ والی تمام مخلوق آتما سے جدا نہیں ہے بلکہ آتما کا
 ہی روپ ہے نیز آندامرت کا جائے قیام بھی وہی ہے وجہ یہ ہے کہ دنیا کے جتنے بھی آندہ ہیں وہ لذت
 و محوسات کے ہیں اور عواضوں کے ذریعے سے حاصل ہونے والے ہیں۔ لیکن برہم کا آندہ سب آندوں
 کا مخزن ہے اور جو اس کے ذریعہ حاصل ہونے والا نہیں پھر وہ برہم

شبیہ و صہرم

یعنی ایسا دھرم ہے جو مورتی پر پالنے کے قابل ہے نہ کسی اور چیز پر پالنے والا نہیں اور ایک

برہم ہی کے آسیرے پر ہے اور وہ کیا امر تا آئند ہے۔ کبھی جواب نہ دینے والا۔ بلکہ کام دھینو گائے کے مانند ہے کہ جب چاہو حاصل کرو اور بھگوان فرماتے ہیں ان سب کا جائے قیام میں ہوں — اور جب انسان اس بات کو سمجھ لیتا ہے تو اُسے موکش کا حصول ہو جاتا ہے۔

پریم

پریم کو ایک مثلث سمجھئے۔ جس کے ہر زاویہ میں اپنی اپنی خصوصیات ہیں۔ جس طرح سے تین زوایوں کے بغیر مثلث نہیں ہوا کرتا۔ اسی طرح سے سچا پریم بھی تین خصوصیات کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔

پہلا زاویہ یہ ہے کہ پریم تجارت یا سودا بازی کا نام نہیں ہے جہاں پریم کے معاوضے کی تلاش ہے وہاں سچا پریم ہرگز نہیں ہے بلکہ محض دوکان داری ہے جب تک بھگتی کے صلے میں ہم بھگوان سے اس یا اس چیز کے خواستگار ہیں۔ اس وقت تک سچا پریم ہمارے دلوں میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صلے کے خیال سے اگر بھگتی کی گئی تو صلہ نہ ملا تو بھگتی کرنی بھی بند ہو جائے گی۔ سچی بھگتی کے پیدا ہونے اور بھگوان کی طرف بڑھنے میں کسی محرک کی ضرورت نہیں ہے مندرجہ ذیل کہانی پڑھیے۔ آپ کو سچے پریمی اور معاوضہ چاہنے والے کا فرق کا پہلا گنگا بات ہوگی۔

ایک راجہ ایک مرتبہ ایک بن میں گیا وہاں ایک سادھو سے بھینٹ ہوتی۔ کچھ دیر تک بھگوت چرچا ہوتی رہی۔ راجہ سادھو کی پوچھتا اور اس کے گلیان سے ایسا خوش ہوا کہ اس سے کچھ بھینٹ لینے کی درخواست کی۔ سادھو نے انکار کر دیا اور کہا۔ بن کے اندر مول کند اور پھل میرے کھانے کے لیے کافی ہیں پہاڑوں سے جو ندیاں اُترتی ہیں۔ اُن کا پوٹر محل میرے پیسے کے لیے کافی ہے درختوں کی چھال میرا تن ڈھکنے کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ پہاڑوں کی گچھا میں میرے رہنے کو بہت ہیں۔ مجھے تم سے بھینٹ لے کر کیا کرنی ہے۔

راجہ نے ہاتھ جوڑ کر بنی کی جہا راج! میرے گلیان کے لیے کچھ تو سوچا کر دیجئے اور میرے ساتھ میرے محل میں چلیئے۔ بہت منت سماجت کر کے پر راجہ کی درخواست سادھو نے منظور کر لی اور راجہ کے ساتھ اُس کے راج محل میں آیا۔ سادھو کو بھینٹ دینے سے پہلے راجہ نے حسب معمول بھگوان کی استی کی اور پرار تھنا کی کبجے سنتان دو۔ دھن دو۔ بھومی دو۔ میرے سوا سٹھ کی رکشا کرو۔ ابھی راجہ نے پرار تھنا ختم نہ کی تھی کہ سادھو اٹھا اور محل سے باہر آ کر چلتا بنا۔ راجہ سادھو کو دیکھ کر کہہ جا رہے ہیں گھبرا یا اور اُس کے پیچھے دوڑا اور کہا۔ مہا راج کہاں چلے۔ بھینٹ تو لیتے جاؤ۔ سادھو نے مڑ کر کہا۔ میں بھکاریوں سے نہیں پتا لگتا۔ تو تم آپ بھکاری ہی ہو۔ مجھے شاید بھگوان ایسا موزک نہیں ہوں

کہ کسی بھکاری سے لوں۔ اس لیے تو اب جا اور میرے پیچھے نہ آ۔“

اس کہانی سے سچے پریمیوں اور بھکاریوں کا فرق ظاہر ہوتا ہے بھگوان کی بھگتی مہکشی یا کسی اور شے کے حصول کے لیے کوئی ففول ہے۔ پریم میں انجام کا کیا کام ہے پریم تو محض پریم کی خاطر ہونا چاہیے۔ جب آپ کوئی خوبصورت نظارہ دیکھیں اور اُس کی محبت آپ کے دل میں پیدا ہو تو کیا آپ اُس کے صلے میں آپ اس نظارے سے کیا کچھ انجام چاہا کرتے ہیں نہ ہی نظارہ آپ سے کچھ چاہتا ہے مگر اُس کے دیکھنے سے آپ کے من میں شانتی پیدا ہوتی ہے سول کی کشش جاتی رہتی ہے وقت کے وقت آپ اپنی فطرت ذاتی سے اُونچے اُبھرتے ہیں اور روحانیت کے آئند میں لگن ہو جاتے ہیں پریم کا یہ خاصا پہلا داویہ ہے اپنے پریم کے صلے میں کچھ مانگو نہیں۔ بلکہ ہمیشہ دیتے رہو۔ اپنا پریم بھگوان کو دو، مگر اس کے صلے میں کچھ مانگو نہیں۔

دوسرا داویہ ہے کہ پریم میں خوف مطلق نہ ہو۔ جو شخص ڈر کے مارے بھگوان سے پریم کرتے ہیں وہ نہایت ہی نیچے درجے کے ہیں اور غیر ترقی یافتہ ہیں کیونکہ وہ خوف نازیا یہ سے بھگوان کی بھگتی کرتے ہیں ان کا بھگوان کی نسبت خیال ہے کہ اس کے ایک ہاتھ میں بھالا رہتا ہے اور دوسرے سے وہ رحمتوں کی جھڑی لگاتے ہیں مگر اس کی انتہا تک کہ وہ اپنے خوف سے ہراس

بھگوان کی بھگتی کرنا — بھگتی کو بدنام کرنا ہے — اگر یہ بھگتی ہی ہے تو نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے اور وحشیانہ ہے۔ دل پر اگر خوف غالب ہو تو پریم کیوں کر ممکن ہے۔ پریم تو خوف اور ڈر پر وجہ پالیا کرتا ہے۔

اگر کوئی عورت بازار میں جا رہی ہو اور گٹا اس پر بھونکے تو دوڑ کر پاس کے مکان میں جا گھٹے گی۔ لیکن اگر اُس کے ساتھ بچہ ہو اور اُس پر شیر بھی جھپٹے تو کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ ماں کہاں ہوگی؟ شیر کے منہ میں پریم خوف کو جیت لیتا ہے خوف تو اُس خود غرضانہ خیال سو پیدا ہوتا ہے کہ ہائے ہمیں دنیا چھوڑنی پڑے گی۔ جتنا کوئی آدمی چھوٹا اور خود غرض نہ بننا چاہتا ہے اتنا ہی خوف کا بھی زیادہ شکار ہوتا ہے اور جتنا اپنے تئیں ناپچرز نہیں سمجھتا۔ اتنا ہی اُسے خوف کم ہوتا ہے۔ جب تک رتی بھر بھی خوف دل میں رہے گا۔ رتی بھر بھی پریم کا ہونا ناممکن ہے بھگتی کا ہونا ناممکن ہے پریم اور خوف دونوں باہم مخالف ہیں۔ پس جنہیں بھگوان سے پریم ہے انہیں خوف کیسا؟ اس مقولے پر کہ بھگوان کا نام بے فائدہ نہ لیا کرو، بھگت ہنسا کرتے ہیں۔ بھلا پریم مارگ میں بھگوان کو بے عزتی کے ساتھ پکارنا کیسا؟۔ الشور کا نام جتنا اور جس طرح تیں اتنا ہی آپ کے لیے سب سے بہتر بات ہے۔ یہ نام کا جواب اس لیے کہ یہ ہے کہ آپ کو اس سو پریم ہے

پھر ادا ہے — یہ ہے کہ پریم میں رقابت کا دخل نہ ہو کیوں کہ پریم تو پریمی کا سب سے
 اوجھا اورش ہے۔ عشق انسانی میں ممکن ہے کہ اُس کا رُخ یا محل نامناسب ہو۔ مگر عاشق کی نظر میں
 وہ جی سب سے اوجھا اورش ہے جس سے وہ عشق کر رہا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص نہایت کمزور
 اور نیچی شے کو اپنا اورش مانے اور دوسرا نہایت اعلیٰ چیز کو مگر عشق تو ہمیشہ اورش کے ساتھ ہوا کرتا
 ہے گیا نی ہو با گبانی، دھرماتما ہو یا پانی، مرد ہو یا عورت۔ تعلیم یافتہ ہو یا غیر تعلیم یافتہ، تربیت یافتہ
 ہو یا بے تربیت یافتہ ہو یا بے تربیت، ہر آدمی کا سب سے اوجھا اورش — بھگوان ہی ہے سند
 تاج، بڑائی، بل وغیرہ سب اُوچے اورش، پریم کے لائق — پریم کے جانے والے بھگوان میں
 کجا ملتے ہیں۔ ہر شخص کے من میں کسی نہ کسی روپ میں یہ اورش ملتے ہیں۔ ملتے کیا ہیں من کے اجزائیں
 ہیں ہمارے تمام کاموں میں جتنی کچھ کشش ہے وہ انھیں اورشوں کو عملی صورت میں لانے کے لیے
 ہے اپنے گرد و پیش، سماج میں جو تحریکات ہم ہوتے دیکھتے ہیں۔ ان کے معنی یہی ہیں کہ مختلف ارجح
 کے اورش اندر سے باہر نکلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اورش کا اثر غالب ہی وہ طاقت یا محرک ہے جو نوع انسانی میں کام کرتا نظر آتا ہے
 سینکڑوں جنموں اور ہزاروں برل کی کوشش کے بعد آدمی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ اورش کو بیرونی

حالات کے مطابق بنانا ممکن ہے اس وقت یہ سعی لا حاصل چھوڑتا ہے کہ بیرونی دُنیا کو اپنے اورش کے مطابق بنا سے اور اُس کی جگہ پریم کے اوپنچے پہلو نظر سے اورش کی پرستش اورش کے طور پر کرنی شروع کرتا ہے اس کا مل اورش میں نیچے کے سب چھوٹے اورش شامل ہوا کرتے ہیں۔
 بولو بھگوان شری کرشن چندر جی ہمارا راج کی جے

نش کا م کرم

پھل کی خواہش کو نہیں جو چھوڑتا اے نامور
 بعد مرے کے ملتے ہیں اُسے کرموں کے شمر
 نیک و بد یا نیک و بد مخلوط ہوتے ہیں شمر
 ان سے رہتا ہے آزاد مگر سنیا سی بشر

بھگوان فرماتے ہیں۔ نش کا می پرش اچھے کام کر رہے تھے تو سورگ کو جائیں گے۔ اگر بُرے کام کریں گے تو مکرانچ یونیوں میں ڈالے جائیں گے۔ اگر مخلوط کرم کریں گے تو مرے کے بعد پھر اسی دنیا میں آکر پیدا ہوں گے۔ بہر حال وہ کرموں کا پھل گوشت ہے تو کس کی پرورش کو ہی ملتا ہے مگر جو تیا کی ہوتے

ہیں اُن کی نہ تو کرموں کے پھل میں خواہش ہوتی ہے نہ ہی وہ لوگ کسی قسم کا تعلق رکھ کر ہی کرموں کو کرتے ہیں گو ایک طرح سے اُن کی فطرت ہی اس قسم کی بنجانی ہے کہ وہ کسی قسم کا معاوضہ قبول ہی نہیں کرتے اس لیے ایسے شخصوں کو کرموں کا پھل کسی وقت بھی نہیں ملتا۔ نہ ہی تو جیتے جی اور نہ ہی مرنے کے بعد، ان کا شرم، اُن کی اندریاں ————— ایشوری من، حواس اور عنصروں کے ساتھ ملجاتے ہیں اور جیو آتما پر ماتما سے وصل پا جاتا ہے۔ یہی ہم گئی کی حالت ہے جس کو شاستر کاروں نے منوناٹ ہاشنا کہتے اور توگیان کے نام سے موسوم کیا ہے۔

شریک جھکوت گیتا کی اُپما

- (۱) جو بھی شخص اس پوتر گیتا شاستر کا پانچ کرنا ہے وہ بے اور شوک سے رہتا ہوا۔ وشنو
لوک کو ہر پست ہوا۔
- (۲) جسم کی شدھی کے لیے جیسے پر قی دن اٹھان کیا جاتا ہے ویسے ہی گیتا گنگا کے اشنان
تمام یوں کا ناش کرتا ہے۔

(۳) بھگوان دشنوکے مکھ سے نکلا ہوا یہ گیتا شاستر بھارت واسیوں کا سر دھو ہے۔ منل گیتا روپی گنگا جل کو پی کر پھر جنم نہیں لیتا۔

(۴) جہاں شرید بھگوت گیتا کی پستک ہے وہاں پر یاگ آدی تمام تیرتھ فواس کرتے ہیں۔
(۵) گیتا کے آشرے میں ٹھہرتا ہوں۔ گیتا میرا اُتم گرہید ہے۔ گیتا گیان کو آشرے کر کے میں تینوں بلوکوں کا پالن کرتا ہوں۔ ایسا بھگوان نے فرمایا ہے

(۶) جہاں پانی پرش بھی اگر گیتا پاٹھ میں آسکتا ہے وہ دشنودھام کو پراپت کرتا ہے اور دشنوکے ساتھ ہی آئندہ بھوگتا ہوتا ہے۔

(۷) جو ساکشات دشنوکے مکھ سے نکلی ہے۔ اُس گیتا کو ہی بار بار گان کر دے یہاں در شاستروں کے پڑھنے سے کیا ہے۔

(۸) جو آدمی نچل میں ہو کر اس گیتا کے اٹھارہ ادھیائوں کا پاٹھ کرتا ہے وہ گیان سیدی کو پراپت کرتا ہے اور بعد میں برم بد پاتا ہے۔

(۹) تمام آپنشد گوویں ہیں۔ گوپال تندن اُن کا گوالا ہے۔ ارجن بھڑا ہے بُدھی وان اُس کا بھوگتا ہے اور گیتا امرت سی دودھ ہے

(۱۰) ایک ہی شاستر ہے۔ جسے دیو کی کے پتر نے گمان کیا ہے ایک ہی دیو ہے جو دیو کی کا پتر ہے۔ ایک منتر ہے جو اس دیو کا نام ہے اور ایک ہی کرم ہے جو اس دیو کی سپوا ہے۔

شرعی رام مہا منتر

رام رامیتی ریتی رے رامے منورے
سہسرام تولیم رام نام بران لے

— (۱۰) —

آرتی شری گیتا جی کی !

جے بھگود گیتے جے بھگود گیتے

جے بھگود گیتے جے بھگود گیتے

جے
جے
جے
جے
جے

تو گبان دکاشنی و دیا برہم پرا
شمن رہیہ پراپتی سبھی سکھ کاری
یہو جے ہارنی - تارنی پرمانند پرودا
دوی سہ گن دآنی ہری رسیکا سہجی
سکھ شاستر کی سوہنی شرتوں کی رانی
ہری پد پریم دان کرا اپنوکریے

جے بھگود گیتے ، جے بھگود گیتے۔

ہری ہے مکمل دھارنی، سندر سہینے
کرم سکرم پرکاشنی کا ماسکئی ہرا
نرمل عکائی دوہائی نرمل ہارمی
راگ و ویش و دارنی، کارنی مودھا
اسر جلاؤ مناشنی، مناشنی تم رجنی
سمتا تیاگ سکھارنی، ہری مکھ کی بانی
دیا سندھار ساؤنی، ماتوا کرپا کیے

آرتی شری نارائن جی کی

دثوپتی دشومبر، دشنودشو رمن ! جے شری نارائن، جے جے شری نارائن
 جے شری نارائن، جے جے شری نارائن
 کمشیر سندر میں شیش کا سنگھاسن ساجے اودھ بہت نا بھی کمل پر چتران ساجے
 جے شری نارائن، جے جے شری نارائن
 کمل پتی کمیشور، کمل نین موہن چرن کمل کر کمل سے کلا کرے ملد ن
 جے شری نارائن، جے جے شری نارائن
 سنگھ چکر کر ساجے۔ ساجے گدا پدم کچخت کیش سشو بہت مکٹ جڑت نیلم
 جے شری نارائن، جے جے شری نارائن
 آر رتنوں کی مالا، آجھوشن سندر میگھ ورن تن، دامنی سدرشن تیمامبر
 جے شری نارائن، جے جے شری نارائن

دین دیال، دیا پتی، د سین کے بندھو کردنا پتی، کرونیشور، کردنا کے بندھو

جے شری نارائن، جے جے شری نارائن

تم ہو گھٹ گھٹا گامی، تم انتریا می تم جگ پالن ہاے، تم سچے سوامی

جے شری نارائن جے جے شری نارائن

ہم ہیں پیت مشرومنی ہمرے پاپ ہرو کہت کوی دل جن کے تینوتا پاپ ہرو

جے شری نارائن، جے جے شری نارائن

آرتی بھگوان شری کرشن جی کی

رتن نگھاسن بیٹھے نند لال
نور دلش دیکھ من موہے
کچھ بہاری گروڑ حاری
پرمانند سوامی اچل جوہری

پھولوں کی تیج پھولوں کی لال
نور گھٹا کر مری سوہے
آدھانیل پیت پٹ ساری
نند نندن درش جہان گھوڑی

راجون من من نوجھادر کیجے
تاہ نہ رکھ میرا من لو بھا
پر بھوکوڑ پ من بھر لیجے
ہر لے ریشیتل بھی جھاتی

آرتی جگل کشور کی کیجے
رہی شش کوٹ من کی شو بھا
گور شام مکھ نہ رکھت لیجے
کچن خال کپور کی باقی

آرتی بھگوان شری شیام سندر کی

آرتی کیجے شیام سندر کی | نند کمار وادکے در کی
 بھگتی کا دیپک پریم کی باقی | سادھو سنت کرین لاتی

آرتی برج یودتی من بھاو | شیام آرتی شیام گادے
 آرتی کیجے شیام سندر کی

آرتی بھگوان شنکر کی

جے شیوا و نکارا ، ہر شیوا و نکارا
 ایکان ، چترانن ، پنجان را جے
 دو بھج چار چتر بھج مکھتے سوہے
 اکشن مالابن مالانند مالادھاری

برہما و شنو سدا شینوار دھننگی دھارا
 ہندو اگر راس برکھا بن سا جے
 ترگن روپ زکھتا تر بھون جن مچھے
 چندن مرگ پچند ابھائے شجہ کاری

سوتیا مہر ، تیا مہر ، ہا مہر
 سوتیا مہر ، تیا مہر ، ہا مہر

کر کے مدھیہ کنڈل چکر ترشول پھرتا
 برہما وشنو سدیشیو جانت او دیکا
 جگ کرتا، جگ ابھرتا جگ سہارن کرتا
 برہن واکشردھیہ تینوں ہی ایک
 کہت شیدا اند سوامی سکھ سمپت پائے
 جے شیدا ویکارا، ہر شیدا ویکارا

آرتی شری ست نارائن جی کی

جے شری لکشمی و مناجو شری لکشمی رنا
 رتن جڑت سنگھاسن او بھمت چھی راجے
 ست نارائن سوامی جی پاتاکا ہرنا
 نارو کرتا لکشمی گھنٹہ دھون باجے
 بوڑھو براہمن بن کے کہن محل کیو
 چندر چوڑا اک راجہ جن کی دپت پری
 سو پھل بھو گیو پر بھو جی پت پھری پنی
 ویشیہ منورثہ پالو، شر و سانج دینی

شرمد و جگوت گیتا
من و انجنت پھل دینا دین دیال ہری
دھوپ دیپ تلسی کو راغنی ست دیوا
بھنت داس سکھ سمیت من و انجنت پھل پائے

بھاؤ بھگت کے کارن چھن چھن روپ دھرو
گوال بال سنگ راجہ من میں بھگتی ہری
چڑھت پرشاد سو یا کدلی پھل میوہ
ست نارائن کی آر تی جو گانے

آر تی شری ہنومان جی کی

جاگو مل سے گورو کا اپنے دیت پشاج نکٹ نہیں آو
دے بیکار گھونا نہ پھلے، لگا جائے سیاندھ لکے
شکتی بان لگا لکشمی کے آن خبوں لکھن جو آئے
آر تی کیجئے جیسی تہی دھرو پر بلا دھرمیکن جیسی
کچن تھال کپور سہاے آر تی کرت انجنی مانی
کچن تھال کپور سہاے آر تی کرت انجنی مانی

آر تی کیجئے ہنومان تلہ کی دشت دلن گنا تھ کھاکلی
لنکا سے کوٹ سمندری کھائی جاپون سٹیمہ نہ لائی
جگمگ جوت اڈھ پور راؤ گھنٹہ تال بجاوت باجوا
بیٹھ پاتال توڑ یم کا ترا سہراون کے بھجا اکھاٹے
سُرمین مہی آر تی انا ریس جے جے کبی راج پکار ریس
باپن بھیجے اسٹریٹ پانی جی وکٹ باجے

انجی پتر، جابل دایک دیو سنت کے سدا سہانک
لکاک و دھونس کئے رگھرائی تھی داس کپ آرتی گائی جو ہنومان جی کی آرتی گائے بس سیکھ بھورنہ آد

آرتی شری گنگا جی کی

اوم جے گنگے مانا شری جے گنگے ماما	جو زرم کو دھیاتا من و انجھت پھل پاتا
چندری جو تی بہاری، جل نرل آتا	شرن پڑے جو تیری جو نر تر جاتا
پتر سگر کے سارے سب جگ کو گیتا	کریا درنشی مہتری ترہون سکھ داتا
ایک ہی بار جو تیری شرن گئی آتا	یم کی تر اس مٹا کر یم گئی کو پاتا
آرتی مات بہاری جو جنم گاتا	داس دی ہی سچ میں مکتی کو پاتا
اوم جے گنگے مانا شری جے گنگے ماما	

آرتی شری درگاجی کی

پان سپاری دھو جاناریل سے جوالاتری مہینٹ کرے
 سنن پر تپالی سدا کشالی جے کالی کلیان کرے
 چرن کل کالیا آسرا، شرن مہتاری آن پڑا
 بار بار میں سب جگ موہیو، ترن رپا نوپ دہر د
 سنت سکھائی سدا سہائی سنت کھڑے جیکار کریں
 اٹل نگھا سن بھیٹا ماتا، سر سونے کا جھتر دھرے
 کھڑک کھپر تر شول ہاتھ لیے رکت بیج کو بھیج کرے
 آدمی ادنار آدمی کار جت اپنے جن کو کشٹ ہرے
 تپ تم دیکھو دیاروپ ہو بل میں شکٹ دور کرے
 شکھ مٹھ جھڑی بھو انی، اٹل بھون میں طع کرے

منگل کی سیوا، سن مہری دیوا ہاتھ جوڑ تیرے دوار کھڑے
 سن جگد مہا کرے نہو لمبا، سنن کے بھنڈا رکھ کرے
 بدھی بدھاتا، تو جگ ماتا، میرا کار ج سدھ کر د
 جب جب وید پر پی بھگتوں پر تپ تپ کے سہاے کر د
 ماتا ہو کر پتر کھلائے، پت پاؤنی ہو سکھ دکھلائے
 برہما وشنو، ہمیش ہنس پھل لیے مہینٹ تیرے دوار کھڑے
 گر سینگر کم کم برنو جب لوں کھنٹا ہر کسم کرے
 شجہ گنچ پچھاڑے ماتا مہینٹا سر کو بکڑ دے
 کوپ ہوئے کر دانو ماسے چند منڈ سب جو کرے
 سومیہ موہیا دہر د گوری، مانا ان کی عرض قبول کرے

درشن پاویں منگل گاویں سدھ سا دھو پر بھینٹا دسر
اندر، کرشن تیری آرتی کریں چنور کنور ڈلائے ہے

شریدھ گوت گھتا

برہما وید پڑھے تیرے دوائے شیشونگر جی دھیان ہے
جے جہنی جے مات بھوانی - اٹل بھون نہیں راجیکے

کرشن چالیسا

حبو دھانڈ کے لالہ، اکھیا کرشن بنواری
سری رادھا من شری رگنی برگو پیکا بلجھ
سری برج راج من موہن پرکھوچت چورنٹاگر
سری جندندن لبیدونند، دوار کا باسی
بنار دھن، دیو کی نندن گوردھن ناتھ دھوٹون
بہاری، بالاسری ولے بدن موہن کٹھ عاری
شرا ری، شیا م سندر، سانوے کوپال گڑھاری
جگت پتی دشوموہن زہری سکھ دھام دکھ ہاری
شری پرشوتم، مرلی منوہر، کنس اسرار ی
ہری گوبند کیشو، واسدیوانام گن کاری

گائتری منتر

درنم درگو دیوی دیوی دیوی دیوی نہ پرچو دیات

اوم بھو بھوہ سوہ تہ سوہ تری

مہا منتر

ہرے کرشن ہرے کرشن، شری کرشن کرشن، ہرے ہرے
ہرے رام، ہرے رام، شری رام رام ہرے ہرے

اوم نمو بھگوتے واسودےوای

اوم شری رادھا کرشنائے منہ

شیو مہا منتر

اوم منہ شیوای

{ شری کرشن مہا منتر }

استوتی

جگ پال ہو تم نند لال ہو تم اور تمہیں دیو کی تمدن
گو بندہ تمہیں گو پال تمہیں، رگھوناتھ تمہیں اور رگھونندن
ہو کرشن تمہیں ہو وشن تمہیں اور جٹوہا کے مندک
ہو رام تمہیں گھنشیام تمہیں بلرام تمہیں اور مدھو ٹون

رام دهن

رگھوپتی رگھو راجہ رام، بیت پاون سیتا رام
جے رگھنندن جے گھنشیام، دیو کی نندن راجہ شیام

سیتا رام، سیتا رام، بھیج پیارے تو سیتا رام
 رگھوپتی راگھو راجا رام، پتت پاؤن سیتا رام

آری

اوم جے جگدیش ہرے سوامی جے جگدیش ہرے
 جو دھواوے بھل جانے دکھ بنے من کا
 مات پتا تم میرے، تشرن گہول کس کی
 تم یورن پر ماتم، تم انتر یامی
 تم کرونا کے ساگر، تم پالن کرتا
 تم ہو ایک اگوچر سب کے پران پتی
 دین بندھو، دیکھ رہا تھا کرتم میرے

inagar. Digitized by eGangotri

مخلت جنوں کے خلط عین میں دور کرے
 سکھ سمپت اگھر کے، کشتہ من تن کا
 تم بن اور نہیں دو جا اس کروں جس کی
 پار بہر ہم پر پیشور تم سب کے سوا می
 میں مور کھ کھل کامی کر پا کر و بھرتا
 کس بدھ ملوں دیاتے تم کو میں کشتی
 اے ناخدا، دوا دے دے اترے

CC-0. Kashmir Research Institute

شہر کا حکمتی برعہ و مضبوطی کی سبب

ہنومان چالیسا روہا

شری گورو چرن سرودھ راج، پنج من مکر سدھار
برہوں رگھو ورولیش جو دایک پھل چار
بدھی ہیں تنو جان کے۔ سمروں یوں کٹا
بل وودیا دیہو موہی۔ سر وکتیش وکار

تیج پر تاب مہا جگ بندن
رام کاج کرینے کو آتر
رام بکھن سیتا من لیتا
وکت روپ دھری لنگھ جوا
لام چندر کے کاج سنوار

شکر یوں کیسری نندن
ودما ان گئی آتی چا تر
پر پھوچر ترینے کو سیتا
سو گشم روپ دھری دکھاو
بھمروں دھری لنگھ سنوار

جے کیش تھوں لوکا جاگر
انجی پتر یوں ست ناما
کشتی یوار سستی کے سنگی
کان کنڈل کچھت کیش
کان بے مزہ حند ساجے

جے ہنومان گیان گن ساگر
لام ووت ائیت مل دھاما
مہا پر دگرم سنجہ رنگی
لکھن ورن ورنج شویشا
ہاتھ بکرا وروہو جابرا ج

لائے سنجیون بکھن جیو اے
 رگھوپتی کہنی بہت بڑائی
 سہس بدن بہریش گاہے
 سنکاوی پر مہادی منیشا
 یم کو پرو گپال جہاں تے
 تم اپکار سگریو ہی کہیں
 تہر دستر و پھین مانا
 یک بہتر یوجن پر بھسا نو
 پر بھو ندر یکا میل کھ ماہی
 درگم کاج عاکت کے جیتے
 رام ددارے تم رگھو والے
 سب سکھ لہیں سہاری شرن
 آپن تیج سہارو آپے

شری رگھو رہن شری راکے
 تم تم پر یہ بھرتا تم بھائی
 اس کی شری پت کینہ لگا د
 نار دشار دہست ایشا
 کوی کو و د کہ سکیں کہ تے
 رام ملائے راج پر دینا
 لکھنیشور بے سب جاکنا
 لیلیو تاسی مدھر بھل جانا
 حلدھی لاکھ گئے اچرن نہی
 سوگم اندگرہ تہرے جیتے
 ہوت نہ گیا بن پیاسے
 تم رگھنک کا ہو کو ڈرنا
 تین لاکھ لاکھ کا پتہ

جہاں وی جیو نام سننا دیں
 ناشے روگ ہریں سب پیرا
 شکستہ ہنومت چھڑا دیں
 سب پر رام تپسوی را جہا
 اور منور بھتہ جو کوئی لائے
 چاروں یاک پرتاب تہارا
 سادھو سنت کے تم رگھو اے
 اشٹ سدھ نویدی تم ہوتا
 نام راسن تہرے پاسا
 تہرے بھجن رام کو بھادیں
 انتہا کال رگھوپتی پر جاتی
 اور دیوتا چٹ نہ دھری
 جہاں جہم کے دکھ بھرا دیں
 جہاں جہم ہری بھگت کہائی
 ہنومت سینی سر دسکھ کرہی
 جو سرے ہنومت بل ویرا

آنند کے سنگ لین گئے، سیا کھوج کلیش یہ بن اُچارو، جیوت نا بچی ہوں ہم سوں جو، نیا سُدھی لائے
 یہاں پاک دھارو، ہیر تھکے تڑاندھو ہے سب، لائے سیا سُدھ پران اُبارو، کو (۳) راون
 تر اس دی سیا کو، سب را لکھش شوک ہی شوک لوارو، تا ہی سے ہنومان پر بھو جاکے ہمار جنی چر
 مارو، چاہت سیا اشوک سو آگے سو، دے پر بھو دیر کا شوک لوارو، کو (۴) بان لگیو۔ اُ ر لکھش کے
 تب پران تجو ست راون مارو، لے گرہ وید سنگھین سمیت، تب گری ورون سو ویر اُ پارو، لائے
 جخیون ہاتھ دی، تب لچھمن کے تم پران اُ پارو، کو (۵) راون پیدھا انجان کیو، تب ناگ کی بھائس ہے
 سر ڈارو، شری رگھو نا تھ سمیت سب دل، موہ بھو یہ سنگٹ بھارو، آن لکھش تے ہنومان جو، بندھن
 کا فی سترس لوارو، کو (۶) بندھو سمیت جے اُ ہی راون، لے رگھو نا تھ پاتا ل سیدھا رو، دلو ی پونج
 بھلی ددھی سوں، ملی دین، ملی منتر اُ چارو، جائے سہائے بھو تب ہی، اسی راون سینہ سمیت ہنمارو،
 کو (۷) کاج کیو بڑ دیون کے، تم ویر ہا پر بھو دیکھ دھارو، کون سو سنگٹ سور غریب کو، جو تم سونہیں جاتا
 ہے نارو، دیک ہرو ہنومان ہا پر بھو۔ جو کچھ سنگٹ ہائے ہمارو کو (۸)

لال دہ لالی لے، او دھری لال لنگور

بجودہ داؤد لین ہے، ہے ہے، شہر

دوہا {

آئندہ بھگت بان
 نشے پریم پر تیت تے - وَلے کرے سنان
 تے ہی کے کار ج سکل شجہ سیدھ کریں ہنومان

{ دھوا }

چوپائی

جے ہنومننت سندن ہت کاری ، سُن لیجے پر بھو عرض ہماری • جن کا کار ج ولجھ نہ کیجے ، اُتر
 دور ہوا سکھ دیکھے • جیسے کو دسندھو وہی پارا ، سُر سا بدن پیٹھ و ستارا • آگے جانی لنگنی روکا ،
 ماری لات گئی شر لوکا • جاے دھیشن کو سکھ دینا ، ستیا نرکھ پریم پدم لینا • باغ اُجاڑ سندھو ماہ
 پورا ، آتر آتی جمکا تر تورا • اکھشے کمار کو مارا سنہارا ، لوم لپیٹ لٹک کو جارا • جے جے دھونی سُر
 پور میں بھی ، اب ولجھ کے ہی کارن سوامی • کر پا کہ ہو اُرا نتر یامی • جے جے لکشن پران کے داتا ،
 آتر ہوئی دکھ کہ ہونی پاتا • جے گری دھر جے جے سکھ ساگر ، سوتس موہ سم رتھ بھٹناگر • اوم ہنو ہنو ہنو ہنو
 ٹیلے ، میری مارو بھگت کیسے ، گدا بھرے بھری مارو ، کھاراج پر چو داں اُبارو • اوم کار ہو کار ہوا پر بھو

دھاؤ، بھرگدا ہنو و لمبھ نہ لاؤ۔ اوم تہیں تہیں ہنو منت کیشیا۔ اوم ہوں ہوں ہوں دھنوار ی
 اُرشیشا۔ ستیہ ہنو ہو ہری ستیہ پائے کے، رام دوت دھرو مارو دھاکے۔ جے جے جے ہنومان اکا دھا
 دُکھ پادوت جن کے ہی اپرا دھا۔ پوجا جپ تپ نیم اُچارا، نہیں جانت ہے اس ہمتارا۔ بن، اپون نگری
 گرہ ماہی، بہترے بل تم ڈریت ناہی۔ پاؤں پڑوں کر جوڑ مناؤں، بہاوسراپ کے ہی گوہی راؤں۔
 جے انجی کمار بلونت، شکر سوون ویر ہنو منتا۔ بدن کراں کل گھالک، رام سہائے سدا پر ت پالک
 بھوت پریت پشاج۔ لشچر، اکنی بے نال کال ماری مر۔ انہیں مارو تو ہی شپتھ رام کی، رگھو ناتھ مریدا
 نام کی۔ جنک ستا ہری داس کہاؤ، تاکی شپتھ و لمبھ لاؤ۔ جے جے جے دھونی ہوت اکاشا، ہمرت
 ہوت دوسہ دکھ ناشا۔ شرن شرن کر جوڑ مناؤں، ہی اوسراپ کہی گوہراؤں۔ اُٹھو، اُٹھو چلہو تو ہی
 رام دہائی، پائیں پردں کر جوڑ منائی۔ ادم جن جن چن چل چلتا، اوم ہا ہانک دیت کہی چنچل۔ اوم
 سم سم سہمی کھل دل، اپنے جن کو تر ت اُیارو۔ ہمرت ہوے آند ہارو، یہ بھرتنگ بان جے ہی مارو۔ تاہی
 کہو پھر کون اُیارو۔ پاٹھ کرے بھرتنگ بان کی، ہنومت کشا کر س پران کی۔ یہ بھرتنگ بان جو چلے،
 دھوپ دے او جے ہمیشہ، تاکے تن نہیں رہے کلشیا۔

دوہا { پریم پریتی کبھی بھی سدا دھرم اُردھیان
تے ہی کے کارن سکل شجہ سدا دھرم ہنومان

شری کنول نیراستوترا

مکت کندل کرل کٹیا سانورے رادھے دم
پیٹ دستر گرٹ باہن چرن سکھ نیت سا گرم
اچل، امر، اڈول نیشل پرشوتم اپرا پریم
گل پھول مال وصال لوچن ادھکاسنڈ کیشوم
گج ڈوبتے راکھ لینیو لکنا چھیدو راو نم
درو پدی جی کی لاج راکھی کہاں لو اپا کریم
کوی دت داس ولاس لسن نام جپنت نام
آدی لسنو جگادی، برہما سویت شینو شنکر

شری کنول نیرکٹی پتی مبرا دھرم لی گر دھرم
کل مینا دھینو آگے سکل گوپیوں کے من ہرم
کرت لیل کل لیشن کنج بھون، اُجبا گرم
دینا تھ، دیا لو، گر دھرم کنش ہرناکش ہرم
بنی دھرم، بسدو چھیا چھلیو ہری با نم
سپت دیپ نو کھنڈ چودہ بھون کینو ایک پلم
دینا تھ، دیا لو، لورن کر دنامے کر دنا کریم
پر تمم گورو جی کے چرن بند ولسیہ گیان پرکا سکھ

شری کرشن کیشو کرشن کیشو پد و پتی کیشوم

شری رام رگھو ور، رام رگھو ور رام رگھو ور رگھوم

مجھ کچھ دراہ فرسنگھ

پاپ ہی رگھو پتی پا و تم

متھرا میں کیشو رائے دراجے گول بال مکند جی

شری بند راجن میں مدن موہن گپتی ناٹھ گوبند جی

دھنیہ متھرا دھنیہ گوکل جہاں شری پتی اوت کر

دھنیہ جہنا کانیر نزل، گوال بال سکھا ورے

نویت ناگر، کرت نر ترشیو ور نجی من موہیتم !

کالندا ٹکرت کرت کر پڑا بال ادبھت سندرم

گوال بال سب سکھا دراجے سنگھ دھنیہ جہاں

بہنی وٹا ٹٹ نکٹ مینا مرلی کی شیر سہا وئی

بھجے رادھے رگھو نئس اتم پر م را جکھا ر جی

سیتا کے پتی بھگت جانت بھگت پران ادھار جی

جنگ را جا پر ن را کھو دھنیش بان چڑھا وہیں

سیتا، سیتا نام جا کے شری را مجھ دور پا وہیں

جہنم متھرا کھیل گوکل نند کے ہرے سندرم

بال لیل پتت پا ون دیو کی لبر پو کم

شری کرشن کلی تل ہرن جلی کے جو بھج ہری چرن

بھگت اپنی وہ مادھو بھو ساگر کے ترن کو

جلنا بھگت لیش سوامی شری بدی ناٹھ و شو بھنم

دور کاٹے ناٹھ شری پتی کیشو کم پران داینم

شری کرشن اٹھ پڑھت لندن و شنو لوک ساگ جہنم

شری گورورا نندا و نارا و امی گوی دت داس پاتم

ہری استوت

پرکھم جولجے ، گن پتی کا نام
 کرے دنتی واس کرہری کا دھیان
 ہری ہری ہری ہری ہری ہری
 برہما ، دشنہ ، شبلو جی ہیں ایک سرپ
 چوبیس اوتاروں کی جہاں کرہری
 شاننی سرورپ اور پریشوری
 پوگیشور ، منی ایشور پتی ایشور رشی
 تیرا نام ہے دکھ ہرن دینا ناتھ
 رکھا تم نے گوالوں کو گر دھر کے ہاتھ
 اس نے جو باندھا تھا کرہری کو

جو ہوئے سبھی کام پورن تمام
 جو کرپا کرہری آپ گر دھر ہری
 میری بارکیوں دیر اتنی کرہری
 ہوئے ایک سے روپ تینوں لوپ
 میری بارکیوں دیر اتنی کرہری
 رکھا اپنا نام ہما ایشوری
 تیری تیج میں لین پریشوری
 جو برہمن لگا اندر غصہ کے ساتھ
 وہاں نام اپنا دھرا گر دھاری
 نہ ٹھوڑا محانتے بڑی یاد کو

ہری ہری

ہری ہری

نہ کہنی توقف کھڑے امداد کو
 نہیں چھوڑتا تھا رام کا وہ ذکر
 کہا کہ کروں میں حیدان سے سر
 چلے حلد پر ہلا دکی ویر
 کیا روپ باون کا کا پھیر
 تھا حل گرہنے گج کو گھیرا جھپی
 جو شکل پڑی شرین آیا تھی
 اجال کو تائے میں: کہنی تھی ویر
 کری بہت کر پا جو گنگا کی بھر
 جھی بھگت پہ آئے بپتا پڑی
 سے جس نے تیرے نام کی دھن مری
 رزنی بھگت ایاک مینڈی کری
 دھو دھت مہرے تھے مگی مہر مری

دھرا روپ نرننگہ پیڑا ہری !
تو غصہ میں اندھا تھا اس کا پدر
تو قسم بھاڑ کے نہ دیری کری
ہر ناکش کو مارا نہ کہنی مٹی دیر
تلی کے جو دوارے آکھڑے ہری
جو لینا تھا اس نے نام تیرا کبھی
سری روپ ہو کے پیڑا ہری
چکھے پریم سے جھوٹے تھلانی کے ہیر
اجا بل کہاں کر سکے مہمیری
سدا ماں کی بھتی پل میں پیڑا ہری
نہ راکھے تو مشکل کسی کی ارٹی
ساہوئی شاہ ادر بھتی اس نے لکھو بھری
ساہوئی شاہ کو اس نے لکھو بھری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یکرونت نے جب ستا ہی مہی
صرف اوٹ تیری مہی نے لئی
جب صیاد بچھی کو تھا دُکھ دیا
تجھی سانپ صیاد کو ڈس گیا
وہ راون اسر جب سیالے گیا
اسر مارا جا دیجیشن کیا
جو گوتم نے اہلیہ سلا ہو گئی
لگا کے چرن مکئی اُس کی کری
جو شکٹ بنا ایک نامے کو آ
نامے بنتی ناتھ آگے کری
سزکا سُر اسر ایک پید اہوا
برہما آپ کی شرن آکے پڑا
میل اوٹا چن کیا کہ جو پاپا

نہ سو جنو کچھ بہت اُتر بھئی
کیا روپ بارا رکھشا کری
دہ آتر بھیا نام تیرا لیا
چھڑایا تھا بچھی کو جی ہری ہری
نکٹ موت آئی دہ اندھا بھیا
سیالے کے آئے ایو دھیا پڑی
پڑی بھتی وہ راہ میں مودت ہوئی
ہری ہری ہری ہری ہری ہری
کے بادشاہ میری گوٹے جیوا
وہاں ناتھ نامے کی سیڑا ہری
برہما کے ویدوے سب لے گیا
مشیہ روپ ہو وہ وید لے ہری
جوئے خط حن کہ مو تھا شرپا

ہری ہری

ہری ہری

ہری ہری

ہری ہری

ہری ہری

اکھل سیتی آنا تھہ ہونچے جو آپ
 در دیدی کے کور و ظلم جو رسا تھہ
 کیا یاد رویدی نے تجھے دنیا تھہ
 وہ ہوا دلم کو رکن کی بار
 چڑھے نا تھہ رتھہ پر ہوئے حق سوار
 اسرا یک در پاستا دن لگا
 دھرن ہاتھ سر شیو کے اچھا کری
 دکھا سا گیا شیشہ لے ہانڈو کی پس
 تب راجا نے کرادن کی اچھا کری
 جو دھنے بھگت مانگ ٹھا کر لیا
 بھگت کا درڑھہ شیخے دیکھ ہری
 پید مشر یہ جب کو پ کور و ہوا
 تہنی خون کا سندھو سے لگا

اکھل سا تھہ ہی اُن کی ویدا ہری
 اتارن لگے چیر پٹ اپنے ہاتھ
 رکھ لاج اس کی بنگن نہ مری
 خبر دینے آیا تھہ چنار دار
 رُکم باندھ رکن کو لائے ہری
 دسوں دیش شیو کو پھرا دن لگا
 شکتی روپ ہو شیو کی رکھا کری
 بھوجن کرن کی جو کنبی ہتی آس
 وہاں نا تھہ ہانڈو کی ویدا ہری
 ترلوچن مصر ہنس کے بٹا دیا
 بھوجن کیا دھرتی ہوئی حق بھری
 کی سرود طرف جنک آ کر چا
 شہی کے بچوں کی رکھا کری

ہری ہر
 ہری ہر
 ہری ہر
 ہری ہر
 ہری ہر
 ہری ہر
 ہری ہر

ترے انت کو کوئی پائے کہاں
 چھپر باندھ کر اُس کی رکشا کری
 گر رُڈ کی سواری پہ اسب تک رہا
 کر با گرم کر تیل کا جب وہ چڑھا
 بڑا راکھشی کا ظلم تھا جہاں
 مائے دیتیہ سب شی ہوئے شاداں
 دھرو سخن ماتا کا گو شش کر
 لگے بھجن کرنے تب ایک پاؤں پر
 تمام عمر کنش دشمن رہا
 اگر راج کو راج سہرا دیا
 لکھی باب کی اُس کو چھی گئی
 لکھا ویش تھا جا اس کو ویشا کری
 جو کوئی اس سے سنا لے یا م کی دھرم

مادھو داس کو جاڑا لگا جہاں
 ہری ہری ہری ہری ہری ہری
 بڑا ہی تعجب ہے ہم کو بھیا
 سو دھنوا کو آ کر بچپا ہری
 رشی ایشور منیشور ہسرا نی نشان
 بڑی کر پا کر پیڑا بھگشن ہری
 چلے گھر سے یا سر تری آس پر
 کیا داس اسکو نکلے لا ہری
 پاک میں تو اس کا ادا ہرن کیا
 سندھین کا بیٹا جیوا یا ہری
 نہیں ایک بل ڈھیل کر لی بڑی
 لکھی کچھ تھی ایشور نے کچھ جا کری
 لگے ناکھن لگے ابھار دھرم

ہری ہری

ہری ہری

ہری ہری

ہری ہری

ہری ہری

ہری ہر	راکھا پاؤں پر پاؤں سیدھا کر می	تعب سے دیکھ رہی کنجیاں اوپر
ہری ہر	جو پئے تب اُس کو نہ چھوٹے ذرا	راجا نے پکڑ کر ہر قاتل دیا
ہری ہر	اسی دیش سے جا اُس کو امرت کرای	میرا نے تیرا نام لے کر پیسا
ہری ہر	رکھے بہت راجا جہا سندھ تارا	تھے اڑ سٹھ کے اوپر چوبیس ہزار
ہری ہر	اسی وقت انکی جا وید پراہری	دہاں وقت تنگی جو کہنی پکار
ہری ہر	یہی نام سن داس شری پیسا	دنیا ناتھ جو نام تیرا بھیا
ہری ہر	مرے دکھ بھی کاٹ راکھو ہری	اپنے نام کی لاج راکھو ہری
ہری ہر	میں راکھوں بھروسہ تیرے نام کا	تو ہے گا برادر بلرام کا
ہری ہر	تو ہی ہے حکمت بیج کرتا ہری!	نہیں ہے دوجا تری شان کا
ہری ہر	یہ غفلت کا نہیں وقت گویاں جی	میری بنی کو سنو لال جی
ہری ہر	تیرا بنا میرا کون ہے دکھ ہری	کر و مجھ کو دنیا میں خوشحال جی
ہری ہر	تو ہی ہے حکمت سکل مرشی کارن کن	تو ہی ہے حکمت بیج تارن ترن
ہری ہر	تو نے بخشی لاکھ تھی اُس کو ہری	ویمیشن جو آیا تھا سہی ثمن

کرے بنتی داس سن لیجئے
 تو کر پا لو ہے سب بھگت کا ہری
 شکٹ کاٹے مشری کرشن مرار
 گئے اُس کے آگے جو نس کہ ہری
 کرشن داس کی بنتی ہر مہنی
 آئند بھیا بہت کر دنا کری
 کری ہر کر پا درش دیا دکھائی
 سن کی مرادیں سمی مل آئی
 اس تو تر پڑھے پریت کر نر جو
 دیو پوری یج بے بھگت سو
 مری بار کیوں دیر اتنی کری
 کرے دور دکھ اور سکھ دیجئے
 ہری ہری ہری ہری ہری ہری ہری
 جو اسدھ کو کر دیا پل میں پار
 ہری ہری ہری ہری ہری ہری ہری
 سر دسکھ دے تم سب کے دھنی
 بھگت اپنے کی بدوی ادبھی کو ی
 اپنا جان شکٹ سے لیا بچائی
 پورن کر پا کر دیا سے ہری
 شہیل جنم اُس کا تو لوکی میں ہو
 اندرا دریم اُس کی مہا کری

آٹھ شری گربھ گیتا

شری کرشن بھگوان جی کا فرمان ہے جو پرانی اس گربھ گیتا کا پاٹھ کرتا ہے سو پرانی بھر گربھ جون
میں نہ آوے گا۔

ارجن نے کہا۔ بھگوان یہ پرانی گربھ و شے کس دوش کرتا ہے، ہے پر بھوجی جنتا ہے تباہ کن
ذرا ادھاک روگ لگتے ہیں۔ پھر مرتی ہوئی ہے ہے سوامی، یہ کون کرم ہیں جس کے کرنے سے جنم مر
سے رہت ہووے، شری بھگوان نے فرمایا۔ ہے ارجن۔ یہ جو نشیہ ہے سواندھا مورکھ ہے اور سنسار
کی پر کرتی کے ساتھ پریت کرتا ہے اور اسے اسی چنتا رہی ہے کہ یہ پدارتھ میں پایا ہے اور یہ میں پوں
گا یہ چنتا اس پرانی کے من میں سے اترتی نہیں۔ آٹھ پیرما پاکوہی مانگتا ہے۔ ان باتوں کر کے بار بار جہنتا
اور مرتا رہتا ہے۔ گربھ و شیش دکھ پاتا ہے۔ ارجن نے کہا۔ ہے فاکٹہ۔۔۔۔۔ من مست ہاتھی
کی نانی ہے تریشنا اس کی شکستی ہے۔ یہ من پانچوں کے پس ہے۔ کام، کرودھ، لو بھ، مامو، اور
ابھکار، اور ان پانچوں میں سے ابھکار بہت بڑا ہے۔ کون بہت ہے جس سے من پس ہوئے۔

نثری بھگوان بولے — ہے ارجن! یہ من نشے کر ہاتھی کی — ہے ترشنا اس کی ٹسکتی ہے
 من جن پانچوں کے بس ہے۔ اہنکار... اُن میں سریشٹھ ہے۔ ہے ارجن۔ جیسے ہاتھی کندھے کے بس
 کے بس ہوتا ہے من ردپی ہاتھی کے بس کرنے کو گیان ردپی کندھا ہے۔ اہنکار دکر لے سے وہ جیورک میں
 پڑتا ہے — ارجن نے کہا — ہے نثری کرشن بھگوان! جی۔ ایک ہتھارے نام کے لیے
 بوزوں میں پھرتے ہیں ایک ویراگی ہیں، ایک دھرم کرتے ہیں۔... ان میں — وشنو کون ہیں —
 نثری بھگوان بولے — ہے ارجن! ایک میرے نام کے لیے بوزوں میں پھرتے ہیں ایک سنیاسی
 کھڈاسے ہیں۔ ایک سر پر چٹا باندھتے ہیں۔ ایک بھسم لگاتے ہیں ان میں میں نہیں ہوں کیونکہ دوشے
 اہنکار رہی۔ ان کو میرا درشن در لہجہ ہے۔

ارجن نے کہا — ہے نثری کرشن بھگوان جی۔ وہ کون پاپ ہے جس سے کر کے استری مر
 جاتی ہے۔ جسے کر کے پتر مر جاتا ہے اور نہن سکتا کون سے پاپ سے ہوتی ہے۔

نثری بھگوان بولے — ہے ارجن جو کسی سے قرضہ اٹھاتا ہے اور دیتا نہیں اس پاپ
 سے استری مر جاتی ہے اور جو کسی کی امانت رکھی ہوئی پچا لیتا ہے۔ اُس کے پتر مر جاتے ہیں جو کسی کا
 کار یہ سب سے پہلے کر لے گا۔ اور جو کسی سے آٹھ بے تبتس کا کار یہ نہیں کرے اس پاپ سے

نپنسک ہوتا ہے۔ ارجن نے کہا ! ہے . . . پر بھو . . . کون پاپ سے منس سدو روگی رہتا ہے
 گدھے کا جہم پاتا ہے۔ ستری کا جہم، منڈک کا جہم کیوں کر پاتا ہے اور بلی کا جہم کس پاپ سے ہوتا ہے
 شری بھگوان — بولے — ہے ارجن! جہنم کنیا کا دان لیتے ہیں اور سادھو، برہمنوں
 کے دوستی ہیں سونش سدو روگی رہتے ہیں۔ اور جو دھشے و کار کے واسطے بد را پان کرتے ہیں سونڈک
 کا جہم پاتے ہیں اور جو جھوٹی گواہی بھرتے ہیں سو استری کا جہم پاتے ہیں جو رسوئی بنا کر پہلے آپ کھا
 لیتے ہیں اور پیچھے پریشور، ارتھا دان کرتے ہیں سو بلی اور استری کا جہم پاتے ہیں۔
 ارجن نے کہا — — — بہاراج جی۔ جو ایک منس کو سونا دیا ہے۔ ایک منس کو ہاتھی گھوڑ
 دیئے ہیں ہلوں نے کون پنہ کیا ہیں۔

شری بھگوان بولے — — — ہے ارجن! جہنم نے سونا دان کیا ہے اُن کو ہاتھی گھوڑ
 باہن ملتے ہیں۔ جو کنیا دان پریشور منیت کرتے ہیں سونش کا جہم پاتے ہیں۔ ارجن نے کہا — ! ہے
 نا تھ — — — ایک کی سندرا، وچتر دیہہ ہے۔ ایک کے گھر سمپتی ہے۔ ایک وودوان ہر
 تن کے کون پنہ کیا ہیں — ؟ شری بھگوان بولے — ہے ارجن! جن نے اُن دان کیا ہے تن کا
 سروپ سندرا ہی جھولے گا۔ یہ سونش کے ہاتھ میں ہے۔ ایک کی ہے سو پتر دان

ہوتے ہیں۔ ارجن نے کہا — ہے بھگوان۔ ایکس کی دھن سے پر پتی ہوتی ہے۔ ایکس استریوں سے پر پتی ہوتی ہے۔ تس کا کیا کارن ہے۔

شری بھگوان بولے — ہے ارجن۔ راج۔ پاٹ۔ دھن۔ استری سب ناش تو ہیں میری بھگتی کا ناش نہیں ہے۔ ارجن نے کہا — ہے ناٹھ۔ . . . راج۔ پاٹ اور ودیا کن حرم سے ملتی ہیں۔ شری بھگوان بولے — ہے ارجن جو نش شری کاشی جی میں نش کام بھستی کرتے ہوئے دیہہ تیاگتے ہیں سو راجا ہوتے ہیں۔ جو گورو کی سیوا کرنے ہیں سو ودوان ہوتے ہیں ارجن نے کہا — ناٹھ۔ ایکس کو دھن سخت ملتا ہے۔ ایکس ساری عمر دگ

سے رہت ہوتے ہیں سو کون پنیہ سے ایسا ہوتا ہے ؟

شری بھگوان بولے — ارجن جس نے گپت دان کیا ہے۔ اُن کو سخت دھن ملتا ہے جس نے پریشور ارتھ پر ایا کام سنوارا ہے وہ رگ سے رہت ہوتے ہیں۔ ارجن بولے ہے شپر بھو . . . کون سے پاپ سے اعلیٰ ہوتے ہیں گونگے اور کشی کس پاپ سے ہوتے ہیں۔ شری بھگوان نے کہا — ہے ارجن جو اپنے کل کی استری سے گن کرتے ہیں سوا لی ہوتے ہیں جو گورو سے ودیا پک کر کو پاتے ہیں۔ گونگے ہوتے ہیں جنہوں نے گن کرنا کیا ہے سو کشی ہوتے

ہیں۔ ارجن نے کہا۔ بھگوان کئی منشیوں کی دہیہ میں رکت و کار ہوتا ہے۔ ایک در در غریب ہوتے ہیں۔ کوئی نہ کھڑک باہو ہوتے ہیں۔ ایک اندھے ہوتے ہیں۔ ایک پنگل ہوتے ہیں یہ کون پاپ سے ہوتے ہیں۔ بال بدھوا۔

جو سدا کر ودھوان رہتے ہیں نن کو رکت کا و کار ہوتا ہے جو کو لیل رہتے ہیں سو در در غریب رہتے ہیں جو کو کرمی برہمن کو دان دیتے ہیں نن کی کھڑک باہو ہوتی ہے جو پرانی تنگی استری دیکھتا ہے اور گورو کی استری پر کو در شئی کرتا ہے سو اندھا ہوتا ہے جس نے گو برہمن کو اسٹا ماری ہے سو لنگڑا پنگل ہوتا ہے جو استری اپنے پی کو چھوڑ کر پر سے پی سے تنگ کرنی ہے سو بال ودھوا ہوتی ہے ارجن نے کہا۔ ہے نا۔

سمبندھی کر جانتا ہوں۔ اس میں آپ کو سا کشارت پر مشور جانتا ہوں۔ اسے پار برہم ! گورو دیکشا کیسی ہوتی ہے سو کر پا کر بوجی۔ شری بھگوان بولے۔ ہے ارجن تو دھنیہ ہے تیرے ماما پشا بھی دھنیہ ہیں جن کا تو ایسا پتر ہے جس نے گورو دیکشا پوچھی ہے۔ ہے ارجن اسارے سنا رکے گورو شری جگنا تھ جی ہیں۔ دیکھ کے گورو شری کاشی ہیں۔ چاروں در لوں کا گویدو برہمن ہے۔ برہمن کا گورو سنا ہے۔

سنیا سی جگہ گورو ہے۔ ہے ارجن اب بات... غور کے قابل ہے کہ گورو دیکھا ہو جس نے اندیا
 چلتی ہیں جس کو سنار ایشور روپ نظر آتا ہے۔ جگت سے اداس ہے۔ ایسا گورو ہو جو پریشور کا
 خاٹنے والا ہو۔ اُس گورو کی پوجا سب پرکار سے کرے۔ ہے ارجن! جو گورو کا جگت ہو تلے
 جو پرائی گورو کو سامنے ہو کہ میرا بھجن کرتے ہیں۔ اُن کا بھجن کرنا سچل ہے جو پرائی گورو سے دیکھ ہوتے
 ہیں ان کو سمیت گرام جہانے کا پاپ ہے۔ گورو دیکھ پرائی کا ورث چاندالی کے تلیہ ہے جو گرہستی گورو کے
 بناتے سو چاندالی کے سمان ہے جس طرح مدر کا برتن ہو دے اس میں گنگا جل دیں تو ابوتر متا
 اسی طرح سے گورو کے دیکھ کا بھجن سدا ابوتر ہے جس کے ہاتھ کا دیا دیوتا بھی نہیں لیتے اُس کے سر
 کرم نش بھل ہیں۔ کو کر، سو کر، گدھا، کاک، ان سب یونہی میں سرب کھوئی جون ہے ان سب سے
 وہ نش کھوٹا ہے جو گورو نہیں دھرتا۔ گورو بنا گت نہیں ہوتی۔ آدش زک کو جاوے گا۔ گورو دیکشا بنا
 پرائی کے سر دکر م نش بھل ہیں۔ ہے ارجن! چار درن کو مہری بھگتی اور سیوا کرنا یوگیہ ہے تیسے گورو
 دھار کے گورو کی بھگتی اور سیوا کرنی یوگیہ ہے۔ جیسے سب ندیوں میں شرعی گنگا جی سریشٹھ ہیں سر
 درتوں میں شرعی ایکا دشی جی سریشٹھ ہے۔ ایسے ہی ہے ارجن! سب گروں میں گورو سیوا اتم ہے
 گورو دیکشا بنا پرائی پسونی یونہی ہیں جو گیتا ہے جو پرائی میں برہما ہے۔ ارجن نے کہا —

شری کرشن جی - گورو دیکشا کیا مستوجب ہے ؟

شری بھگوان نے فرمایا : — ہے ارجن تیرا دھرم دھنیہ ہے۔ جس نے یہ سوال کیا ہے گورو دیکشا ہری کا نام ہے جو گورو دیوا پیش کرتے ہیں یہ چاروں ورلوں کو جپنا سرشٹ ہے۔ ہے ارجن ! جو گورو دیو کی سیوا کرتا ہے میری اُسی پر سنتا ہے۔ چوراسی سے چھوٹا جاوے گا۔ جہنم، مرن سے رست ہو نرک نہیں بھوکے گا۔ جو پرانی گورو کی سیوا کرتا ہے اُس کا اشویدھ یگیہ کئے کا پھل ہوتا ہے گورو کی سیوا ہی میری سیوا ہے، ہے ارجن ! اس میرے تیرے سوا د کو جو پرانی پڑھے یا سنے گا سو گرہ بد دکھ سے بچے گا چوراسی کٹ جاوے گی۔ اسی لیے اس پاٹھ کا نام گرہ گیت ہے۔ شری کرشن ہمارا ج جی کے مکھ سے ارجن نے سنی ہے۔ گورو دیکشا لینا انم کرم ہے جس کا پھل یہ ہو کہ نرک اور چوراسی سے جیو بچا رہتا ہے بھگوان پرسن ہوتے ہیں۔

رام نام کی مہسا

سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام
سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام
سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام
سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام	سیتا رام
ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام
ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام
ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام
ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام	ہرے رام
ہرے کرشن	ہرے کرشن	ہرے کرشن	ہرے کرشن	ہرے کرشن	ہرے کرشن	ہرے کرشن	ہرے کرشن
ہرے کرشن	ہرے کرشن	ہرے کرشن	ہرے کرشن	ہرے کرشن	ہرے کرشن	ہرے کرشن	ہرے کرشن

ہرے کرشن ہرے کرشن ہرے کرشن ہرے کرشن ہرے کرشن ہرے کرشن
 ہرے کرشن ہرے کرشن ہرے کرشن ہرے کرشن ہرے کرشن ہرے کرشن

پیراتہ کال پڑھنے کی واسطے ناک لیلیا

مشری کول جنہا دھینو آئے، جل میں بیٹھے پر بھوجی ان کے
 ناگنی کستی سنوئے بالک، جاؤ یہاں سے بھاگ کے
 کس کا بالک کہیے، کون مہتر و نام ہے
 باسدیو کا پتر کہیے، گوگل ہمارا گام ہے
 لے رہے بالک بھال دے کنگن کنال و کنڈل والا کھلایا
 کیا کراں تیرے بھال کے کنگن کنال و کنڈل والا کھلایا
 کیا رہے بالک دید برہم، کیا مر یا تو ناں چاہو ناں
 نار بدینی دید برہمن، سنندھی کا میں بالک
 کرچوئے بھجا مردی ناگنی ناگنی ناگنی ناگنی ناگنی ناگنی

ناگ ناگنی دونوں بیٹھے شری کرشن جی پہنچے ان کے
 تیری صورت دیکھ من دیا اپنی ناگ مارے گا جاگے
 کس گھر تو جنہا رہے بالک کون مہتر و گام ہے
 مشری مات دیو کی جنہا میں مشری کرشن ہمارا نام ہے
 اتنا دیکھ لے جا رہے بالک دیا ناگ کولوں جو رہاں
 مشری ماتیشو دھادی بوسے پاؤں تیرے ناگ کے پاؤں
 ناگ دل میں آ پہنچا اب کہیے گھر جاؤ ناں میں
 مشری ماتیشو دھادی بوسے تیرا ناگ گانے ناگ کا
 ناگ ناگنی ناگنی ناگنی ناگنی ناگنی ناگنی

اٹھائے اٹھیا منڈلی کا راجہ اندر دانگوں گر گیا
 بھیا کا بل سوامی کیسے لیو، بھید کا بل پر بھور سن دیا
 منی سیٹی کالی ناگ بھتیا، بھن بھن زست شکر ایا
 بھگت ہتیو پر بھو جنم لے کر، لکھا میں راون مار یا
 سپت دوپ لڑ کھنڈ چودہ، سبھی تیرا ہے کسار یا

بانکے کٹ پر جھپٹ گئی، شری کرشن جی کٹ پیا یا
 ہاتھ جوڑ ناگنی کھندی من بل پیا جی تیرا کہاں گئی
 بھول بھول بھول بھول کی بھری، دیو کی منڈل گایا
 کالی پر ہلا دناگ بھتیا، بھتیا میں کس پچھاڑ یا
 سور اس پر بھو جی تیرا لیش گائے تیری چرنو تکی بلہا ریا

دروپدی ونے

بن کا ج آج ہما راج لاج گئی بھری
 دُشامن ولس کھنڈ ہما دکھ دانی
 اب بھیا دھرم کا نامش باب پر ہو چھائی
 ششکئی، درپو دھن، کرن کھڑے سیا بھری
 تم ششکئی کو کھنڈ کر دے گا

دکھ ہرو، دوار کا ناٹھ شرن میں تیری ٹیک
 کر کھرت میرا چیر لاج نہیں آئی
 کھی ادھم بھیا کی اور، اور نار بل کائی
 دُکھ ہرو دوار کا ناٹھ شرن میں تیری
 ہما راج لاج گئی بھری

کرو دُکھ دُور، سمجھو دھن کھنڈن
 کرونا ندان بھگوان کری کیوں تیری
 بیٹھے بہاں راج سماج بنتی سب کھوئی
 پانچوں پتی بیٹھے مون کون گنتی ہوئی
 کر کرو لاپ سناپ سبھائیں تیری
 اسے تارن بدن گویاں من من بھین !
 دُکھ ہرودوار کا ناٹھ شرن ہیں تیری
 نہیں کہت دھرم کی بات سبھائیں کوئی
 نے نند نندن کو نام درو پدی ڈئی
 دُکھ ہرود، دوار کا ناٹھ شرن ہیں تیری

آرتی شری کرشن جی کی

اوم جے کرشن ہرے پر بھو جے کرشن ہرے
 بھگت دُکھ سارے پل میں دور کرے جے شری

پرمانند مراری، موہن گردھاری - جے رس راس بہاری - جے گردھاری - اوم
 نرنگن کئی کنکن سترتی کنڈل مالا - مورکٹ پتیا مہر موہے من پالا - اوم
 دین سراماں تارے دوار دوار کرشن جی کے چوڑے پٹے بے گتے - اوم

اوم ہرنا کیشیپ ہنارے، نہری اردپا دھرتے پائے تے پرہجو برکٹے جن کے پوج پڑے
 اوم کیشی کیش و دارے، نہ کو میر تائے، دامو در جھپی سدر، بھگتن رکھو آلے
 اوم کالی ناگ تھیات در جھپی سو ہے۔ بھن بھن زتیر کرت، ناگن من مو ہے
 اوم راجیہ دیھشین تھاپے، میتا شوک ہرے، دروید ستار اکھی، کرونا لاج بھری

آر تی شری گنگا جی کی

اوم جے جے گنگے، شری جے جے گنگے۔ نہرو کی کے تارن کارن کٹ لوارن بھگت ادارن آئی
 گنگے۔ آ شجر چہ ہماوید ساوین زمنی، گیانی وعیان لگاویں تیرا گنگے۔ جو تیری شرنانگت آوے
 جیون کے مکت کا اچھت بھل پاوے شری گنگے۔ پاپ ہرن مکتی کی داتا، کائے درشنیم کی ترا
 ہر گنگے۔ لال آر تی چونت گاویں، لیں بکینٹ امرید پاویں ہر گنگے۔

آرتی گنیش جی کی

جے گنیش جے گنیش جے گنیش دلو (ٹیک)

جے	لڈاون کا بھوگے لگے سنت کری سوا	ماتا جی کی پارہتی پتا مہا دلو
جے	ہتے سند دروہے تے کی اسواری	ایک دنت دبا دنت چاڑن بھا جاتی
جے	بانگن کو پتر دیت، نرومن کو مایا	اندھن کو آنکھ دیت کو لڑھن کو کایا

آرتی تلسی جی کی

تلسی مہارانی منو، منو، ہر کی پٹ رانی منو منو !!!
 جاکے درس برس او ناسی - مہا وید پران بھانی
 سند پتر - لگھو، من پتر، ہری چرن کل لپٹانی
 دھیان دھت من گنا، من گنا، من گنا، من گنا، من گنا

سازری ستورن مہادی نو

آرتی پھی جی کی

جے لکھی ماما دلوی جے پھی ماما دلوی
 سرزمنی جن سیوت سکھ سمپتی داتا
 ردھی سدھی موہے دیو آدی بھوانی ہو
 اچا تیری ایسی وید کھانی ہو
 لوگ اگیہ آرو سا دھن کچھ نہ کرم کیا
 داں دھرم سب سیرے بن سز ماش ہو
 جو کوئی بھاتیری ماما جی گاٹے
 ہیم راج برہما نندہ نشے پھل پائے
 جے لکھی ماما

آرتی ورکا جی کی

من میری دیوی پریت واسنی کوئی تیرا پار نہ پایا • بان ساری، دھو جانا ریلے تیری بھینٹ چڑھایا
 ساری چولی تیرے انگ برابرے کسیر تلک لگایا • منگے تنگے پک دیوا اکیرا یاسونے کا چھتر چڑھایا
 اونچے اونچے پرست بنیو دیوالی نیچے محل بنایا • ست سنگ دواری تیرا دھیمہ گل گک راج بسایا
 دھوپ دیپانے وید آرتی تو من بھوگ لگایا • دھیانو بھگت میا تیرے گن گادیں من بھگت پھل پادیا

آرتی درگاجی کی

جے ابے گوری مٹی ہے منگل مورتی مٹیا، جے آئندہ کارنی

تم کو لہرن دھیاوت رہیا ہر شہوری

مانگ بندہ وراحت، ٹھکمرگ مدد کا

اجول سے دوونینا چندر بدن نیکو

جنک سمان کیلور رکتا مبر رہے رکت پشپ مالا، کنتھ پر سا ہے

کبہر باہن راجت کھڑک کھنڈہاری مسر، نرہنی جن سیوت تنکے دکھ باری

کان کنڈل شو بھت نا ساگرے موتی کوٹک چندر دیاکرم راجت جپوتی

شجہ نشجہ دڈارے ہشتا سرگھائی دھوم بلوچن بن لہرن مد ماتی

چونسٹ یوگنی کاوت نرتہ کرت بھیرو باجبا مال مردنگا اور باجبا ڈمرو

بھجا چار آتی شو بھت کھڑک کھنڈہاری من و انجھت پھل پاوت سیوت نرہاری

کچن تھال راجت کھڑک کھنڈہاری شری پالا کنتھ راجت کھڑک کھنڈہاری

دوہا

جوا ہے کی آرتی جو کوئی نہ گا دے
کہتے سوانند سوامی سکھ سہیتی پاپے
شری راجندر جی کی آرتی

آرتی کیجے رام چندر جی کی - ہری ہری دھشت دلن ستیا پتی جی کی ٹیک
پہلی آرتی لپٹین کی مالا،
دوسری آرتی دیو کی نندن
تیسری آرتی تر بھون ہو ہے
چوتھی آرتی چھو بیگ پوجا
پانچویں آرتی رام کی بھکت
کالی ناتھ لائے گو پا لایا
بھگت ابارن کنس نکند ن
رتن سنگھ اسن ہینا رام جی سو ہے
دیو زرخن سوامی اور نہ دد جا
لام جی کا نام دیو جی گافے

آرتی بھگت بلی کی

جا کے تارنگی کے گیتا
CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آرتی کیجے ہنوماں لکھ کی !
 لنگا سی کھوٹ سمندر سی کھائی
 جگ مگ جیوتی اودھووری راجا
 شکتی بان لنگا سمین کو
 پیٹ پنتال توڑیم کاسل
 آتی کیجے جیسی کی تیری
 من نرمی جن آرتی اتاریں
 کچن تھاں کپور سہائی !
 باتیں بھجائے اتر سہائے
 لنگا جلائے اتر سہائے
 انجی کمار مسایل دایک
 لنگا ددھولن کری رگھوڑائی
 جو ہنوماں جگ کر کے گائی

دشت دین رگھوناتھ کلا کی
 جات یون ست دیر نہ لائی
 گھنٹہ نال کچا و ج باجہ
 لائے بچون لکھن جوائے
 اسی لادون کی بھجا کھاڑی
 دھرو پر ہلا دھو پٹن جیسی
 جے جے جے ہنومان آچاریں
 آرتی کرت انجینی مانی
 دھنی بھجا ستر سنت اباے
 رام چندر کے سب کاج سوار
 دیو سنت کے سدا سہا تک
 تلسی داس کی آرتی گائی

جے پنج جن کے شکٹ ہرنی، تمااد بھت وید نہ برنی — موہن کی پٹ رانی پہانی
جے بہو ساگر ترنی ماتا، کر پا کر وجن آند بھاتا — اگم کند بھجانی سناتی

مہاتما گاندھی کا بھجن

اُٹھ جا کر مسافر بھور بھتی اب رین کہاں جو بوت ہو
ٹھک منید سے اکھیاں کھول دوا اور اپنے کے دیان لگا
جو کل کرنا ہو سو آج کر لے جو آج کرنا ہو، اب کیسے
نادان بھگت کرنی اپنی اسے پاپی پاپی چپن کہاں
جو جاگت ہے سو پاوت ہے جو سوٹ ہو سو کھوت ہو
یہ پریت کرن کی ریت نہیں رہ جاگت ہو تو سوٹ ہے
جب چڑیں نے حگب بھیت لیا پھر بھیتے کیا ہووت ہو
جب پاپی کی گھڑی نہیں دھری پس پکڑ کیوں روت ہو

ہر قسم کی دھارمک کتابیں
بڑا سوچی پتر مفت منگائیے۔
وی، پی کے ذریعہ منگوانے کے لیے نیچے کا پتہ یاد رکھیے اور

دہپاتی پستک بھنڈار چاڈری بازار دہلی